خلافت نمبر 2021ء بعنوان ”خلفاء سے وابستہ یادیں“

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعرات 27 مئی 2021ء | 14 شوال 1442 ہجری قمری | جلد: 3 | شمارہ: 125

الفضل آن لائن کے اجراء پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز پیغام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیارے قارئین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ کہ روزنامہ الفضل لندن کے آن لائن ایڈیشن کا اجراء ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی انتظامیہ کو اخلاص و وفا اور محنت کے ساتھ اسے بہترین رنگ میں شائع کرنے کی توفیق دے اور اسے ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ آمین

مجھ سے اس موقع پر پیغام بھجوانے کی درخواست کی گئی ہے۔ میرا پیغام یہ ہے کہ یہ دور سائنسی ترقی کا دور ہے۔ (اللہ تعالیٰ کے فضل سے جدید دور کی سہولیات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے روزنامہ الفضل لندن کے آن لائن ایڈیشن کا اجراء کیا جا رہا ہے جو بذریعہ انٹرنیٹ دنیا بھر میں کسی بھی جگہ ہر وقت بڑی آسانی کے ساتھ دستیاب ہوا کرے گا۔ یہ جماعت کا اہم اخبار ہے۔ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے احمدیت کی تعلیمات پیش کی جائیں گی۔ خلیفہ وقت کے خطبات اور خطابات بھی شائع ہوا کریں گے اور اس کے ذریعہ احباب جماعت کے اندر خلافت سے محبت اور وفا کا تعلق مزید تقویت پائے گا۔ اسی طرح اس میں مختلف ممالک سے جماعتی ترقی اور اہم تقریبات کی رپورٹس وغیرہ بھی شامل ہوا کریں گی۔ اس کے ذریعہ قارئین کو تاریخ احمدیت اور جماعتی عقائد سے آگاہ کیا جائے گا۔ یہ دینی معلومات میں اضافہ کا باعث ہو گا اور دینی اور روحانی تربیت کے سامانوں سے آراستہ ہو گا۔ پس یہ اخبار انشاء اللہ بہت مفید معلومات کا مجموعہ ہو گا۔)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ مختلف مواقع پر احباب جماعت کو الفضل کے مطالعہ کی تحریک فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ فرمایا کہ

الفضل جماعت کا اخبار ہے لوگ وہ نہیں پڑھتے اور کہتے ہیں کہ اس میں کون سی نئی چیز ہوتی ہے، وہی پُرانی باتیں ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ جن کے بارے میں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو بتایا تھا کہ وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا، وہ فرماتے ہیں کہ شاید ایسے پڑھے لکھوں کو یا جو اپنے زعم میں پڑھا لکھا سمجھتے تھے کوئی نئی بات الفضل میں نظر نہ آتی ہو اور وہ شاید مجھ سے زیادہ علم رکھتے ہوں لیکن مجھے تو الفضل میں کوئی نہ کوئی نئی بات ہمیشہ نظر آجایا کرتی ہے۔

(الفضل انٹرنیشنل 26 دسمبر 2009ء)

اسی طرح ایک اور بار فرمایا:

”اخبار قوم کی زندگی کی علامت ہوتا ہے۔ جو قوم زندہ رہنا چاہتی ہے اسے اخبار کو زندہ رکھنا چاہئے اور اپنے اخبار کے مطالعہ کی عادت ڈالنی چاہئے۔“

(الفضل 31 دسمبر 1954ء)

اسی طرح ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

”اب میں تحریک کرتا ہوں کہ ہمارے دوست اخبارات کو خریدیں اور ان سے فائدہ اٹھائیں۔ اس زمانہ میں اخبارات قوموں کی زندگی کی علامت ہیں کیونکہ ان کے بغیر ان میں زندگی کی روح نہیں پھونکی جاسکتی۔“

(انوار العلوم جلد 4 صفحہ 142)

احباب جماعت الفضل کے نام سے خوب مانوس ہیں اور سب کو اس سے محبت ہے۔ الفضل حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب رضی اللہ عنہ (خلیفۃ المسیح الثانی، المصلح الموعود) نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے دور مبارک میں قادیان سے جاری فرمایا تھا۔ اس کا آغاز بڑی قربانیوں سے ہوا۔ کافی عرصہ تک حضرت مصلح موعودؓ اسے اپنے ذاتی خرچ سے شائع فرماتے رہے۔ اس کے اجراء کے وقت حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا نے ایک زمین پیش فرمائی اور میری والدہ حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ نے دو زیور پیش کئے۔ پس قارئین الفضل حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کو اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی پیاری بیٹی اور میری والدہ کو بھی الفضل پڑھتے وقت دعاؤں میں یاد رکھیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس کے پہلے پرچہ میں اخبار کے مقاصد تحریر فرماتے ہوئے یہ دعائیہ فقرے بھی تحریر فرمائے کہ

”اے میرے مولا...... لوگوں کے دلوں میں الہام کر کہ وہ الفضل سے فائدہ اٹھائیں اور اس کے فیض لاکھوں نہیں کروڑوں پر وسیع کر اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے بھی اسے مفید بنا۔ اس کے سبب سے بہت سی جانوں کو ہدایت ہو۔“

(الفضل 18 جون 1913ء صفحہ 3)

میری بھی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ، آپ رضی اللہ عنہ کی دعائیں قبول فرمائے۔ اور الفضل ہمیشہ ترقی کی نئی سے نئی منازل طے کرتا چلا جائے اور یہ بھی خلیفہ وقت کے لئے ایک حقیقی سلطان نصیر کا کردار ادا کرنے والا بنے۔ آمین

والسلام۔ خاکسار

(دستخط) مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
1	ارشاد باری تعالیٰ	2
2	حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم	2
3	دربارِ خلافت	3
4	خلافت (منظوم)	3
5	اداریہ: اے شمع رُخ! اپنا مجھے پروانہ بنادے	5
6	نظام خلافت، اہمیت اور برکات	6
7	ہمارے لیے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا، خدا کا خلیفہ	8
8	خلافت کا ٹھنڈا میٹھا سایہ!	11
9	کچھ یادیں کچھ باتیں	12
10	خلفائے سلسلہ احمدیہ کے ساتھ روح پرور اور پُرشفقت یادیں	16
11	خلافت کی عنایات کی چند خوبصورت یادیں	21
12	میں بھیک مانگتا رہا	23
13	حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ وابستہ چند یادیں	26
14	خلافت (منظوم)	31
15	حضور انور کے خطبات جمعہ سے متاثر ہوکر (منظوم)	31
16	حضرتِ مسرور کے ہمراہ رہتا ہے خدا (منظوم)	32
17	خلفائے سلسلہ احمدیہ کے ساتھ روح پرور اور پرشفقت یادیں	33

فرمانِ رسول ﷺ

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر وہ اُس کو اُٹھا لے گا اور خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہو گی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اُٹھا لے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذاء رساں بادشاہت قائم ہو گی۔ جب یہ دَور ختم ہو گا تو اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہو گی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر اللہ اُسے بھی اُٹھا لے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہو گی اور یہ فرما کر آپ (ﷺ) خاموش ہو گئے۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الرقاق باب التحذیر من الفتن)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

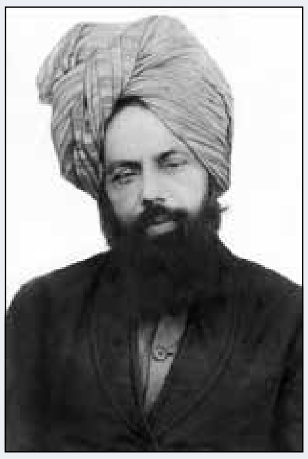

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”سو اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سُنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دِکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دِکھلاوے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اُس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ مَیں اِس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جُدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دِکھائے گا جس کا اُس نے وعدہ فرمایا۔ اگرچہ یہ دن دُنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دُنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ مَیں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور مَیں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔“

(الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 305، 306)

ارشادِ باری تعالیٰ

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ۪ وَ لَیُمَکِّنَنَّ لَہُمۡ دِیۡنَہُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَہُمۡ وَ لَیُبَدِّلَنَّہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِہِمۡ اَمۡنًا ؕ یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡئًا ؕ وَ مَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ﴿۵۶﴾ (النور: 56)

ترجمہ: اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا۔ جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا۔ اور جو دین اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے وہ ان کے لئے اُسے مضبوطی سے قائم کر دے گا اور اُن کے خوف کی حالت کے بعد وہ ان کے لئے امن کی حالت تبدیل کر دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے (اور) کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دیئے جائیں گے۔

فرمانِ خلیفہ وقت

روزنامہ الفضل لندن آن لائن کے اجراء کا اعلان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”اس وقت میں ایک تو یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ روزنامہ الفضل کی ویب سائٹ انہوں نے شروع کی ہے اور اس کے بارے میں اعلان کروں گا ...الفضل کے 106 سال پورے ہونے پر لندن سے الفضل آن لائن ایڈیشن کا آغاز ہو رہا ہے اور یہ اخبار روزنامہ الفضل آج سے 106 سال پہلے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی اجازت اور دعاؤں کے ساتھ 18 جون 1913ء کو شروع فرمایا تھا۔ قیامِ پاکستان کے بعد کچھ عرصہ لاہور سے شائع ہوتا رہا۔ پھر حضرت مصلح موعودؓ کی قیادت میں یہ ربوہ سے نکلنا شروع ہوا۔ اس قدیم اردو روزنامہ اخبار کا لندن سے الفضل آن لائن ایڈیشن کا مؤرخہ 13 دسمبر 2019ء سے آغاز ہو رہا ہے۔ آج ان شاء اللہ تعالیٰ آغاز ہو جائے گا جو بذریعہ انٹرنیٹ دنیا بھر میں ہر جگہ بڑی آسانی کے ساتھ دستیاب ہو گا۔ اس کی ویب سائٹ alfazlonline.org تیار ہو چکی ہے اور پہلا شمارہ بھی اس پر دستیاب ہے۔ یہاں ہماری آئی ٹی کی جو مرکزی ٹیم ہے انہوں نے اس کے لیے بڑا کام کیا ہے۔

اس میں الفضل کی اہمیت اور افادیت کے حوالے سے بہت کچھ موجود ہے جو ارشاد باری تعالیٰ کے عنوان کے تحت قرآن کریم کی آیات بھی آیا کریں گی اور فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت احادیث نبویؐ بھی ہوں گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے اقتباسات بھی ہوں گے۔ اسی طرح بعض احمدی مضمون نگاروں کے مضمون اور دوسرے جو اہم مضامین ہیں وہ بھی ہوں گے۔ نظمیں بھی احمدی شعراء کی ہوں گی۔ یہ اخبار ویب سائٹ کے علاوہ ٹوئٹر پر بھی موجود ہے اور اینڈرائڈ (Android) کا ایپ (app) بھی بن گیا ہے۔ یہ کیونکہ اب روزانہ شروع ہو گیا ہے تو سوشل میڈیا کے ان ذرائع سے بھی اردو پڑھنے والے احباب کو استفادہ کرنا چاہیے اور اسی طرح مضمون نگار اور شعراء حضرات بھی اس کے لیے اپنی قلمی معاونت کریں تا کہ اچھے اور تحقیقی مضامین بھی اس میں شائع ہوں۔ اس ویب سائٹ میں روزانہ کے شمارہ کی پی ڈی ایف کی شکل میں امیج فائل بھی موجود ہو گی جس کو پڑھنے کے ساتھ ساتھ ڈاؤن لوڈ بھی کیا جا سکے گا جو پرنٹ کی شکل میں پڑھنا چاہیں وہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ بہرحال اس کا آج ان شاء اللہ آغاز ہو جائے گا۔ اسی طرح پیر کے روز اس میں خطبہ جمعہ کا مکمل متن جو ہے وہ شائع کیا جائے گا اور تازہ خطبے کا خلاصہ بھی بیان ہو جائے گا۔ تو ان شاء اللہ جمعے کے بعد اس کا افتتاح ہو جائے گا۔“

(خطبہ جمعہ مورخہ 13 دسمبر 2019ء)

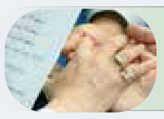

دربارِ خلافت

’مولیٰ بس‘ کے نظارے اور ’کیا خدا کافی نہیں ہے‘ کے نظارے مجھے تو ہر لحہ نظر آتے ہیں کیونکہ اگر ویسے میں دیکھوں تو میری کوئی حیثیت نہیں ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

پھر آپ (خلیفہ رابعؒ۔ ناقل) کی وفات کے بعد دشمنوں کا خیال تھا کہ اب تو یہ جماعت گئی کہ گئی اب بظاہر کوئی نظر نہیں آتا کہ اس جماعت کو سنبھال سکے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نظارے سب نے دیکھے۔ بچوں نے بھی اور نوجوانوں نے بھی، مردوں نے بھی اور عورتوں نے بھی اپنے ایمانوں کو مضبوط کیا۔ حتیٰ کہ غیر از جماعت بھی کیا مسلمان اور کیا غیر مسلمان سب نے ہی یہ نظارے دیکھے کیونکہ ایم ٹی اے کے ذریعے یہ ہر جگہ پہنچ رہے تھے۔ لندن میں مجھے کسی نے بتایا کہ ایک سکھ نے کہا کہ ہم بڑے حیران ہوئے آپ لوگوں کا یہ سارا نظام دیکھ کر اور پھر انتخاب خلافت کا سارا نظارہ دیکھ کر۔ پاکستان میں ہمارے ڈاکٹر نوری صاحب کے پاس ایک غیر از جماعت بڑے پیر ہیں یا عالم ہیں وہ آئے (مریض تھے اس لئے آتے رہے) اور ساری باتیں پوچھتے رہے کہ کس طرح ہوا، کیا ہوا اور پھر بتایا کہ میں نے بھی ایم ٹی اے پر دیکھا تھا۔ دشمن بھی وہ جس طرح کہتے ہیں نہ کہ کھلے طور پر تو نہیں دیکھتے لیکن چھپ چھپ کر ایم ٹی اے دیکھتے ہیں۔ یہ سارے نظارے دیکھے اور ڈاکٹر صاحب کو کہنے لگے کہ یہ ایسا نظارہ تھا جو حیرت انگیز تھا۔ اور باتوں میں ڈاکٹر صاحب نے کہا ٹھیک ہے آپ کو پھر تسلیم کرنا چاہئے کہ جماعت احمدیہ سچی ہے کہتے ہیں کہ یہ تو میں نہیں کہتا، یہ مجھے ابھی بھی یقین ہے کہ جماعت احمدیہ سچی نہیں ہے لیکن یہ مجھے یقین ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت آپ کے ساتھ ہے۔ تو جب اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت ہمارے ساتھ ہو گئی تو پھر اور کیا چیز رہ گئی۔ یہ آنکھوں پر پردے پڑے ہونے کی بات ہے اور دلوں پر پردے پڑے ہونے کی بات ہی ہے۔

اب اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے شخص کو خلافت کے منصب پر فائز کیا کہ اگر دنیا کی نظر سے دیکھا جائے تو شاید دنیا کے لوگ اس کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھیں۔ اس کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہ کریں لیکن خدا تعالیٰ دنیا کا محتاج نہیں ہے جیسا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ:

’’خوب یاد رکھو کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اور جھوٹا ہے وہ انسان جو یہ کہتا ہے کہ خلیفہ انسانوں کا مقرر کردہ ہوتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی نورالدین صاحب اپنی خلافت کے زمانے میں چھ سال متواتر اس مسئلے پر زور دیتے رہے کہ خلیفہ خدا مقرر کرتا ہے، نہ انسان۔ اور درحقیقت قرآن شریف کو غور سے مطالعہ کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ ایک جگہ بھی خلافت کی نسبت انسانوں کی طرف نہیں کی گئی بلکہ ہر قسم کے خلفاء کی نسبت اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے کہ انہیں ہم بناتے ہیں۔‘‘

(انوار العلوم جلد ۲ صفحہ ۱۱)

پھر آپؓ فرماتے ہیں:

’’خدا تعالیٰ جس شخص کو خلافت پر کھڑا کرتا ہے وہ اس کو زمانے کے مطابق علوم بھی عطا کرتا ہے اگر وہ احمق، جاہل اور بیوقوف ہوتا ہے‘‘۔ پھر فرمایا کہ: ’’اس کے یہ معنی ہیں کہ خلیفہ خود خدا بناتا ہے اس کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ جب کسی کو خدا خلیفہ بناتا ہے تو اسے اپنی صفات بخشتا ہے۔ اور اگر وہ اسے اپنی صفات نہیں بخشتا تو خدا تعالیٰ کے خود خلیفہ بنانے کے معنی ہی کیا ہیں۔‘‘

(الفرقان۔ مئی جون ۱۹۶۷ء صفحہ ۳۷)

میں جب اپنے آپ کو دیکھتا ہوں، اپنی نااہلی اور کم مائیگی کو دیکھتا ہوں اور میرے سے زیادہ میرا خدا مجھے جانتا ہے کہ میرے اندر کیا ہے تو اس وقت ہر لمحے اللہ تعالیٰ کی قدرت یاد آ جاتی ہے۔

مکرم میر محمود احمد صاحب نے ایک شعر کہا

؎ مجھ کو بس ہے میرا مولیٰ، میرا مولیٰ مجھ کو بس
’کیا خدا کافی نہیں ہے‘ کی شہادت دیکھ لی

اس کی بیک گراؤنڈ جو میں سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ ایک تو ’کیا خدا کافی نہیں‘ کی شہادت ’اَلَیْسَ

بقیہ صفحہ 9 پر

خلافت

خدا کا یہ احسان ہے ہم پہ بھاری
کہ جس نے ہے اپنی یہ نعمت اتاری
نہ مایوس ہو نا گھٹن ہو نہ طاری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

نبوت کے ہاتھوں جو پودا لگا ہے
خلافت کے سائے میں پُھولا پھَلا ہے
یہ کرتی ہے اس باغ کی آبیاری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

خلافت سے کوئی بھی ٹکر جو لے گا
وہ ذلّت کی گہرائی میں جا گرے گا
خدا کی یہ سنّت ازل سے ہے جاری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

خدا کا ہے وعدہ خلافت رہے گی
یہ نعمت تمہیں تا قیامت ملے گی
مگر شرط اس کی اطاعت گزاری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

محبت کے جذبے، وفا کا قرینہ
اُخوّت کی نعمت، ترقی کا زینہ
خلافت سے ہی برکتیں ہیں یہ ساری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

الٰہی ہمیں تُو فراست عطا کر
خلافت سے گہری محبت عطا کر
ہمیں دکھ نہ دے کوئی لغزش ہماری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

کلام صاحبزادی امۃ القدوس بیگم

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

اداریہ

اے شمع رُخ! اپنا مجھے پروانہ بنا دے

کہا جاتا ہے کہ ایک کیڑے نے دعوی کیا کہ میں پروانہ ہوں۔ اس سے کہا گیا کہ فلاں جگہ پر کچھ شمعیں روشن ہیں وہاں سے ہو کر آو۔ اس کے بعد ہم تمہیں پروانہ تسلیم کریں گے۔ وہ اڑتا ہوا گیا اور تھوڑی دیر بعد یہ خیال لیے واپس آیا کہ اب میں اصلی پروانہ کہلانے کا مستحق ہوں۔ جب وہ اصلی حالت میں واپس آیا تو اسے کہا گیا تم اصلی پروانہ نہیں ہو نقلی ہو۔ اگر اصلی ہوتے تو شمع دیکھ کر واپس نہ آتے وہیں مرجاتے۔ پروانے شمع دیکھ کر واپس نہیں آیا کرتے۔ ایک شاعر نے اس مضمون کو یوں بیان کیا ہے۔

شمع تک تو ہم نے دیکھا تھا کہ پروانہ گیا

پروانہ شمع کی طرف جاتا تو دیکھا جاتا ہے۔ اس کی واپسی نظر نہیں آتی۔ گویا شمع اور پروانے کا آپس میں بہت گہرا تعلق ہے۔ مادی دنیا میں جہاں پروانہ شمع پر اپنی جان نچھاور کر دیتا ہے وہاں شمع بھی جلتی جلتی اپنا وجود کھو دیتی ہے لیکن روحانی دنیا میں روحانی پروانے، روحانی پتنگے جوں جوں روحانی شمع کے اردگرد جمع ہو کر اپنی جان، مال، وقت، عزت اور اپنے جذبات قربان کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں توں توں روحانی شمع (آج کے دور میں خلافت احمدیہ) مزید روشن سے روشن تر ہوتی چلی جاتی ہے اور ہوتی جارہی ہے اور ان شاء اللہ تا قیامت روحانی پروانوں کی وفا، اخلاص اور محبت بڑھتے چلے جانے کے ساتھ ساتھ روحانی شمع یعنی خلافت احمدیہ مضبوط اور تیز روشنیوں کے ساتھ چمک سے چمک دار ہوتی جائے گی اور اسے تقویت ملتی رہے گی۔ کسی شاعر نے کہا ہے کہ

؎ دونوں طرف ہے آگ برابر لگی ہوئی

شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

؎ خود بھی جلتی ہے اگر اس کو جلاتی ہے یہ
کم کسی طرح نہیں، شمع بھی پروانے سے

شمع اور پروانے کا مضمون بہت دلچسپ اور ایمان افروز ہے۔ ایک طرف ہم، خلیفۃ المسیح کے پروانے ہیں وہاں خلفاء کرام بھی شمع ہوتے ہوئے اپنے سے عظیم روحانی ہستی کے پروانے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا

؎ اے حسن کے جادو! مجھے دیوانہ بنا دے
اے شمع رُخ! اپنا مجھے پروانہ بنا دے
جو ختم نہ ہو ایسا دکھا جلوہ تاباں
جو مر نہ سکے مجھ کو وہ پروانہ بنا دے

یہی وہ مضمون ہے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آنحضور ﷺ کو سورج، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو چاند اور صحابہؓ کو ستارے قرار دے کر بیان فرمایا ہے کہ وہ اپنے سے بڑے وجود سے روشنی لے کر روشن ہوتے ہیں۔ مادی اور روحانی شمع کے پروانوں میں مماثلتوں اور فرق کی بات ہو رہی ہے تو ایک فرق یہ ہے کہ شمع جب رات کو جلتی ہے تو پروانے اس کے اردگرد جمع ہو کر اپنی جان دیتے ہیں جبکہ روحانی شمع تو 24 گھنٹے ہی نہیں بلکہ مسلسل جلتی اور اپنے فیض سے مستفیض کرتی رہتی ہے۔ اور روحانی پروانے دن کو بھی اور رات کو بھی روحانی شمع کے اردگرد جمع رہ کر اپنے آپ کو جلا بخشتے ہیں۔

مادی شمع کے بارے میں ایک شاعر نے کہا ہے کہ

؎ شمع رو دے گی مگر نہ لے گی پروانے کا نام

جبکہ روحانی دنیا میں خلافت پر جان نثار کرنے والوں کا ذکر خیر خلافت کے دربار سے اکثر ہوتا رہتا ہے۔ اور خلفاء قریباً ہر خطبہ میں مرحومین کا ذکر خیر کرتے رہے ہیں اور ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس مبارک طریق کو جاری رکھا ہوا ہے۔ یہ طریق اور ذکر خیر مرحومین اور شہداء کے عزیز و اقارب کے لئے حوصلہ بلند کرنے کا موجب ہوتا ہے اور جس روز کسی خاندان کے مرحوم بھائی یا بہن کا ذکر ہو وہ باوجود غمزدہ ہونے کے اس بات پر پھولے نہیں سماتے کہ ہمارے پیارے خلیفہ نے ہمارے عزیز از جان کا ذکر کیا ہے اور احباب بھی وارثین کو مبارکباد دیتے نظر آتے ہیں۔

آج 27 مئی کے خلافت نمبر کو ''خفاء سے وابستہ یادیں'' کا عنوان بھی اسی لئے دیا گیا ہے کہ ہم میں سے بعض پروانے (مضمون نگار) دنیا بھر کے پروانوں (احمدیوں) کی نمائندگی میں اپنے یا اپنے بزرگوں اور عزیز و اقارب کے خلفاء کے ساتھ بیتے ہوئے واقعات بیان کریں تا ایمان کی دیا سلائی سے دیا سلائی روشن ہو کر احمدیوں کے ایمان میں اضافہ کا موجب ہو۔

مادی اور روحانی شمع اور پروانوں میں ایک نمایاں فرق یہ بھی ہے کہ مادی شمع کے اردگرد محدود علاقہ کے پتنگے جمع ہو کر جان دیتے ہیں جبکہ روحانی شمع یعنی دربار خلافت سے دنیا بھر کے 212 سے زائد ممالک میں پھیلے پروانے ایم ٹی اے کے ذریعہ فیض یاب ہوتے ہیں۔ کبھی خطبات جمعہ کے ذریعہ، کبھی درس القرآن کے ذریعہ، کبھی مجالس عرفان، مجالس سوال و جواب کے ذریعہ اور کبھی آج کل کورونا کے حالات میں ورچوئیل ملاقاتوں کے ذریعہ اپنی بھوک ختم کرتے اور ایمانوں کا جلا دلواتے ہیں۔

آج کل حضور پر نور ایدہ اللہ تعالیٰ مسجد مبارک اسلام آباد ٹلفورڈ یوکے میں خطبہ ارشاد فرماتے ہیں۔ اور کورونا کی پابندیوں کے باعث چند خوش نصیب خلیفۃ المسیح کے سامنے بیٹھ کر خطبہ سنتے اور حضور کی امامت میں نماز جمعہ ادا کرتے ہیں۔ لیکن ایم ٹی اے کے مبارک نظام سے دنیا بھر کے لاکھوں احمدی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ براہ راست سنتے اور اس سے فیض پاتے ہیں۔ اور یہ شعر گو جلسہ سالانہ پر آنے والے پروانوں کے لئے حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا تھا مگر اس کا اطلاق خطبہ جمعہ براہ راست سننے والوں پر بھی برابر ہوتا ہے۔

؎ ہوتی نہ اگر روشن وہ شمع رُخ انور
کیوں جمع یہاں ہوتے سب دنیا کے پروانے

روحانی پروانوں کی ایک ادا یہ ہوتی ہے کہ وہ پروانہ وار خلافت کے دربار میں حاضر ہوتے اور ہر محفل میں خلیفۃ المسیح کے قریب سے قریب تر بیٹھ کر فیض پانے کی لگن رکھتے ہیں۔

مؤرخہ 25 نومبر 1902ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام مجلس عرفان کے لئے حاضر ہوئے۔ اس موقع پر احباب جماعت حضورؑ کے قریب قریب ہو کر بیٹھنے کی کوشش میں تھے۔ جس کا نقشہ ایڈیٹر البدر نے یوں کھینچا ہے۔ لکھتے ہیں۔

بعد ادائے نماز مغرب لوگوں کا دستور ہے کہ وہ پروانہ وار ایک دوسرے پر گرتے ہیں اور ہر ایک کی کوشش ہوتی ہے کہ ایک قدم آگے ہو جاؤں تا کہ دہن مبارک سے جو کلمات طیبات نکلتے ہیں۔ ان کے الفاظ کان تک پہنچیں۔ اس لئے احباب میں بیٹھنے کی کشمکش دیکھ کر فرمایا کہ

''آپس میں مل جل کر بیٹھ جاؤ جس قدر تم آپس میں محبت کرو گے اسی قدر اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔''

(ملفوظات جلد 3 ص 400)

دوسری طرف روحانی رہنماؤں کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ وہ اپنے ماننے والے پیاروں سے حد درجہ پیار کرتے اور ان کی آسودگی اور آرام کا خیال رکھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس جب کچھ دیہاتی خواتین دوا لینے آئیں جب کہ آپ ایک علمی کام میں مشغول تھے۔ تو آپ ماتھے پر شکن لائے بغیر فوراً اُٹھ کر دوا تیار کرنے اندر تشریف لے گئے جس پر حضرت مولوی عبد الکریمؓ نے حضورؑ سے عرض کی کہ آپ اتنی تکلیف نہ کیا کریں۔ یہ لوگ تو روز روز آپ کے لئے تکلیف کا باعث بنتے ہیں۔ جس پر آپؑ نے فرمایا۔

یہ بھی ایک قسم کا دین کا کام اور خدمت خلق ہے۔ میں ان کے لئے ہر قسم کی دوائی منگوا کر اپنے پاس رکھتا ہوں تا کہ جب وہ آئیں تو ان کو تکلیف نہ ہو۔

آپؑ اپنے ان پروانوں کی خاطر کبھی دودھ لے کر دیر رات حاضر ہوتے ہیں اور کبھی پان لے کر، کبھی شدید سردی میں اپنا بستر دے کر خود ساری رات بیٹھ کر گزار دیتے اور کبھی تانگہ میں مہمان بٹھا کر خود میلوں میل پیدل تانگہ کے ساتھ چلتے نظر آتے ہیں۔

یہی کیفیت بعد میں خلفاء کرام میں نظر آتی رہی۔ بقیہ صفحہ 7 پر

مقصود احمد بھٹی۔ قادیان

نظامِ خلافت، اہمیت اور برکات

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ۪ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَہُمۡ دِیۡنَہُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَہُمۡ وَلَیُبَدِّلَنَّہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِہِمۡ اَمۡنًا ؕ یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡئًا ؕ وَمَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ (النور:56)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے ان سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور ان کے لیے ان کے دین کو، جو اس نے ان کے لیے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور ان کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

(اردو ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر وہ اس کو اٹھا لے گا اور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہو گی، پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھا لے گا، پھر ایذا رساں بادشاہت قائم ہو گی اور تب تک رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ جب یہ دور ختم ہو گا تو اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہو گی اور تب تک رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر وہ ظلم و ستم کے اس دور کو ختم کر دے گا جس کے بعد پھر نبوت کے طریق پر خلافت قائم ہو گی! یہ فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔

جہاں ہمارے پیارے آقا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانے میں خلافت کے قیام کی خوشخبری عطا فرمائی وہیں یہ بھی سمجھا دیا کہ خدا کے اس انعام کی بڑی اہمیت ہے۔ اس لئے اس کی قدر کرنا اور فرمایا اتنی زیادہ اہمیت ہے کہ اگر اس کی خاطر بڑی سے بڑی قربانی بھی دینی پڑے تو دینا مگر خلافت کے ساتھ تعلق نہ توڑنا۔

خلیفہ خدا بناتا ہے اور اس کے انتخاب میں نقص نہیں ہوتا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''صوفیاء نے لکھا کہ جو شخص کسی شیخ یا رسول اور نبی کے بعد خلیفہ ہونے والا ہوتا ہے تو سب سے پہلے خدا کی طرف سے اس کے دل میں حق ڈالا جاتا ہے۔ جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں تو دنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے مگر خدا تعالیٰ کسی خلیفہ کے ذریعہ اس کو مٹاتا ہے اور پھر گویا اس امر کا از سرِ نو اس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح و استحکام ہوتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا۔ اس میں بھی یہی بھید تھا کہ آپ ﷺ کو خوب علم تھا کہ اللہ تعالیٰ خود ایک خلیفہ مقرر فرماوے گا کیونکہ یہ خدا کا ہی کام ہے اور خدا کے انتخاب میں نقص نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کام کے واسطے خلیفہ بنایا اور سب سے اول حق انہی کے دل میں ڈالا۔''

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 229)

خلافت کی اطاعت سے باہر ہونے والا نبی کی اطاعت سے باہر ہو جاتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

''بے شک میں نبی نہیں ہوں لیکن میں نبوت کے قدموں پر اور اس کی جگہ پر کھڑا ہوں۔ ہر وہ شخص جو میری اطاعت سے باہر ہوتا ہے وہ یقیناً نبی کی اطاعت سے باہر ہوتا ہے...... میری اطاعت اور فرمانبرداری میں خدا تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری ہے۔''

(الفضل 4 ستمبر 1937ء)

خلیفہ اپنے زمانے میں سب لوگوں سے افضل ہوتا ہے

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

''ہماری جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ جماعت کا جو خلیفہ ہو وہ اپنے زمانہ میں جماعت کے تمام لوگوں سے افضل ہوتا ہے اور چونکہ ہماری جماعت ہمارے عقیدہ کی رو سے باقی تمام جماعتوں سے افضل ہے اس لیے ساری دنیا میں سے افضل جماعت میں سے ایک شخص جب سب سے افضل ہو گا تو موجودہ لوگوں کے لحاظ سے یقیناً 'بعد از خدا بزرگ توئی' کہہ سکتے ہیں۔''

(الفضل 27 اگست 1937ء صفحہ 6)

خدا تعالیٰ کے منتخب خلیفہ کو کوئی معزول نہیں کرسکتا

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

''خلافت کیسری کی دکان کا سوڈا واٹر نہیں۔ تم اس بکھیڑے سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے، نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے اور نہ میری زندگی میں کوئی اور بن سکتا ہے۔ میں جب مر جاؤں گا تو پھر وہی کھڑا ہو گا جس کو خدا چاہے گا اور خدا اس کو آپ کھڑا کر دے گا۔ تم نے میرے ہاتھوں پر اقرار کئے ہیں تم خلافت کا نام نہ لو۔ مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہوسکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے۔ اگر تم زیادہ زور دو گے تو یاد رکھو میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں جو تمہیں مرتدوں کی طرح سزا دیں گے۔''

(اخبار بدر 11 جولائی 1912ء۔ جلد 12 نمبر 2 صفحہ 4)

خلیفہ کی دعا ہی سب سے زیادہ قبول ہوتی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

''اللہ تعالیٰ جب کسی کو منصب خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اس کی دعاؤں کی قبولیت کو بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے...... میں جو دعا کروں گا وہ ان شاء اللہ فرداً فرداً ہر شخص کی دعا سے زیادہ طاقت رکھے گی۔''

(منصب خلافت صفحہ 32)

خلافت سے چمٹنے میں ہی بقا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

''آخر میں ایک بات اور کہنا چاہتا ہوں اور یہ وصیت کرتا ہوں کہ تمہارا اعتصام حبل اللہ کے ساتھ ہو۔ قرآن تمہارا دستور العمل ہو، باہم کوئی تنازع نہ ہو کیونکہ تنازع فیضان الٰہی کو روکتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی قوم جنگل میں اسی طرح نقص کی وجہ سے ہلاک ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم نے احتیاط کی اور وہ کامیاب ہو گئے۔ اب تیسری مرتبہ تمہاری باری آئی ہے اس لیے چاہئے کہ تمہاری حالت اپنے امام کے ہاتھ میں ایسی ہو جیسے میّت غسّال کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ تمہارے تمام ارادے اور خواہشیں مردہ ہوں اور تم اپنے آپ کو امام کے ساتھ ایسا وابستہ کرو جیسے گاڑیاں انجن کے ساتھ اور پھر ہر روز دیکھو کہ ظلمت سے نکلتے ہو یا نہیں، استغفار کثرت سے کرو اور دعاؤں میں لگے رہو، وحدت کو ہاتھ سے نہ دو، دوسرے کے ساتھ نیکی اور خوش معاملگی میں کوتاہی نہ کرو۔ تیرہ سو برس کے بعد یہ زمانہ ملا ہے اور آئندہ یہ زمانہ قیامت تک نہیں آ سکتا۔ پس اس نعمت کا شکر کرنے پر ازدیاد نعمت ہوتا ہے۔ لَئِنۡ شَکَرۡتُمۡ لَاَزِیۡدَنَّکُمۡ لیکن جو شکر نہیں کرتا وہ یاد رکھے اِنَّ عَذَابِیۡ لَشَدِیۡدٌ۔ (ابراہیم:8)۔''

(الحکم 24 جنوری 1903ء جلد 7 نمبر 3 صفحہ 15)

تمام ترقیات خلافت سے وابستگی میں ہی ہیں

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

''پس تم خوب یاد رکھو کہ تمہاری ترقیات خلافت کے ساتھ وابستہ ہیں اور جس دن تم نے اس کو نہ سمجھا اور اسے قائم نہ رکھا، وہی دن تمہاری ہلاکت اور تباہی کا دن ہو گا لیکن اگر تم اس کی حقیقت کو سمجھے رہو گے اور اسے قائم رکھو گے تو پھر اگر ساری دنیا مل کر بھی تمہیں ہلاک کرنا چاہے گی تو نہیں کر سکے گی اور تمہارے مقابل میں بالکل ناکام و نامراد رہے گی جیسا کہ مشہور ہے اسفند یار ایسا تھا کہ اس پر تیر اثر نہ کرتا تھا۔ تمہارے لئے ایسی حالت خلافت کی وجہ سے پیدا ہوسکتی ہے۔ جب تک تم اس کو پکڑے

رکھو گے تو کبھی دنیا کی مخالفت تم پر اثر نہ کر سکے گی بیشک افراد مریں گے، مشکلات آئیں گی، تکالیف پہنچیں گی مگر جماعت کبھی تباہ نہ ہو گی بلکہ دن بہ دن بڑھے گی اور اس وقت تم میں سے کسی کا دشمنوں کے ہاتھوں مرنا ایسا ہو گا جیسا کہ مشہور ہے کہ اگر ایک دیو کٹتا ہے تو ہزاروں پیدا ہو جاتے ہیں تم میں سے اگر ایک مارا جائے گا تو اس کی بجائے ہزاروں اس کے خون کے قطروں سے پیدا ہو جائیں گے۔''

(حقائق القرآن مجموعہ القرآن حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ عنہ (سورۃ النور زیر آیت استخلاف صفحہ 73)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یومِ خلافت کے حوالے سے جماعت احمدیہ راولپنڈی کے نام پیغام میں فرمایا:۔

''آپ میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ دعاؤں پر بہت زور دے اور اپنے آپ کو خلافت سے وابستہ رکھے اور یہ نکتہ ہمیشہ یاد رکھے کہ اس کی ساری ترقیات اور کامیابیوں کا راز خلافت سے وابستگی میں ہی ہے۔ وہی شخص سلسلہ کا مفید وجود بن سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو اس کی کوئی بھی حیثیت نہیں۔ جب تک آپ کی عقلیں اور تدبیریں خلافت کے ماتحت رہیں گی اور آپ اپنے امام کے پیچھے پیچھے اس کے اشاروں پر چلتے رہیں گے اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت آپ کو حاصل رہے گی۔''

(روزنامہ الفضل 30 مئی 2003ء صفحہ 2)

خلیفہ وقت کی سکیم کے سوا اور کوئی سکیم قابلِ عمل نہیں ہونی چاہیے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''خلافت کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ جس وقت خلیفہ کے منہ سے کوئی لفظ نکلے اس وقت سب سکیموں، سب تجویزوں اور سب تدبیروں کو پھینک کر رکھ دیا جائے اور سمجھ لیا جائے کہ اب وہی سکیم، وہی تجویز اور وہی تدبیر مفید ہے جس کا خلیفہ وقت کی طرف سے حکم ملا ہے جب تک یہ روح جماعت میں پیدا نہ ہو اس وقت تک سب خطبات رائیگاں، تمام سکیمیں باطل اور تمام تدبیریں ناکام ہیں۔''

(خطبہ جمعہ 31 جنوری 1937ء)

انسانی عقلیں اور تدبیریں خلافت کے تحت ہی کامیابی کی راہ دکھا سکتی ہیں

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

''میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خواہ تم کتنے ہی عقلمند اور مدبر ہو اپنی تدابیر اور عقلوں پر چل کر دین کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے جب تک تمہاری عقلیں اور تدبیریں خلافت کے ماتحت نہ ہوں اور تم امام کے پیچھے پیچھے نہ چلو ہرگز اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت تم حاصل نہیں کر سکتے۔ پس اگر تم خدا تعالیٰ کی نصرت چاہتے ہو تو یاد رکھو اس کا کوئی ذریعہ نہیں سوائے اس کے کہ تمہارا اٹھنا بیٹھنا، کھڑا ہونا اور چلنا اور تمہارا بولنا اور خاموش ہونا میرے ماتحت ہو۔

(الفضل 4 ستمبر 1937ء)

آخر پر صد سالہ خلافت جوبلی 2008ء کے موقع پر ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جو عہد ہم سے لیا تھا اس کو پیش کرتا ہوں۔

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ آج خلافت احمدیہ کے سو سال پورے ہونے پر ہم اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ ہم اسلام اور احمدیت کی اشاعت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے اپنی زندگیوں کے آخری لمحات تک کوشش کرتے چلے جائیں گے اور اس مقدس فریضہ کی تکمیل کے لیے ہمیشہ اپنی زندگیاں خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وقف رکھیں گے اور ہر بڑی سے بڑی قربانی پیش کر کے قیامت تک اسلام کے جھنڈے کو دنیا کے ہر ملک میں اونچا رکھیں گے۔ ہم اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ ہم نظام خلافت کی حفاظت اور اس کے استحکام کے لئے آخری دم تک جدوجہد کرتے رہیں گے اور اپنی اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے مستفیض ہونے کی تلقین کرتے رہیں گے تاکہ قیامت تک خلافت احمدیہ محفوظ چلی جائے اور قیامت تک سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی اشاعت ہوتی رہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہرانے لگے۔ اے خدا! تو ہمیں اس عہد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اللّٰھم آمین، اللّٰھم آمین، اللّٰھم آمین

بقیہ: اداریہ...... از صفحہ 5

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ سے کسی نے اپنی اہلیہ کے لئے (جو زچگی کی حالت میں تھی) دُعا کی درخواست کی۔ آپؓ نے کھجور دے کر فرمایا کہ بیوی کو دے دیں۔ اللہ فضل فرمائے گا۔ جب آدھی رات کو ڈلیوری ہوگئی تو اس بزرگ نے یہ سمجھتے ہوئے کہ اب حضورؓ سو رہے ہوں گے میں نے اس وقت اطلاع دی تو تکلیف ہو گی۔ صبح نماز فجر پر اطلاع دی۔ ساری کیفیت سن کر آپؓ نے فرمایا کہ اگر رات کو مجھے بھی آ کر بتا دیتے تو میں بھی کچھ آرام کر لیتا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ساتھ اس طرح کے بے شمار واقعات مروی ہیں کہ آپ نے کسی کو کسی کام پر بھیجا اس ہدایت کے ساتھ کہ جب بھی واپس آئیں تو اطلاع دیں۔ ایک دوست بیان کرتے ہیں کہ میں جب نصف رات حاضر ہوا تو حضور ٹہل رہے تھے اور میرا انتظار کر رہے تھے۔ اور ایک دوست نے رات کا تصور کر کے اطلاع نہ دی تو صبح اسی طرح کے ملتے جلتے الفاظ فرمائے کہ میں ساری رات آپ کا انتظار کرتا اور دُعا کرتا رہا۔ راتوں کو جاگنے اور دعائیں کرنے والے مبارک وجودوں کا ذکر تو خلفاء اپنی زبانی کرتے چلے آئے ہیں۔ ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک دفعہ فرمایا تھا کہ کوئی ایسی رات نہیں گزرتی جس میں بستر پر جانے سے پہلے میں چشم تصور میں دنیا بھر کے ہر احمدی کو لا کر ان کے لئے دُعا نہیں کر لیتا۔ اسی طرح پاکستان کے حالات کے پیش نظر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک پیغام میں فرمایا کہ جب تک پاکستان سے تمام جگہوں سے جمعہ کی نماز خیریت سے گزر جانے کی اطلاع نہیں مل جاتی مجھے فکر لاحق رہتی ہے۔

الغرض دنیوی اور روحانی سلسلوں سے وابستہ شعراء نے اپنے اپنے زعم، ذوق اور خیال کے مطابق شمع اور پروانہ کے مضمون کو اپنے منظوم کلام میں باندھا ہے۔ بلکہ داغ دہلوی نے تو کسی کے ساتھ وابستگی کو مثالی بنانے اور اس پر عاشق ہونے، فریفتہ ہونے کے لئے پروانہ کے لفظ کو یوں استعمال فرمایا ہے۔

مجھ سے وہ کہتے ہیں پروانے کو دیکھا تو نے؟
دیکھ! یوں جلتے ہیں، اس طرح سے دم دیتے ہیں

اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو حقیقی معنوں میں روحانی پروانہ بنائے اور ہم شمع اسلام، شمع محمدؐ، شمع قرآن اور آج کے دور میں شمع خلافت کے لئے اپنی جان، مال، وقت، عزت اور جذبات کی قربانی کرنے والے ہوں۔ ہم اپنے اندر صحابہؓ (جو حقیقی معنوں میں شمع محمدؐ کے پروانے تھے) جیسا رنگ پیدا کریں اور ہم میں ہر ایک پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ اشعار صادق آ رہے ہوں۔

مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مے ان کو ساقی نے پلا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

''قدرت ثانیہ خدا کی طرف سے ایک بڑا انعام ہے جس کا مقصد قوم کو متحد کرنا اور تفرقہ سے محفوظ رکھنا ہے۔ یہ وہ لڑی ہے جس میں جماعت موتیوں کی مانند پروئی ہوئی ہے...... ایک لڑی میں پروئے ہوئے موتی ہی خوبصورت اور محفوظ ہوتے ہیں اگر قدرت ثانیہ نہ ہو تو دین حق کبھی ترقی نہیں کر سکتا۔ پس اس قدرت کے ساتھ کامل اخلاص اور محبت اور وفا اور عقیدت کا تعلق رکھیں اور خلافت کی اطاعت کے جذبہ کو دائمی بنائیں اور اس کے ساتھ محبت کے جذبہ کو اس قدر بڑھائیں کہ اس محبت کے بالمقابل دوسرے تمام رشتے کمتر نظر آئیں۔ امام سے وابستگی میں ہی سب برکتیں ہیں۔''

(الفضل انٹرنیشنل 23 مئی 2003ء صفحہ 1)

لقمان احمد کشور۔ لندن، یوکے

ہمارے لیے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا، خدا کا خلیفہ

جب کبھی لندن سے باہر رہنے والے افراد سے رابطہ ہو تو عاشقان خلافت احمدیہ کی طرف سے ایک سوال عموماً لندن کے باسیوں سے بشمول خاکسار اکثر کیا جاتا ہے کہ وہاں ہمارے حضور رہتے ہیں، آپ بھی چونکہ وہاں رہتے ہیں یا وہاں سے آئے ہیں تو ہمیں بتائیں حضور کیسے ہیں؟ ان کا قرب کتنا عطا ہوتا ہے اور اس بابرکت وجود کی صحبت سے فیض یاب ہونے کا کتنا موقع ملتا ہے۔ ان کی امامت میں نمازیں کیسے ادا کرتے ہیں۔ کب اور کیسے ان کی دید کا نظارہ ہوتا ہے گویا اس قسم کے بیسیوں سوال ملنے والوں کی زبان پر آتے ہیں جو کسی بھی عاشق کا اپنے محبوب آقا سے متعلق ایک فطرتی تقاضا ہے مگر جب جواب دینے کی باری آتی ہے تو خاکسار کا سر شرم سے جھک جاتا ہے کہ کیسے اس کم تر گناہگار کی باتوں سے حضور کے ان غلاموں اور عاشقوں کو تسکین ملے گی۔ کیا پدی اور کیا پدی کا شوربہ۔ خاکسار تو خود محض اللہ کے خاص فضل سے اس قرب کو آئی سی یو وارڈ کی مانند سمجھتا ہے جہاں انتہائی نگہداشت میں خاکسار جیسے مریض رکھے جاتے ہیں تا طبیب کی خاص نگرانی میں رہ کر شفا پاویں۔

چند سال قبل خاکسار یورپ کے ایک ملک کے جماعتی دورہ پر تھا تو انہی ایام میں نئے سال کا آغاز بھی ہوا۔ اس دن واقفین نو بچوں کی ایک مجلس میں بیٹھے ایک واقف نو نے اس ناچیز سے یہ سوال کر دیا کہ آپ کے لئے گزرا ہوا سال کیسا رہا تو یک لخت زبان پر یہی آیا کہ یہ خاکسار کی زندگی کا سب سے بہترین، بابرکت سال گزرا ہے کیونکہ اس سال کے دوران اب تک کی زندگی میں شمار کروں تو محض خدا کے فضل سے سب سے زیادہ لمحات حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بروح القدس کے قرب اور مجلس میں حاضر خدمت رہنے کی توفیق ملی۔ الحمد للّٰہ علیٰ ذالک

پھر ان کی محبت اور دیوانگی کو دیکھ کر اس بات کی فکر ہونے لگتی ہے کہ کیسے ان کو بتایا جائے کہ ان کا محبوب آقا ان سے بھی بڑھ کر انہیں پیار کرتا ہے اور خیر خواہ ہے۔ وہ دن رات اپنے ان چاہنے والوں کے لئے اپنے خدا کے حضور جھکتے ہوئے اپنے تو اپنے سب غیروں کا بھی بھلا چاہتا ہے۔ سب احباب جماعت دن رات اس پیارے وجود کی دعاؤں میں ہیں۔ کیسے کیسے قبولیت دعا کے معجزات ہیں جو ہر روز رونما ہوتے ہیں اور ہمارے لئے ایمان کی ترقی کا باعث بنتے ہیں۔

جیسے بھی حالات ہوں دنیا بھر سے روزانہ سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں محبان خلافت اس یقین اور ایمان کے ساتھ کہ خدا اپنے خلیفہ کی دعائیں نہ صرف سنتا ہے بلکہ فوری پایہ قبولیت بخشتا ہے، اس امام کی دعا سے فیض یاب ہونے کے لئے اپنے دکھ درد، اپنے مرض، اپنے غم، اپنی تکلیفیں اور اپنی خوشیاں، اپنی کامیابیاں تحریر کر کے گویا اپنا دل نکال کر کاغذ پر رکھ کر آقا کو بھجوا دیتے ہیں اور پھر ان میں سے ہر کوئی جواب کا منتظر رہتا ہے کہ کب شفیق و مہربان، ہمدرد آقا کی طرف سے تسلی اور دعا سے بھرا جواب ملے گا جس سے ان کے زخموں کا مرہم ہوگا، جوابی خط کی تحریر اور اس پر دست مبارک سے کندہ دستخط ان کے دکھوں کا مداوا بنیں گے۔ اس برکت سے انکے سب غم چھٹ جائیں گے۔ اب ان کی تکلیفیں دور ہو جائیں گی اور بیمار بھی شفائے کاملہ و عاجلہ پائیں گے بلکہ بعید نہیں کہ شافی مطلق کا دست شفا دوا اور نسخہ بھی عطا کر دے۔ اس دعا کے فیض اب کامیابیاں ان کے قدم چومیں گی اور وہ ترقی کی نئی منازل کی طرف گامزن ہوں گے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے ایک جگہ ارشاد فرمایا کہ

”اللہ تعالیٰ جب کسی کو منصب خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اس کی دعاؤں کی قبولیت بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے“۔ (منصب خلافت ص 32)

پھر ایک اور جگہ اس نعمت سے محروموں کے مقابلہ میں اس کی اہمیت یوں بیان فرمائی:

”تمہارے لئے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا، تمہاری محبت رکھنے والا، تمہارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا، تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا، تمہارے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا ہے مگر ان کے لئے نہیں ہے۔“ (برکات خلافت، انوار العلوم جلد 2، ص 158)

اس ضمن میں مزید خلیفۃ المسیح الخامس حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ بروح القدس کے ہی الفاظ پیش ہیں جو اس نعمت عظمیٰ کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی وفات کے بعد پھر اندرونی اور بیرونی دشمن تیز ہوا۔ لیکن کیا ہوا؟ کیا جماعت میں کوئی کمی ہوئی؟ نہیں، بلکہ خدا تعالیٰ نے اپنے وعدوں کے مطابق پہلے سے بڑھ کر ترقیات کے دروازے کھولے۔ مشنوں میں مزید توسیع ہوئی۔ افریقہ میں بھی، یورپ میں بھی اور پھر افریقہ کے دورے کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے نصرت جہاں سکیم کا اجراء فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق، ایک رؤیا کے مطابق۔ ہسپتال کھولے گئے۔ سکول کھولے گئے، ہسپتالوں میں اب تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے لاکھوں مریض شفا پا چکے ہیں۔ گورنمنٹ کے بڑے بڑے ہسپتالوں کو چھوڑ کر ہمارے چھوٹے چھوٹے دور دراز کے دیہاتی ہسپتالوں میں لوگ اپنا علاج کرانے آتے ہیں۔ بلکہ سرکاری افسران بھی اس طرف آتے ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ ہمارے ہسپتالوں میں جو واقفین زندگی ڈاکٹرز کام کر رہے ہیں وہ ایک جذبے کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ اور ان کے پیچھے خلیفہ وقت کی دعاؤں کا بھی حصہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے خلیفہ کی لاج رکھنے کے لئے ان دعاؤں کو سنتا ہے اور جہاں بھی کوئی کارکن اس جذبے سے کام کر رہا ہو کہ میں دین کی خدمت کر رہا ہوں اور میرے پیچھے خلیفہ وقت کی دعائیں ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی اس میں بے انتہا برکت ڈالتا ہے۔“ (خطبہ جمعہ 21 مئی 2004ء)

ہمارا خاندان بھی کئی بار قبولیت دعا کے ایسے معجزے دیکھ چکا ہے کہ کیسے خدا نے اپنے خلیفہ کی دعا کو سنتے ہوئے ہم دکھیوں کے علاج کا مداوا کیا اور ہم وغم دور کئے۔ اور جن مسائل سے دوچار تھے دور ہو گئے اور کامیابیاں ملیں۔

فی الوقت ایک واقعہ پیش ہے۔ ہمارے چھوٹے خالو محترم مبارک احمد باجوہ صاحب اپنے گاؤں سے اغواء ہو کر غائب ہو گئے اور دو تین سال تک کوئی خبر نہ ملی۔ ان کی خبر لگانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی گئی۔ ہر ذریعہ اختیار کیا گیا۔ کبھی کسی کے کہنے پر تاوان کی رقم ادا کرنے کے لئے بڑے خالو جان محترم عزیز احمد باجوہ صاحب کو بارڈر پار تک کا سفر کرنا پڑا۔ مگر کوئی کامیابی نہ ہوئی۔ یہاں تک کہ 2014ء میں پہلی بار جب جلسہ سالانہ یوکے میں شمولیت کے لئے لندن آئے تو حضور انور کی خدمت اقدس میں بغرض ملاقات حاضر ہوئے۔ خاکسار بھی اس وقت انکے ہمراہ حاضر خدمت تھا۔ دروازہ سے اندر داخل ہوتے ہی بھرے ہوئے لہجہ اور نم آنکھوں سے کہنے لگے کہ حضور میں تو صرف اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ اپنے گم شدہ بھائی کی خبر لگنے کے لئے دعا کی درخواست پیش کرسکوں۔ خدا کی شان کہ اس وقت حضور انور کی زبان مبارک سے جو الفاظ تحریک بن کر نکلے تو لازماً فرشتے اسی وقت تائید میں لگ گئے ہوں گے۔ حضور نے فرمایا بیٹھیں تو سہی باجوہ صاحب، ان کا بھی پتہ لگ جائے گا۔ ان شاء اللہ۔

خالو جان جب اس سفر سے واپس پاکستان پہنچے تو کچھ روز بعد ہی پولیس والوں نے ان کو بلایا اور کہا کہ ضلع گجرات کی پولیس نے کچھ دہشت گرد اغوا کار اور سہولت کار گرفتار کئے ہیں۔ تفتیش میں سامنے آیا ہے کہ آپ کے بھائی کو بھی ان لوگوں نے اغوا کیا تھا۔ یہ شناخت کے لئے فوراً وہاں پہنچے اور گرفتار مجرموں میں سے ایک سہولت کار کو پہچان لیا جو ان کے گھر میں ایک عیسائی نوکر کے طور پر پلا بڑھا اور جوان ہوا تھا مگر بعد میں نام نہاد مولویوں کے ہتھے چڑھ کر اسلام قبول کر چکا تھا اور اب ایک مجاہد بن کر اس رنگ میں اسلام کی خدمت کر رہا تھا۔ اور بقول اس کے اسے سکھایا گیا تھا کہ مسلمانوں پر قادیانیوں کی جان لینا اور ان کا مال کھانا جائز ہے۔ اغوا کاروں نے چھوٹے خالو کے اغوا کرنے کے بعد تیز دھار آلہ سے ان کا سر تن سے جدا کر کے نعش کے ٹکڑے کر کے نہر میں بہانے کی سفاک خبر سنا کر اعتراف جرم بھی کر لیا۔ بعد ازاں یہ مجرم ایک پولیس مقابلہ میں کیفر کردار تک پہنچ گئے۔

یہ محض خدا تعالیٰ کا احسان اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بروح القدس کی دعا ہی تھی کہ دو تین سالوں سے لاپتہ خالو کے ساتھ کیا گزری، اس بات کی خبر دنوں میں لگ گئی اور تمام حقیقت حال سامنے آگئی۔ خاندان اندرونی خلفشار سے بھی بچ گیا اور سب سے بڑھ کر یہ تسلی ملی کہ ان کا خون رائیگاں نہیں گیا۔ خدا تعالیٰ نے ان کا خون ناحق نہیں جانے دیا بلکہ اس کے دین کی راہ میں بہا اور انہوں نے شہادت کا عظیم رتبہ پایا ہے۔

بے شک یہ واقعہ ہمارے تمام خاندان کے ازدیاد ایمان اور خلافت احمدیہ پر مزید یقین کامل کا باعث بنا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس نے ازراہ شفقت ہمارے ان شہید خالو کا خطبہ جمعہ میں ذکر خیر کرنے کے بعد نماز جنازہ غائب بھی پڑھایا۔ پھر حضور انور کی خاص دعاؤں، ہدایات اور جماعتی کوششوں کی بدولت ایک شہید کی فیملی ہونے کے سب ہماری خالہ اور ان کا ایک بیٹا کینیڈا شفٹ ہو چکے ہیں۔

حضور انور نے اپنے اس خطبہ کے اخیر میں بھی وہی الفاظ ارشاد فرمائے جو دوران ملاقات تسلی دیتے ہوئے فرمائے کہ

”اللہ تعالیٰ مرحوم شہید کے درجات بلند فرمائے اور ان کے بچوں کو صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔ بہرحال پتا تو لگ گیا پہلے صرف اغوا کی خبر تھی۔“ (خطبہ جمعہ 19؍ دسمبر 2014ء)

اقبال جیسا شاعر ایک مصرع تو کہہ گیا تھا کہ نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں۔ مگر یقیناً وہ اس کے مطلب سے بے بہرہ اور بے فیض ہی رہا۔ لیکن خلافت احمدیہ کے یہ ادنیٰ چاکر اور غلام تو حقیقتاً اپنی زندگیوں میں آئے روز یہ ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں کہ کیسے خدا کے اس نمائندہ اور خلیفۃ الرسول کی نگاہ سے تقدیریں بدلتی ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ اس وقت روئے زمین پر اگر کوئی مرد مومن ہے تو وہ صرف اور صرف وہی ہے جس کو خدا نے اپنا خلیفہ بنایا ہے۔ وہ ہی کل عالم میں ایک خلیفۃ الرسول ہے جو اس دور میں اس کے بندوں کا امام اور ڈھال ہے۔

گزشتہ ایک سال سے دنیا جس کٹھن اور مشکل دور سے گزر رہی ہے ہر طرف موتا موتی اور کرونا وائرس کی وجہ سے بیماری کا خوف اور معیشت کی بدحالی کا منظر ہے۔ اس کی وجہ سے اپنے بھی دور ہو کر رہ گئے ہیں۔ مگر جماعت گواہ ہے کہ ابتلاء کے اس دور میں بھی مومنین کی جماعت اور ان کے امام کو خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے قرب میں اور بھی بڑھا دیا ہے۔ ایسے وقت میں بھی ان کا آقا ان کے لئے تسلی اور ڈھارس بنا ہوا ہے۔ آن لائن ورچوئل ملاقاتیں اور کلاسز اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ دنیا کے مختلف اور دور دراز کناروں میں آباد ایسے احمدی احباب و خواتین جو عمومی حالات میں اس خوش بختی کا سوچ بھی نہیں سکتے تھے جو ان ایام میں ان ملاقاتوں میں شامل ہو کر اپنی اس خوش قسمتی پر نازاں ہوتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بروح القدس براہ راست ان سے ہمکلام ہیں اور ان کا نام لے کر ان کو پکار رہے ہیں۔ اپنے آقا کی اس شفقت اور محبت پر وہ سب بطور شکرانہ خدا کے حضور سجدہ ریز ہیں۔

وباء کے ابتدائی ایام میں جب یوکے میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بروح القدس سے ذاتی اور دفتری ملاقاتیں بند ہو گئیں اور آپ کی اقتداء میں نمازوں میں حاضر ہونے سے روک دیا گیا تو شمع خلافت کے پروانوں کے لئے باقی لاک ڈاؤن کوئی مشکل کام نہیں تھا مگر اس بندش نے تو جیسے ان کے پر ہی کاٹ دیئے ہوں، حوصلے ٹوٹ گئے ہوں اور ان سے جینے کا حق چھینا گیا ہو۔ ان کی سانسیں تو اس بندش کی خبر سے ہی گھٹنے لگی تھیں کہ جن کا کوئی دن ایسا نہ گزرا تھا جب ظاہری آنکھ نے اس محبوب کے دیدار سے تر ہو کر خدا کا شکر نہ ادا کیا ہو اور اپنے محسن نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجا ہو۔ اس بندش سے تو گویا ان کی بینائی ہی چلی گئی ہو۔ قصر خلافت کے قرب و جوار میں رہنے والا احمدی بھی تب سے صرف ایم ٹی اے کی آنکھ سے یا کسی کی طرف سے سوشل میڈیا پر شئیر کی ہوئی تصویر یا ویڈیو سے اس بابرکت وجود کا دیدار کر کے اس گھٹن میں آکسیجن کا کام لیتا ہے۔ بے شک ایسے پریشان کن دور میں جماعت احمدیہ سے تعلق رکھنے والے ہر طبقہ کے لئے صرف ایک وہی وجود حضرت مسرور ہیں جو مسرور کن ہیں اور اپنے حسین چہرے سے مسکراہٹوں کے مسحور کن پھول بکھیر کر ذکر الٰہی کی طرف توجہ دلانے کا سبب اور اطمینان قلب کا ذریعہ ہیں۔ خدا تعالیٰ ہمیشہ ان کے ساتھ ہو، روح القدس کے ذریعہ ان کی تائید کرتا رہے۔ ان کی عمر اور صحت میں برکت عطا فرمائے۔ آمین

اپنی گزارشات کا اختتام ایک شعر پر کرتا ہوں جو خاکسار کے بہت ہی محترم اور مکرم استاد میر محمود احمد صاحب نے کہا تھا

؎ مجھ کو بس ہے میرا مولیٰ، میرا مولیٰ مجھ کو بس
’کیا خدا کافی نہیں ہے‘ کی شہادت دیکھ لی

خدا تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور صحت سے رکھے جنہوں نے جامعہ کی تدریس کے دوران ہمیں خلافت احمدیہ کے مقام اور حضرت خلیفۃ المسیح کی ذات بابرکات سے سچی اطاعت کے تعلق، اس کے حقیقی ادراک، نیز خلیفہ وقت کی دعاؤں سے فیضیاب ہونے کے طریق کو اپنے قول و فعل سے ہم پر اجاگر کرنے کی ہر ممکن کوشش کی اور عملی نمونہ سے ثابت کیا کہ کیسے خلافت کے حقیقی جانثاروں میں شامل ہو کر ہر آواز پر لبیک کہتے ہوئے ہمیشہ اس کے سلطان نصیر بننے کی کوشش کرنی چاہیئے اور یہی ایک واقف زندگی کا مطمح نظر ہونا چاہیئے۔ ہمیشہ ان کی دعائیں ملتی رہیں۔ اللہ کرے ایسا ہی ہو۔ آمین

بقیہ: دربار خلافت...... از صفحہ 3

بقیہ: دربار خلافت...... از صفحہ 3

اللہُ‘ کی انگوٹھی ہے جو خلیفۃ المسیح کو ملتی ہے۔ اس کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تین انگوٹھیاں تھیں جو آپؑ کے تین بیٹوں کو ملیں۔ اور جو ’مولیٰ بس‘ کی انگوٹھی تھی (ایک انگوٹھی جس پر ’مولیٰ بس‘ کا الہام کندہ تھا) وہ حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کے حصہ میں آئی تھی اور یہ میں نے پہنی ہوئی ہے۔ اس کے بعد میرے والد صاحب حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کو ملی اور ان کی وفات کے بعد میری والدہ نے مجھے دے دی۔ میں تو اس کو بڑی سنبھال کے رکھتا تھا، پہنتا نہیں تھا لیکن انتخاب خلافت کے بعد میں نے یہ پہننی شروع کی ہے۔ تو ’مولیٰ بس‘ کے نظارے اور ’کیا خدا کافی نہیں ہے‘ کے نظارے مجھے تو ہر لحہ نظر آتے ہیں کیونکہ اگر ویسے میں دیکھوں تو میری کوئی حیثیت نہیں ہے۔

لوگوں کے دلوں میں محبت اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے۔ کوئی انسان محبت پیدا نہیں کرسکتا۔ جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھا دے۔ تو مخالفوں کی خوشیوں کو اللہ تعالیٰ نے کس طرح پامال کیا۔ اب بھی بعض مخالفین شور مچاتے ہیں، منافقین بھی بعض باتیں کر جاتے ہیں۔ وہ چاہے جتنا مرضی شور مچالیں، جتنا مرضی زور لگالیں، خلافت اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہے اور جب تک اللہ چاہے گا یہ رہے گی اور جب چاہے گا مجھے اٹھالے گا اور کوئی نیا خلیفہ آجائے گا۔ لیکن حضرت خلیفہ اولؓ کے الفاظ میں میں کہتا ہوں کسی انسان کے بس کی بات نہیں کہ وہ ہٹا سکے یا فتنہ پیدا کر سکے۔ جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت مضبوط ہے اور ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ہے۔ افریقہ میں بھی مَیں دورہ پر گیا ہوں ایسے لوگ جنہوں نے کبھی دیکھا نہیں تھا اس طرح ٹوٹ کر انہوں نے محبت کا اظہار کیا ہے جس طرح برسوں کے بچھڑے ملے ہوتے ہیں یہ سب کیا ہے؟ جس طرح ان کے چہروں پر خوشی کا اظہار میں نے دیکھا ہے، یہ سب کیا ہے؟۔ جس طرح سفر کی صعوبتیں اور تکلیفیں برداشت کر کے وہ لوگ آئے، یہ سب کچھ کیا ہے؟۔ کیا دنیا دکھاوے کے لئے یہ سب خلافت سے محبت ہے جو ان دور دراز علاقوں میں رہنے والے لوگوں میں بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے۔ تو جس چیز کو اللہ تعالیٰ پیدا کر رہا ہے وہ انسانی کوششوں سے کہاں نکل سکتی ہے۔ جتنا مرضی کوئی چاہے، زور لگالے۔ عورتوں، بچوں، بوڑھوں کو باقاعدہ میں نے آنسوؤں سے روتے دیکھا ہے۔ تو یہ سب محبت ہی ہے جو خلافت کی ان کے دلوں میں قائم ہے۔ بچے اس طرح بعض دفعہ دائیں بائیں سے نکل کے سیکیورٹی کو توڑتے ہوئے آکے چمٹ جاتے تھے۔ وہ محبت تو اللہ تعالیٰ نے بچوں کے دل میں پیدا کی ہے، کسی کے کہنے پہ تو نہیں آسکتے۔ اور پھر ان کے ماں باپ اور دوسرے اردگرد لوگ جو اکٹھے ہوتے تھے ان کی محبت بھی دیکھنے والی ہوتی تھی۔ پھر اس بچے کو اس لئے وہ پیار کرتے تھے کہ تم خلیفہ وقت سے چمٹ کے اور اس سے پیار لے کر آئے ہو۔ یہ سب باتیں احمدیت کی سچائی کی دلیل ہیں۔ اگر کسی کی نظر ہو دیکھنے کی تبھی دیکھ سکتا ہے۔ چند لوگ اگر مرتد ہوتے ہیں یا منافقانہ باتیں کرتے ہیں تو ان کی ہمیں کوئی پرواہ نہیں ہے۔ ایک بدفطرت اگر جاتا ہے تو جائے، اچھا ہے خس کم جہاں پاک۔ وہ اپنے بدانجام کی طرف قدم بڑھا رہا ہے وہی اس کا انجام مقدر تھا جس کی طرف جا رہا ہے۔ لیکن جب اس کے مقابل پر ایک جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ سینکڑوں سعید روحوں کو احمدیت میں داخل کرتا ہے۔

یاد رکھیں وہ سچے وعدوں والا خدا ہے۔ وہ آج بھی اپنے پیارے مسیح کی اس پیاری جماعت پر ہاتھ رکھے ہوئے ہے۔ وہ ہمیں کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا۔ وہ آج بھی اپنے مسیح سے کئے ہوئے وعدوں کو اسی طرح پورا کر رہا ہے جس طرح وہ پہلی خلافتوں میں کرتا رہا ہے۔ وہ آج بھی اسی طرح اپنی رحمتوں اور فضلوں سے نواز رہا ہے جس طرح پہلے وہ نوازتا رہا ہے اور انشاء اللہ نوازتا رہے گا۔ پس ضرورت ہے تو اس بات کی کہ کہیں کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل نہ کر کے خود ٹھوکر نہ کھا جائے۔ اپنی عاقبت خراب نہ کر لے۔ پس دعائیں کرتے ہوئے اور اس کی طرف جھکتے ہوئے اور اس کا فضل مانگتے ہوئے ہمیشہ اس کے آستانہ پر پڑے رہیں اور اس مضبوط کڑے کو ہاتھ ڈالے رکھیں تو پھر کوئی بھی آپ کا بال بھی بیکا نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(خطبہ جمعہ 21؍ مئی 2004ء)

حضرت حکیم مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ

عبد الباسط شاہد۔ مربی سلسلہ۔ یوکے

خلافت کا ٹھنڈا میٹھا سایہ!

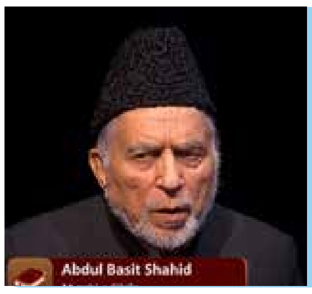

خدا تعالیٰ کے فضل سے خاکسار کو زندگی بھر خلافت کا ٹھنڈا میٹھا سایہ میسر رہا ہے۔ بہت بچپن میں کسی بھی تعلیم، پڑھائی کے آغاز سے قبل میرے بزرگ والدین نے یہ احسان کیا کہ ”بسم اللہ“ کے لئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کیا۔ اس دن حضور نے ایک خاتون کی بیعت بھی لینی تھی بسم اللہ ایسے ہوئی کہ حضور نے پہلے سمجھایا کہ جو وہ پڑھیں میں اسے دہراتا جاؤں پھر آپ سورہ فاتحہ کی ایک ایک آیت پڑھتے اور خاکسار اسے دہراتا آپ نے دعا بھی کی اور کروائی۔ یہ عظیم سعادت میری زندگی کا سرمایہ ہے۔ اس کے بعد بیعت کا سلسلہ شروع ہوا تو جو الفاظ حضور نے بیعت لینے کے لئے ارشاد فرمائے میں نے بھی دہرائے۔ آپ نے فرمایا میاں بس بیعت میں اکیلا ہی لے لوں گا۔ یہ بات بھی یادگار ہوگئی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ان گنت روح پرور ایمان افروز باتیں ہیں جو یادوں کا قیمتی خزانہ ہے بطور نمونہ ایک خوش نصیب لمحے کا تاثر پیش کرتا ہوں:۔

خاکسار جامعہ احمدیہ کے شاہد کے امتحان سے فارغ ہو چکا تھا۔ حضور کے ارشاد کے مطابق ”تبویب مسند احمد بن حنبلؒ“ کا کام تیزی سے جاری تھا۔ ایک دن ہم سب ساتھی مل کر کام کر رہے تھے کہ محترم مولانا ابوالمنیر نور الحق صاحب تشریف لائے۔ انہوں نے باہر دروازے میں کھڑے کھڑے خاکسار کا نام لے کر پوچھا کہ عبدالباسط موجود ہیں؟ خاکسار اُٹھ کر سامنے ہوا تو فرمانے لگے کہ میرے ساتھ چلیں آپ کو حضور نے یاد فرمایا ہے۔ میرے جیسے نالائق اور ناکارہ کو حضور نے یاد فرمایا ہے۔ راستہ میں استاد محترم سے بار بار پوچھا کہ کیا بات ہے کیا مجھ سے کوئی غلطی ہوگئی ہے مگر محترم یہی جواب دیتے رہے کہ حضور ہی آپ کو بتائیں گے۔ میرا یہ حال تھا کہ گھبراہٹ اور پریشانی کی وجہ سے پسینہ چھوٹ رہا تھا۔ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں مولانا نے کاغذ کے ایک چھوٹے سے پرزے پر میرا نام لکھ کر بھیجا۔ فوراً ہی حضور کی طرف سے بلاوا آ گیا۔ محترم مولٰنا صاحب کے ہمراہ سیڑیاں چڑھ کر خاکسار حضور کی نشست گاہ میں پہنچا۔ اگر میں غلطی نہیں کرتا تو حضور اسی وقت کمرہ میں تشریف لائے تھے اور ابھی کھڑے ہی تھے۔ حضور نے ایک لمبا ساجبّہ نما کوٹ جسے غالباً فرغل کہتے ہیں پہنا ہوا تھا، آپ نے میری طرف ایک پیار بھری نظر دیکھا جس سے ساری پریشانی ختم ہوگئی۔ حضور کی شخصیت کے رعب اور شفقت نے مل کر عجیب کیفیت پیدا کی۔

حضور نے میری تعلیم کے متعلق بعض سوال کئے۔ پھر فرمایا کہ ”تبویب“ اور اس سلسلہ میں تمام کاموں کو آپ خود اچھی طرح سمجھیں بعض دفعہ کسی کام کے لئے ضرورت پڑے تو پتہ چلتا ہے کہ اس کام کا جاننے والا ہمارے پاس کوئی نہیں ہے۔ حضور کا پیغام محترم مولوی صاحب نے دفتر میں پہنچایا اس کے بعد دفتری اور انتظامی امور کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا مگر میرے لئے تو یہ پیار بھری ملاقات سرمایہ حیات بن گئی، فالحمد للہ

خلافت ثانیہ اور خلافت رابعہ میں بھی اللہ کے فضل سے خدمت کے مواقع ملتے رہے تاہم بطور اختصار اس دور سعادت کا کچھ ذکر کرتا ہوں جس سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں اب متمتع فرمایا ہے۔

خاکسار کو ربوہ میں دارالقضاء میں بطور قاضی خدمت کا موقع ملا۔ کچھ عرصہ کے بعد پتہ چلا کہ محترم مرزا مسرور احمد بھی قاضی مقرر ہو گئے ہیں ”مرافعہ اولیٰ“ یعنی اپیل کے بعد بعض مقدمات خاکسار اور حضرت میاں صاحب کو مل کر سننے کا اتفاق ہوا۔ حضرت میاں صاحب کی معاملہ فہمی اور اصابتِ رائے کا خوب پتہ چلتا تھا۔ پھر آپ سے یہاں لندن میں شرف ملاقات حاصل ہوا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے پہلا فقرہ یہی فرمایا کہ آپ نے ربوہ والا کام سنبھالا ہوا ہے (خاکسار اُن دنوں ناظم دارالقضاء تھا)۔ اس کے بعد آپ کے احسانات کا سلسلہ شروع ہوا جو برابر جاری ہے۔ حضور کی طرف سے شیروانی اور عربی جبّہ کی نعمت غیر مترقبہ حاصل ہوئی۔

ایک دن حضور نے میرے بیٹے سے دریافت فرمایا کہ آج کل آپ رات کی ڈیوٹی کر رہے ہیں؟ اس کے نفی میں جواب دینے پر حضور نے فرمایا کہ آپ کے ابو تو نماز فجر کے لئے عادل صاحب کے ساتھ آتے ہیں۔ عادل صاحب ایک مخلص نوجوان ہیں جو میری رہائش گاہ سے تھوڑے فاصلہ پر رہتے تھے اور صبح کی نماز میں باقاعدگی سے جاتے تھے۔ میں نے اُن سے کہا کہ اگر آپ گھر سے نکلتے وقت فون کی ایک گھنٹی کر دیا کریں تو میں نماز کیلئے تیار سڑک کے کنارے آپ کو ملوں گا۔ خدا تعالیٰ اُن کو جزائے خیر عطا فرمائے وہ لمبا عرصہ جب تک لندن میں رہے بخوشی یہ کام کرتے رہے۔ حضور نے اُن کے ساتھ نماز کیلئے جانے کا جس طرح سے ذکر فرمایا وہ ہمارے لئے خوشی کا باعث تو ضرور تھا مگر ہم دونوں یہ بھی سوچتے رہے کہ حضور کو اس بات کا کیسے علم ہوا تھا۔

ایک دفعہ خاکسار اپنی صحت کے متعلق ڈاکٹر کی رپورٹ کی وجہ سے کچھ متفکر تھا۔ حضور ایدہ اللہ سے ملاقات کیلئے حاضر ہوا اور ڈاکٹری رپورٹ حضور کی خدمت میں پیش کی۔ حضور نے بڑی توجہ سے اسے دیکھا۔ بعض سوالات پوچھے اور پھر ایک دوا تجویز فرمائی اور دوا کا نام لینے کے بعد فرمایا کہ ”یاد رہے گا“ خاکسار نے عرض کیا کہ آپ لکھ دیں تو میرے پاس بطور تبرک رہے گا۔ حضور نے نہ صرف دوائی کا نام لکھا بلکہ ڈاکٹر حفیظ صاحب کو توجہ سے دوائی دینے کا ارشاد بھی فرمایا۔ اس جگہ اس احسان کا ذکر بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بعد حضور نے متعدد مرتبہ خالص شہد (جو قادیان سے آیا ہوا تھا) اور عجوہ کھجور بھی عطا فرمائیں۔ گویا ایک بیمار کو دوا کے ساتھ ساتھ مفید غذا بھی عطا فرمائی اور دعا بھی۔

خاکسار کی اہلیہ محمودہ کی اوپن ہارٹ سرجری ہوئی تو ہم نے حضور کی خدمت میں دعا کے لئے لکھا پیارے حضور نے دعائیں کیں دلجوئی فرمائی اور باوجود جلسہ سالانہ کی مصروفیات کے خیریت دریافت فرماتے رہے الحمد للہ رب العالمین۔ اسی بیماری کے تعلق سے ایک اور بات یاد آ گئی۔ پریشانی کا اثر میری طبیعت پر محسوس کرکے میری ایک چھوٹی بہن نے حضور کی خدمت میں میرے لئے بھی دعا کا خط لکھ دیا۔ حضور نے اسے جواب میں لکھا فکر نہ کریں وہ مسجد فضل میں درس دیتے ہیں آواز بڑی زوردار ہوتی ہے ٹھیک ہیں۔ اور ساتھ بہت ساری دعائیں دیں۔ یہ دعائیں ہی خلافت کا ثمر اور ہماری زندگی کا سامان اور سرمایہ ہیں۔ اللھم اید امامنا بروح القدس۔

خدا تعالیٰ نے ہمیں خلافت کا انعام عطا فرمایا ہے ہمارے مخالف کئی دفعہ اپنے تمام ذرائع اور جتھوں کے زعم میں اس انعام کے حصول کیلئے خلافت کے قیام کے لئے ناکام کوشش کر چکے ہیں۔ مگر خلافت تو خدا ہی کی عطا ہے جو انسانی کوششوں اور خواہشوں سے حاصل نہیں کی جا سکتی۔

یہاں قدرت وہاں درماندگی فرق نمایاں ہے

آج کی دعا

يَهْدِيكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ

(بخاری کِتَابُ الْاَدَبِ بَابُ اِذَا عَطَسَ كَيْفَ يُشَمَّتُ حدیث: 6224)

ترجمہ: اللہ تمہیں سیدھے راستہ پر رکھے اور تمہارے حالات درست کرے۔

یہ مقدس الانبیاء، خیر البشر پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی اپنی امت کو بتائے گئے آداب مجلس ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی چھینکے تو الحمدللہ کہے اور اس کا بھائی یا اس کا ساتھی ”يَرْحَمُكَ اللّٰهُ“ کہے۔ جب ساتھی يَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہے تو اس کے جواب میں چھینکنے والا ”يَهْدِيكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ“ کہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کو جب چھینک آتی تھی تو اپنے ہاتھ سے یا اپنے کپڑے سے منہ ڈھانپ لیتے، اور اپنی آواز کو دھیمی کرتے۔

(جامع ترمذی بَاب مَا جَاءَ فِي خَفْضِ الصَّوْتِ وَتَخْمِيرِ الْوَجْهِ عِنْدَ الْعُطَاسِ حدیث: 2745)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: یہود نبی اکرم ﷺ کے پاس ہوتے تو یہ امید لگا کر چھینکتے کہ آپ ﷺ ان کے لیے يَرْحَمُكَ اللّٰهُ (اللہ تم پر رحم کرے) کہیں گے۔ مگر آپ ﷺ اس موقع پر صرف یہ کہتے ”يَهْدِيكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ“ (اللہ تمہیں ہدایت دے اور تمہاری اصلاح کردے)۔

(جامع ترمذی أَبْوَابُ الِاسْتِئْذَانِ وَالْآدَابِ حدیث: 2739)

مرسلہ: مریم رحمٰن

پروفیسر م۔ ا۔ بشیر

کچھ یادیں کچھ باتیں

ہمارے خاندان میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیت ہمارے دادا جان میاں حبیب اللہ صاحب کے چچا زاد بھائیوں صحابہ مسیح موعودؑ حضرت میاں سیف اللہ صاحب اور حضرت سندر حسین صاحب ولد کرم الٰہی صاحب کے ذریعہ داخل ہوئی۔ رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 10 کے صفحہ 261 اور صفحہ 264 پر درج ہے کہ انہوں نے بالترتیب 1904ء اور 1905ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی۔ 1914ء میں ہمارے دادا جان نے بیعت کر کے قادیان محلہ دار البرکات میں سکونت اختیار کر لی اس طرح خلافت کے سایہ تلے یہ خاندان پروان چڑھنے لگا۔

پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خاکسار کی درخواست پر میرے دونوں بیٹوں عزیزم سعید احمد نذیر اور عزیزم نوید احمد ظفر کے نکاحوں کا اعلان کرتے ہوئے از راہ شفقت فرمایا کہ ”یہ خاندان قادیان کے پرانے خاندانوں سے ہے اور جماعت سے گہرا تعلق ہے۔“ الحمد للہ

دراصل خلافت کی شفقتوں کا سلسلہ تو والدین سے ہی شروع ہو گیا تھا چنانچہ ہمارے پیارے والدین کا نکاح بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 1949ء میں کچی بیت مبارک ربوہ میں بعد نماز مغرب پڑھا تھا۔ جس کا کچھ حصہ بعد میں ہمارے گھر کا حصہ بن گیا۔ جہاں ہمارا بچپن گزرا۔

جہاں تک خاکسار کا تعلق ہے خلافت کی شفقتوں کا آغاز پیدائش سے ہی ہو گیا تھا جب محترم اباجان کی درخواست پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے خاکسار کا نام مجید احمد تجویز فرمایا تھا۔ حضرت مصلح الموعودؓ کی وفات پر خاکسار کی عمر 10 سال تھی۔ لیکن یاد ہے کہ محترمہ والدہ ہمیں کبھی کبھی حضور سے ملانے لے جایا کرتی تھیں۔ ہماری چھوٹی پھوپھو جو کہ سلائی کرتی تھیں ان کا خاندان مسیح موعود علیہ السلام کے گھروں میں آنا جانا رہتا تھا۔

خلافت ثالثہ میں شفقتوں کا سلسلہ بڑھتا ہی چلا گیا۔ ویسے بھی ذرا ہوش آنی شروع ہو گئی تھی ۔ والد صاحب چھٹی پر تشریف لاتے تو ہمیں ضرور ملاقات پر لے کر جاتے۔ جلسہ سالانہ پر ملاقاتوں کی بات ہی کچھ اور تھی۔ والد محترم کی طرف سے خصوصی ہدایت ہوتی کہ وقت ملاقات جلسہ سالانہ کی ڈیوٹی سے رخصت حاصل کر کے حاضر ہوں تا ملاقات ہو سکے۔

پھر خلافت کے سایہ تلے ہم بڑے ہوتے رہے۔ میٹرک کے امتحانات کے بعد کالج میں داخلہ ہوا۔ ایف ایس سی اور بی ایس سی میں خدام الاحمدیہ کی طرف سے خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ہمراہ گرمیوں میں ایبٹ آباد اور جہلم کے سفروں میں جانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ان سفروں میں حضورؒ کے سنگ گزارے ہوئے لمحات زندگی کا سرمایہ ہیں اور کبھی نہیں بھلائے جا سکتے۔ بعد نماز مغرب حضور کی مجالس عرفان میں شرکت کرتے۔ گو اس وقت عمر میں پختگی نہ تھی مگر اپنے آپ کو خوش قسمت ترین تصور کرتے تھے اور اپنی اس خوش بختی پر پھولے نہیں سماتے تھے۔ حضورؒ بعض دفعہ از راہ شفقت فرداً فرداً ہمارا حال بھی دریافت کرتے۔ خوراک کا پوچھتے اور پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کو ہدایات جاری فرماتے۔ وہ لمحے نہیں بھولتے جب روزانہ اپنے دست مبارک سے ایک روپے کا نیا نوٹ عنایت فرماتے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے بی ایس سی کے بعد ایک ملاقات کے دوران حضور انورؒ نے استفسار فرمایا کہ کیا کر رہے ہو۔ خاکسار نے عرض کی کہ حضور فارغ ہوں۔ فرمایا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ احمدی بچہ فارغ ہو۔ ایک چٹ پر حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الرابعؒ) کے نام سطور میں لکھا کہ عزیزم کو بھجوا رہا ہوں مناسب بندوبست کیا جائے۔ چنانچہ حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الرابعؒ) جو اس وقت ناظم وقف جدید تھے ان کی سفارش پر ملک منور صاحب (مرحوم) نائب ناظر دار الضیافت جو کہ اس وقت لاہور میں تھے ان کے نام ایک رقعہ ملا اور ان کی کوشش سے بی ایس سی کے امتحانات کے بعد ایم ایس سی کے داخلہ تک لاہور میں Eclipse Dyers and Dry Cleaners کے ہاں ملازمت کی۔

خاکسار کی پیاری امی کو پتے کی درد کا عارضہ تھا۔ بعض دفعہ تکلیف اتنی بڑھ جاتی کہ برداشت سے باہر ہوتی۔ ایک دفعہ صبح تکلیف ہوئی اور بڑھتے بڑھتے خطرناک ہو گئی۔ حضورؒ کی خدمت میں دعا اور رہنمائی کے لئے لکھا۔ جب یہ پیغام حضور انورؒ کی خدمت میں بھجوایا گیا تو محترم ڈاکٹر لطیف احمد قریشی صاحب حضور انورؒ کے ڈاکٹری معائنہ کے لئے موجود تھے۔ شفقت کا یہ عالم تھا کہ حضورؒ نے ڈاکٹر صاحب کو ہدایت جاری فرمائی۔ چنانچہ محترم ڈاکٹر صاحب وہاں سے سیدھے گھر تشریف لائے اور امی کا معائنہ کرنے کے بعد دوائی تجویز کی۔ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے، حضور انور کی دعاؤں سے بہت جلد ہماری امی جان کو افاقہ ہو گیا۔

خاکسار نے ایم ایس سی کے دوران نصرت جہاں سکیم کے لئے وقف کر دیا تھا۔ وہ دن بھی یاد ہے کہ امتحانات کے بعد ابھی ایم ایس سی کا رزلٹ نہیں آیا تھا کہ ایک دن حضورؒ نے یاد فرمایا۔ حضورؒ دفتر میں تشریف فرما تھے۔ میز کے اس طرف ایک دروازہ ہوتا تھا جہاں سے غالباً حضور انور اندرون خانہ تشریف لے جایا کرتے تھے۔ وہیں پاس ہی کرسی پر تشریف فرما تھے۔ حضور انور ڈاک ملاحظہ فرما رہے تھے۔ سلام کے جواب کے بعد ارشاد فرمایا کہ ”تمہیں غانا بھجوا رہا ہوں۔ پانی نہیں وہاں۔ بجلی نہیں ہے۔ مینڈک کھانے پڑیں گے۔ جاؤ گے۔“ ساتھ ہی فرمایا جاؤ تیاری کرو۔ ایک دو دفعہ صورتحال کی آگاہی کے لئے اور رہنمائی کے لئے حضورؒ سے ملاقاتوں کی سعادت حاصل ہوئی۔ 30 ستمبر کو الوداعی ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ درخواست کی کہ حضور بڑے بھائی (مکرم حنیف محمود صاحب) کی شادی ہے۔ فرمایا کہ شادیاں تو ہوتی رہتی ہیں۔ پہنچو تیاری کرو میں آ رہا ہوں۔ چنانچہ حضور انور نے 1980ء کے اوائل میں افریقہ کا ایک تاریخ ساز دورہ فرمایا تھا۔

حضورؒ کی شفقتوں کا سلسلہ اس قدر وسیع تھا کہ دسمبر 1982ء میں جب خاکسار پاکستان آیا تو ہر طرف آنکھیں یادوں کی بارات لئے اس پر نور وجود کو ڈھونڈتی رہیں۔ یہ شاید خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی شفقتوں کا نتیجہ تھا اور بھرپور تعلق کا نتیجہ تھا کہ خلافت رابعہ کے آغاز میں ایک لمبا عرصہ خواب میں دونوں خلفاء نظر آتے رہے۔ بہرحال خلافت رابعہ کا آغاز ہو چکا تھا۔ میرے خیال میں میں نے پاکستان میں 3 ماہ کا عرصہ گزارا۔ حضور انور کی شفقتوں کی داستان اتنی لمبی ہے کہ ناممکن ہے کہ یہاں بیان کر سکوں۔ شاید حضورؒ کو بھی میری اندرونی کیفیت کا اندازہ تھا۔ آپ نے اس خلاء کو جو خاکسار خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی وفات پر محسوس کر رہا تھا اس کو ایک دو ملاقاتوں میں ہی پُر کر دیا۔ 13 دسمبر 1982ء کو پہلی ملاقات کی سعادت حاصل ہوئی۔ دربار خلافت میں حاضری دی۔ خاکسار نے حضورؒ کی خدمت میں ایک پین بطور تحفہ پیش کیا۔ یہ کوئی بڑی بات نہیں انتہائی معمولی بات ہے۔ خلیفۂ وقت کے پاس تو ایک سے ایک بڑھ کر قیمتی پین موجود رہتے ہیں۔ یہ بات کہتے بھی شرم محسوس ہوتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا کہ میں نے یہ اصول بنایا ہوا ہے کہ واقف زندگی سے تحفہ وصول نہیں کرتا اس لئے مجبوری ہے۔ لیکن شاید حضورؒ نے میری اس وقت کی قلبی کیفیت کو محسوس فرمایا اور تھوڑی دیر بعد فرمایا کہ چلو ایک کام کرتے ہیں میں تحفہ تو وصول نہیں کرتا ہاں میرے پن کے ساتھ تبدیل کر لو اور اپنی جیب سے پن نکال کر مجھے دے دیا اور اس طرح میرا تحفہ قبول فرمایا اور اس غلام کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ اس وقت کی کیفیت کو الفاظ میں بیان کرنا ناممکن ہے۔

پھر خاکسار نے اپنا نکاح پڑھوانے کے لئے حضور انورؒ کی خدمت میں درخواست کی تو فرمایا کہ میں تو قانونی پیچیدگیوں کی وجہ سے نکاح نہیں پڑھاتا ۔ پھر کچھ توقف کے بعد ایک درخواست پر اپنے دست مبارک سے تحریر فرمایا ”مجبوری ہے نہیں پڑھا سکتا۔ ہاں نکاح کے وقت ضرور دعا میں شامل ہو سکوں گا۔ ملک سیف الرحمن صاحب نکاح پڑھائیں۔ کسی دن بعد نماز عصر رکھ لیں۔“

نکاح کے بعد ایک اور درخواست لے کر حضور انور کی خدمت میں حاضر ہوا کہ حضور شفقت فرمائیں اور شادی کی تقریب میں شرکت فرمائیں۔ امید نہیں تھی کیوں کہ جلسہ سالانہ کے بعد ملاقاتوں کا زور تھا۔ بیرون ممالک سے بھی وفود آئے ہوئے تھے۔ حضورؒ نے از راہ شفقت شرف ملاقات بخشا۔ درخواست پیش کی۔ استفسار فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ خاکسار نے عرض کی حضور شادی میں شرکت کی خواہش ہے۔ محترم اباجان اور محترم خسر صاحب کی درخواستیں ہیں۔ فرمایا ایک طرف آ سکتا ہوں بتاؤ کدھر آؤں ۔ بچی کی طرف یا تمہارے گھر ولیمہ پر۔ خاکسار نے عرض کی حضور دعا پر تشریف لے آئیں۔ انتہائی خوشی کا اظہار فرمایا۔ فرمایا یہ ٹھیک ہے۔ آپ کے اس جواب سے مجھے خوشی ہوئی ہے۔ فرمایا کہ چند منٹس کے لئے آؤں گا لیکن واہ رے خلافت حضور اپنے قیمتی وقت سے چند لمحے نکال کر تشریف لائے۔ تقریباً 45 منٹ حضور تشریف فرما رہے۔ دعا کروائی اور رخصت ہوئے۔ ولیمہ کے لئے فرمایا کہ میرے پیارے بھائی (حضرت مرزا وسیم احمد صاحب) قادیان سے تشریف لائے ہوئے ہیں۔ ربوہ میں ہیں۔ میری نمائندگی کریں گے۔ چنانچہ اگلے روز حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب حضور انور کی نمائندگی میں تشریف لائے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب محترم والد صاحب کے کلاس فیلو بھی تھے۔

شادی کے دو دن بعد حضور انور نے یاد فرمایا۔ ہم دونوں میاں بیوی حضورؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ فرمایا تمہارے لئے تحفہ رکھا ہوا ہے۔ پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کے دفتر سے منگوا کر خود عنایت فرمایا۔ ایک چھوٹا ٹیپ ریکارڈر تھا اور کچھ رقم تھی۔ اہلیہ کی طرف دیکھ کر فرمایا اس کو ساتھ لے کر جانا ہے۔ خاکسار نے عرض کی کہ حضور چھٹی ختم ہو رہی ہے تو فرمایا کہ لکھو درخواست میں نے ہی منظور کرنی ہے۔ پریشانی کس بات کی ہے چنانچہ سارا بندوبست ہوا اور شادی کے بعد ہم دونوں اکٹھے ہی غانا گئے۔

1988ء میں حضورؒ نے مغربی افریقہ کا دورہ فرمایا۔ اکرہ ائیرپورٹ پر حضور کی تشریف آوری ہوئی۔ استقبال کے لئے ہزاروں لوگوں کا مجمع تھا۔ خاکسار بھی مجمع میں اہلیہ کے ساتھ کھڑا تھا۔ حضور تیزی سے گزرتے ہوئے ہاتھ لہرا کر سلام کا جواب دے رہے تھے۔ اچانک رکے اور اہلیہ کو دیکھ کر فرمایا کہ ابھی تک یہیں پھنسی ہو۔ تمہاری بہن کو مل کر آ رہا ہوں ۔ بالکل خیریت سے ہیں۔ فکر کی ضرورت نہیں ہے۔

پھر خاکسار کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ جب حضور انور اسارچر سکول کے دورہ پر تشریف لائے تو خاکسار اسکول کا پرنسپل تھا۔ یہ اسکول ایک چھوٹے سے ٹیلے کی چوٹی پر تھا۔ حضور انورؒ کے استقبال کے لئے بچے گیٹ سے ہی دورویہ قطاروں میں جھنڈیاں پکڑے اس سڑک کے کنارے کھڑے تھے جو کہ نیچے مین روڈ سے اسکول تک آتی تھی اور کچی سڑک تھی۔ ہم سب حضور انورؒ کے انتظار میں کھڑے تھے کہ حضور کی گاڑی اوپر آتی ہے اور ہم استقبال کرتے ہیں۔ اچانک دیکھا کہ حضور پیدل ہی اوپر تشریف لا رہے ہیں

۔آتے ہی فرمایا کہ سکول کے بچے اتنے اچھے اور صاف ستھرے کپڑے پہنے سڑک کے دونوں طرف کھڑے تھے۔ کتنے خوبصورت لگ رہے ہیں۔ یہ کیسے ہوسکتا تھا کہ میں گاڑی میں مٹی اڑاتا اوپر آ جاتا اس لئے میں نے گاڑی نیچے ہی رکوادی تھی۔ واہ کیا پیار تھا بچوں سے۔

اوپر آتے ہی خاکسار کی بیٹی جو کہ میری انگلی پکڑے کھڑی تھی اس کو گود میں اٹھالیا اور فرمایا آؤ فوٹو کھینچواتے ہیں۔ اور تمام حاضرین کے ساتھ جس میں اسکول کے اساتذہ بھی شامل تھے ایک فوٹو بنوایا۔ اور اس کے بعد سارے سکول کا دورہ فرمایا۔ کھیلوں کا پروگرام دیکھا۔ انعامات تقسیم فرمائے ۔ خاکسار کی بیٹی انگلی پکڑے حضور انورؒ کے ساتھ ساتھ رہی۔ حتیٰ کہ جب سپورٹس کا پروگرام ہو رہا تھا تو یہ حضور انورؒ کی گود میں بیٹھی تھی۔ خاکسار نے ایک دو دفعہ عرض کی کہ حضور بچی مجھے دے دیں فرمایا نہیں رہنے دو۔ حضور انورؒ کے چلنے کی رفتار بھی ماشاء اللہ بہت تیز تھی۔ بیٹی کہیں گرگئی۔ اور روتے ہوئے عرض کی ”ابا حضور آپ بہت تیز چلتے ہیں“۔ حضور انورؒ اس کے بعد اس کے ساتھ ساتھ انتہائی دھیمی رفتار میں چلتے رہے۔ اور ایک جگہ حضور انور نے تقریباً بیٹھ کر اس سے کوئی بات بھی کی۔ یہ تو آج تک معلوم نہیں ہوسکا کہ حضور انور نے اس کے کان میں کیا کہا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ حضور انورؒ نے دریافت فرمایا تھا کہ اب تو تیز نہیں چل رہا۔

خلافت کا یہ غلام اپنے آقا کی اس شفقت کو کن الفاظ میں بیان کرے۔ ناممکن ہے۔ ایک دفعہ غانا میں اسارچر میں ہی السر کی شدید شکایت ہوگئی۔ بڑی مشکل میں دن گزر رہے تھے کہ اہلیہ نے حضور انور کو دعا کے لئے لکھا۔ پیارے آقا کا جواب آیا کہ کچھ کیلا خشک کر کے پیس لیں اور صبح شام دودھ کے ساتھ کھلائیں۔ اللہ فضل کرے گا اور آج تک اس کے بعد خاکسار کو یہ شکایت نہیں ہوئی۔

خاکسار کے پاس ان دنوں وہ گھر تھا جہاں پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ مقیم تھے۔ یہ سعادت خاکسار کو حاصل رہی کہ سلاگا سے حضور انورؒ کی ٹرانسفر پر خاکسار کی پوسٹنگ سلاگا ہوئی اور اس گھر میں رہنے کا موقع ملا جہاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مقیم تھے۔ پھر حضور انور کی جب تبدیلی ٹیمالے ہوئی تو خاکسار کی تبدیلی سلاگا سے اسارچر ہوگئی۔ اور یہاں بھی اسی گھر میں رہنے کا موقع ملا جہاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے قیام کے دوران مقیم تھے۔

خاکسار کے حصہ یہ سعادت آئی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ جب اسکول کے دورہ پر تشریف لائے تو دوپہر کا کھانا خاکسار کے گھر پر تناول فرمایا۔ اسی دن جلسہ سالانہ غانا کا افتتاح بھی تھا۔ وقت کی قلت تھی۔ محترم امیر صاحب مولانا عبدالوہاب آدم صاحب مرحوم کی ہدایت تھی کہ 15 بیس منٹ میں فارغ کرنا ہے۔ خاکسار نے چائے کا بندوبست کر رکھا تھا۔ اور ساتھ کھانے کا بھی بندوبست تھا۔ حضور انور کی خدمت میں عرض کی کہ حضور کھانا بھی ہے اور چائے بھی۔ وقت کم ہے۔ اگر مناسب خیال فرماویں تو چائے لگوا دی جائے اور کھانا ساتھ کر دیا جائے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ کھانا تیار ہو اور چائے پر اکتفا کر لیں۔ فرمایا ”آب آمد تیمم برخواست“ ساتھ ہی فرمایا کہ میں کھانا اکیلے نہیں کھاؤں گا۔ خاکسار نے عرض کی حضور تقریباً 250 بندوں کے لئے کھانا تیار ہے۔ اور ایک ہی وقت میں کھانا کھولا جائے گا۔ فرمایا پھر ٹھیک ہے۔ چنانچہ سب کے ساتھ اکٹھے کھانا تناول فرمایا۔ حضورؒ کا کھانے کا انداز اس قدر سادہ تھا کہ آپ کی میز پر آپ کے ساتھ بیٹھے ہوئے چیفس نے بیک زبان یہ کہا کہ آپ کے آقا تو بہت ہی سادہ ہیں۔ ہم تو کچھ اور ہی سمجھ رہے تھے۔ حضور انور نے سالٹ پانڈ پہنچ کر وقت پر جلسہ سالانہ کا افتتاح بھی فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے کس طرح ایک تھوڑے سے وقت میں برکت فرمائی۔ یہاں ایک اور بات عرض کر دوں کہ حضور روانگی کے لئے گاڑی میں تشریف رکھ چکے تھے۔ خاکسار حضور کی کھڑکی کی طرف کھڑا تھا۔ شیشہ نیچے ہوا اور فرمایا کہ سارے ایک کتاب میرے سامنے رکھتے ہیں دستخط کرنے کے لئے تم نے نہیں رکھی۔ حضور گھر میں تھے اور کتاب دفتر میں۔ خاکسار نے عرض کی کہ حضور دیر ہو رہی ہے۔ میں جلسہ گاہ سالٹ پانڈ ہی لے آتا ہوں۔ فرمایا نہیں۔ دروازہ کھلا اور حضور کار سے نیچے اترے اور دفتر کی طرف چلنا شروع کیا کہ یہیں لکھ کر جاؤں گا۔ چنانچہ سکول بلاک کی طرف گئے اور دفتر میں بیٹھ کر حضور انورؒ نے ازراہ شفقت سکول کی لیب اور سٹاف کی کوششوں کو سراہتے ہوئے فرمایا:

I am very happy to have visited this school which is run according to the noble traditions of Jamaat-e-Ahmadiyya. Mr. Majeed Ahmade Bashir and his staff deserves special appreciation and prayers. May Allah bless them all and may they prosper ever more

اور اس کے بعد حضور نے آفس پر لگی تختی کی نقاب کشائی کے بعد دعا کروائی اور پھر روانگی ہوئی۔ اور اس سارے عرصہ میں خاکسار کی بیٹی پھر حضور کے ساتھ ساتھ رہی۔ اس بچی نے حضورؒ کی شفقت سے بھرپور حصہ لیا۔ اس دورہ کے تقریباً 10 سال بعد ہم پاکستان میں تھے جب والدہ محترمہ صاحبہ کا انتقال ہوگیا۔ حضورؒ کی طرف سے جو تعزیتی خط موصول ہوا اس میں آخر میں اپنے دست مبارک سے ایک لائن کا اضافہ کیا کہ ”عزیزہ نزہت اور بچوں کو خاص طور پر تسلی کا پیغام اور دعا۔“ آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس غلام کی کیا حالت ہوئی ہو گی جب آقا کو اس کے بچوں کے نام بھی زبانی یاد ہوں۔ ہم گھر میں اس بچی کو (اب ماشاء اللہ اس کی شادی ہو چکی ہے اور دو بچوں کی ماں بھی ہے) نزہت کے نام سے نہیں بلاتے بلکہ صبا کہہ کر پکارتے ہیں۔ ہمیشہ یہی محسوس ہوا کہ ایک پُرشفیق باپ اپنے بچوں سے مخاطب ہے۔

اس دورہ کے معاً بعد 17/3/88 کو پیاری امی کے ایک خط کے جواب میں لکھتے ہیں کہ ”غانا اور سیرالیون میں آپ کے بیٹوں سے ملاقات ہوئی تھی۔ ماشاء اللہ خوب خدمت دین کی توفیق پا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی سعادت کو بڑھائے اور آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔ آپ کی طرف سے ہمیشہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں۔“ اس سے بڑھ کر اور کیا دعا چاہیئے تھی۔ 16/6/88 کو چھوٹے بھائی عزیزم ڈاکٹر مبارک شریف کو ایک خط کے جواب میں لکھا کہ ”عزیزم حنیف احمد محمود صاحب اور عزیزم مجید احمد بشیر کی طرف سے بھی ماشاء اللہ خوشی کی خبریں ملتی رہتی ہیں۔ الحمد للہ“ ایسے محسوس ہوتا تھا کہ ایک ایک فرد کے کام پر گہری نظر رکھے ہوئے ہیں۔ والد محترم کی وفات پر حضور انورؒ کا محترمہ والدہ صاحبہ کو فون پر تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ بی بی آپ تو خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تین بیٹوں کو وقف کی توفیق عطا کی ہے۔ بعد ازاں دو اور بھائیوں عزیزم مظفر احمد مبشر اور عزیزم نعیم احمد صدیق کو بھی مجلس نصرت جہاں کے تحت وقف کی سعادت نصیب ہوئی۔

شفقتوں کی عادت اس قدر پڑ چکی تھی کہ تھوڑا سا بھی وقفہ خط میں پڑتا تو بے چینی شروع ہو جاتی تھی۔ ایک لمبا عرصہ گزر گیا حضور کی طرف سے خط کا جواب موصول نہ ہوا۔ لازمی امر ہے کہ حضورؒ کی مصروفیات کی وجہ سے ہو گا۔ کہیں لکھ بیٹھا کہ حضور اگر انجانے میں گستاخی ہوگئی ہو تو معافی کا خواستگار ہوں۔ ناراض نہ ہوں۔ جواب آیا کہ ”آپ کا پر خلوص خط ملا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ آپ نے میری ناراضگی کا ذکر کیا ہے میں نے تو نہیں کہا کہ ناراض ہوں اور نہ مجھے علم ہے۔ گھبرائیں نہیں خدمت دین بجالاتے رہیں اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔“ گاہے بگاہے حضور انورؒ کی شفقتوں کا سلسلہ جاری رہا۔ بچوں کی تربیت کے بارہ میں حضور رہنمائی فرماتے رہے۔ ایک دفعہ اباجان جب بڑے بیٹے سعید احمد نذیر کو قرآن کریم پڑھا رہے تھے تو وہ جزم پر اٹک گیا۔ بچے کی والدہ کو کہا کہ وہ حضور انور کی خدمت میں دعا کے لئے لکھیں اور رہنمائی حاصل کریں۔ انتہائی شفقت بھرا خط ملا کہ ”آپ نے جو اپنے بچہ کے متعلق تحریر کیا ہے آپ گھبرائیں نہیں بعض بچے بعض خاص جگہ اٹکتے ہیں۔ صرف سمجھا کر آگے گزر جانا چاہیئے وقت کے ساتھ ساتھ خود ہی سمجھ آ جائے گی۔“ (محررہ 26/6/90) انتہائی رہنما اصول ہے جو ہم سب کو بچوں کو قرآن کریم سکھانے میں مدنظر رکھنا چاہیئے۔

انّی معک یا مسرور کی بشارت لئے خلافت خامسہ کے دور کا آغاز ہوا ۔حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ شفقتوں کا آغاز تو خلافت سے قبل ہی ہو چکا تھا۔ غانا میں قیام کے دوران ہمیشہ اس بات کا احساس رہا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اس عاجز پر بہت اعتماد کا اظہار فرمایا کرتے تھے۔ یہاں ضمناً بتا تا چلوں کہ شاید یہی وجہ تھی کہ محترم امیر صاحب غانا بھی خاکسار پر بے انتہا اعتماد کرتے تھے۔ دو بچوں کی پیدائش بھی وہیں ہوئی تھی۔ اس لئے بھی آپ مجھے غانین ہی کہا کرتے اور انتہائی پیار کا سلوک کرتے۔ ایک دفعہ پاکستان تشریف لائے تو واپسی پر مہمان نوازی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنے ایک خط میں تحریر فرمایا کہ آپ تو ہیں ہی غانین۔ اگر آپ ہماری خدمت نہ کرتے تو ہم آپ کو غانین کے زمرہ سے نکال دیتے۔ پھر دورہ لاہور کی رپورٹ جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کی تو اس نالائق اور عاجز کے لئے بھی دعا کی درخواست کی۔ جس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تحریر فرمایا کہ ”سب کے لئے دعا کی ہے“۔ الحمد للہ۔ ایک دفعہ لندن میں خاکسار کے چھوٹے بیٹے عزیزم نوید احمد ظفر صاحب مربی سلسلہ نے تعارف کروایا تو فرمانے لگے کہ پہلے بتایا ہوتا تو تمہیں بھی حضور انور سے ملاقات کے لئے لے جاتا۔ اپنے ابا کی وجہ سے تم بھی تو غانین ہوئے۔ اسی طرح ایک دفعہ قادیان میں خاکسار کی بیٹی ملی تو اسے یہ کہہ کر تحائف دئے کہ تم تو غانین ہو۔ بڑے بیٹے کے نکاح کے موقعہ پر باوجود بیماری کے مسجد فضل لندن تشریف لائے۔ فرمایا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ غانین کے نکاح پر ہم نہ آئیں۔ اپنے بیٹے کو بھی ساتھ لائے۔ بہر حال یہ ایک اعزاز تھا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ محض حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اس وقت خاکسار پر بے پناہ شفقت کا نتیجہ تھی۔ دوران قیام ہر ممکن مدد کی۔ کبھی بھی مشکل میں آپ کی طرف رجوع کیا تو بڑے ہی پیار سے اور انتہائی مختصر انداز میں معاملہ سمجھا دیا۔ اور مناسب رہنمائی فرمائی۔ کوتاہی یا غلطی پر درگذر فرماتے۔ چہرے پر کبھی ناراضگی کا اظہار نہ ہوتا۔ اگر کوئی مذاق کرتا تو ہنس کر ٹال دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے بے انتہا فراست سے نوازا تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے دورہ کے دوران محترم امیر صاحب نے حضور انورؒ کے اعزاز میں ممبران عاملہ، مربیان کرام، اساتذہ کرام اور ڈاکٹر صاحبان کے لئے ایک پُرفضا مقام ABURI GARDENS پر پکنک کا انتظام کیا۔ رات کو ہم قریبی مشن ھاؤس بمقام KOFURIDUA میں مقیم تھے۔ صبح روانگی تھی۔ خاکسار سے دریافت فرمایا کہ راستہ آتا ہے۔ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا پھر آگے چلو۔ ایک ROUND ABOUT پر EXIT لینا تھا۔ پہلے تو ہم واقعی بھول گئے لیکن دوسرے چکر میں شرارت سوجھی۔ دوبارہ چکر لگایا تو آپ نے اپنی گاڑی سائیڈ پر روک لی اور فرمایا کہ سات پھیرے پورے کر لو۔ جب پورے ہو جائیں تو بتا دینا۔

نظام کی پابندی کا اس قدر خیال کرتے کہ ایک دفعہ جب حضور انور کے ٹیمالے جانے کے بعد خاکسار کی تقرری اسارچر بطور پرنسپل ہوئی تو بعض معاملات کی سمجھ نہ آتی تھی۔ محترم امیر صاحب کے ذریعہ درخواست کی تو حضور انور ٹیمالے سے ایک لمبا، تکلیف دہ اور تھکا دینے والا سفر کر کے تشریف لائے اور انتہائی پیار سے تمام معاملات سمجھائے اور کسی قسم کے شکوہ کے بغیر واپس تشریف لے گئے۔ اور بعد میں بھی جب کبھی ملاقات ہوتی تو

حالات پوچھتے اور قیمتی نصائح سے نوازتے۔ کبھی کبھی اشعار گن گنا لیتا تھا۔ آپ نے بھی کہیں سُن لیا تو محترم امیر صاحب سے سفارش کی کہ اس سے نظم پڑھوائیں۔ چنانچہ جلسہ ہائے سالانہ اور اجتماعات کے دوران اردو نظم پڑھنے کی سعادت نصیب ہوتی رہی۔ 1988ء کے اس جلسہ سالانہ میں جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ تشریف لائے، حضور کے افتتاحی خطاب سے قبل بھی خاکسار کو حضرت مسیح موعودؑ کے اردو کلام سے چند اشعار پیش کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

یہ تعلق تو تھا ہی۔ میں جانتا ہوں کہ اس میں اس نالائق کی کوئی خوبی نہ تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس تعلق میں مزید اضافہ اور پختگی اس وقت آئی جب میرے والد صاحب کو آپ کے ساتھ وکالت مال ثانی میں کام کرنے کا موقع ملا۔ حضور انور آپ کو انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ ہمارے بھائی جان کی ''محسن والدین'' کتاب کا مسودہ ملاحظہ کرنے کے بعد آپ نے بطور ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان اپنے مکتوب میں تحریر فرمایا کہ کچھ عرصہ آپ کے والد صاحب اور خاکسار، وکالت مال ثانی میں اکٹھے کام کرتے رہے ہیں۔ جہاں ان کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ آپ نے جو کچھ ان کے بارہ میں لکھا ہے وہ ان میں موجود خوبیوں کے مقابلہ میں بہت کم ہے۔ جب آپ ناظر اعلیٰ و امیر مقامی تھے تو جب بھی ربوہ جاتا بچوں کو ملانے ضرور حاضر ہوتا۔ دعا کی درخواست کے ساتھ بچوں کی تعلیم اور اپنی ملازمت کے لئے مشورہ بھی حاصل کرتا۔ بہت خیال رکھتے تھے۔ ایک دفعہ غالباً آپ کے والد محترم حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی وفات پر تعزیت کے لئے گھر گیا۔ اہلیہ بھی ساتھ تھیں۔ عصر کی نماز کے بعد کا وقت تھا۔ باتوں میں مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا۔ فرمایا آؤ نماز پڑھ آئیں۔ اور ہم بیت مبارک میں نماز کی ادائیگی کے لئے تشریف لے گئے۔ واپسی پر خاکسار نے اجازت چاہی۔ فرمایا ٹھیک ہے لیکن رات کے وقت لاہور کا سفر نہیں کرنا۔ خاکسار کا لاہور پہنچنا بہت ضروری تھا۔ لیکن آپ کی ہدایت کے موجب خاکسار نے اگلے دن سفر کیا۔ ڈر تھا کہ لیٹ پہنچنے پر جہاں میں کام کرتا تھا وہاں کی انتظامیہ کی طرف سے جواب طلبی ہوگی لیکن یہ محض آپ کی دعا تھی کسی نے بھی نہ پوچھا۔ ایک دفعہ یو کے میں ٹیچنگ کے لئے چانس مل رہا تھا۔ خاکسار وقت لے کر آپ کی خدمت میں مشورہ کے لئے حاضر ہوا۔ بہت تفصیل میں جا کر امریکہ اور یورپ کے حالات پر روشنی ڈالی اور فرمایا کہ یورپ بہتر ہے۔ الغرض کسی بھی معاملہ میں آپ سے مشورہ چاہا تو آپ نے انتہائی پرشفقت انداز میں راہنمائی فرمائی۔

مسند خلافت پر متمکن ہونے کے بعد تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جیسے اس عاجز پر شفقتیں انڈیل ہی دی ہوں۔ 2005ء میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کینیڈا کا دورہ فرمایا۔ بڑی بہن کے اسرار پر ویزا کے لئے درخواست دی اور ساتھ ہی حضور انور کی خدمت میں دعا کے لئے لکھا۔ ویزا سے انکار ہو گیا۔ حضور انور کی طرف سے بذریعہ فیکس جواب موصول ہوا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ویزا کے حصول میں آسانی پیدا کرے۔ اپیل تو نہیں لیکن خاکسار نے کینیڈین ہائی کمیشن کو ویسے ہی ایک خط لکھا تھا کہ میری درخواست پر نظر ثانی کی جائے۔ عین اس دن جس دن صبح حضور انور کا فیکس موصول ہوا اسی دن کینیڈین ہائی کمیشن کی طرف سے اطلاع ملی کہ آپ کے کیس پر نظر ثانی کی گئی ہے۔ آپ اپنے پاسپورٹ ٹی سی ایس کے ذریعہ ارسال کر دیں۔ چنانچہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں سے ویزے لگے اور ہم کینیڈا عین اس دن پہنچے جس دن حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی لندن کے لئے روانگی تھی۔ حضور انور نے انتہائی شفقت فرماتے ہوئے شرف ملاقات بخشا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے مسند خلافت پر متمکن ہونے کے بعد حضور سے یہ پہلی ملاقات تھی۔ اصل میں تو 1988ء کے بعد خلیفہ وقت سے یہ ملاقات تھی۔ دوران ملاقات استفسار فرمایا کہ کیسے آنا ہوا۔ خاکسار نے عرض کی کہ حضور آپ سے ملنے کی تمنا تھی جو آپ کی دعاؤں سے پوری ہوگئی ہے۔ فرمایا اتنی دور آئے ہو۔ لندن آجاتے۔ اہلیہ نے بتایا کہ حضور لندن والے ویزا نہیں دیتے۔ فرمایا اب درخواست دیں اللہ فضل کرے گا۔ چنانچہ 2006ء میں ساری فیملی لندن جلسہ پر گئی۔ یہ محض اور محض آپ کی دعاؤں کے نتیجے سے ہوا۔ ورنہ تو ہر سال لندن والے مجھے ویزا دینے سے انکار کر دیتے تھے۔ اس کے بعد آج تک جب بھی کسی بھی ملک کے ویزا کے لئے درخواست دی تو منظور ہی ہوئی ہے۔

2008ء میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں درخواست بھجوائی کہ اگر حضور اجازت مرحمت فرمائیں تو 27 مئی کا دن اپنے آقا کے قدموں میں گزاروں۔ اجازت ملنے پر جب لندن پہنچے تو یہ حضور انور کی خاص شفقت تھی کہ وہاں پر خاکسار کے رہنے کے لئے خصوصی ہدایات موجود تھیں۔ حضور انور سے ملاقات اور حضور کے سنگ گزارے ہوئے یہ تین دن میری زندگی کے یادگار دن بن چکے ہیں۔

2010ء میں 28 مئی والے دن خاکسار بیت النور میں تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں اس کی تفصیل خاکسار نے 29 مئی کو بغرض دعا تحریر کی۔ حضور انور نے عاجز کی اس تفصیل کو قبول فرمایا اور 26 ستمبر 2010ء کو خدام الاحمدیہ برطانیہ کے موقع پر اپنے اختتامی خطاب میں خاکسار کی طرف سے بھجوائی گئی یہ تفصیل پڑھ کر سنائی۔ فرمایا کہ پاکستان سے اگر وفاؤں کے خط آ رہے ہیں تو یہ جذباتی باتیں نہیں ہیں یا عارضی چیزیں نہیں ہیں۔ ان کے خطوں سے ہی پتہ لگ رہا ہوتا ہے اور ان کے عمل سے بھی پتہ لگ رہا ہے کہ یہ ان کے دلوں کی آواز ہے۔ وہ لوگ مستقل مزاجی سے اپنے فرائض ادا کر رہے ہیں اس تفصیل کے آخر پر فرمایا تو یہ نظارے ہیں۔ کیا یہ ایمان میں کمزوری والوں میں نظر آ سکتے ہیں؟

(الفضل انٹرنیشنل 22 اکتوبر 2010ء صفحہ 11)

شہداء کی فیملیز کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی محبتوں اور شفقتوں کے نظارے تو آپ نے بھی محسوس کئے ہوں گے۔ لیکن اس عاجز کو محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ لاہور کی معاونت میں شہداء لاہور کی فیملیز کے مسائل سمجھنے اور ان کو حل کرنے کی توفیق ملتی رہی۔ اس دوران حضور انور کی شہداء فیملیز کے ساتھ محبت اور شفقت کو الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ سب سے پہلے تو گھر گھر ٹیلیفون کر کے شہداء کی بیوگان، بچوں اور والدین کو تسلی دلانا۔ اور پھر بچوں کی تربیت کی فکر، بچوں خصوصاً بچیوں کی شادی کی فکر، بیماروں کے علاج اور بچوں کی تعلیم پر خطیر اخراجات الغرض شہداء فیملیز کو یہ احساس دلانا کہ ان کے سروں پر باپ کا بلکہ اس سے بھی بڑھ کر سایہ موجود ہے۔

الفضل سالانہ نمبر 2001ء میں ایک دفعہ ایک واقعہ نظر سے گزرا کہ برطانیہ کے ایک 58 سالہ مخلص احمدی نے جو کہ دل کے مریض تھے اور ان کا بائی پاس ہو چکا تھا اپنے بیٹے کے ساتھ مل کر مسلسل آٹھ گھنٹے پسینے سے شرابور گھر گھر جا کر پمفلٹ تقسیم کئے جس کے نتیجے میں ان کو اسی رات خواب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی زیارت نصیب ہوئی۔ 2011ء میں اپنے بیٹے کے پاس یو کے گیا تو سوچا یہ نسخہ آزمانا چاہیے۔ چنانچہ ایک دن پروگرام بنایا اور تقریباً 300 گھروں میں جماعتی تعارف پر مبنی پمفلٹ تقسیم کئے۔ شیفیلڈ کی مسجد کے اندر عربی میں آیات بھی لکھیں۔ خدا تعالیٰ نے اس طرح اپنی محبت اور رضا کا اظہار فرمایا کہ رات کو اس گنہگار کو پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ، حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی زیارت نصیب ہوئی۔ بیٹے کو کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ کچھ کسر رہ گئی۔ اس لئے شاید بات آگے نہیں بڑھی۔ دن بھی تھوڑے تھے۔ بہر حال ایک اتوار کو پھر پمفلٹ تقسیم کرنے کا پروگرام بنایا۔ پاکستان روانگی سے قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی سعادت نصیب ہوئی۔ دونوں بیٹے اور ان کی والدہ بھی ساتھ تھیں۔ دوران ملاقات پیارے آقا نے میز کی داہنی دراز کھولی اور انتہائی پیار سے فرمایا کہ کیوں نہ آج آپ کو کچھ تبرکات کی زیارت کرائی جائے۔ حضور انور نے ایک پاؤچ خاکسار کو اپنے دست مبارک سے تھمایا۔ اور فرمایا کھولو۔ اس کے اندر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کنگھی مبارک تھی۔ قربان جاؤں میں اس سوہنے آقا کے۔ تمام بچوں نے اس کنگھی کو اپنے ہاتھوں میں تھاما، چوما اور لاتعداد برکتوں کو سمیٹا۔

2014ء میں امریکہ سے واپسی پر چند گھنٹے لندن میں اس مقصد سے سٹاپ لیا کہ حضور انور سے ملاقات کر کے روحانی پیاس بجھانے کی کوشش کریں گے۔ بیت الفضل لندن پہنچنے پر معلوم ہوا کہ اس دن حضور انور کی مصروفیات کی وجہ سے ملاقات نہیں ہو سکے گی۔ حضور انور نے مسجد کے افتتاح کے لئے جانا تھا۔ خاکسار نے حضور انور کی خدمت میں دعا کے لئے ایک نوٹ لکھ کر پرائیوٹ سیکرٹری صاحب کو دے دیا جس میں لکھا کہ حضور انور سے ملاقات نہ ہونے کا افسوس ہے لیکن حضور انور کا وقت قیمتی ہے اللہ روح القدس سے حضور انور کی تائید و نصرت فرمائے۔ اور دعا کی درخواست کی۔ صدقے جاؤں میں پیارے آقا کے کہ اس غلام کو شرف ملاقات اس طرح بخشا کہ گاڑی میں تشریف فرما ہونے سے قبل شرف مصافحہ بخشا۔ ہم دونوں سے باری باری خیریت دریافت فرمائی۔ بچوں کے بارہ میں پوچھا۔ نواسے کی ولادت پر مبارک باد دی۔ اور دعا دی کہ اللہ تعالیٰ سفر میں حافظ و ناصر ہو۔ ایک دفعہ کینیڈا سے واپسی پر عید یو کے اپنے بڑے بیٹے کے پاس کی۔ عید کے تیسرے دن حضور انور سے ملاقات کی سعادت نصیب ہوئی عید کا تیسرا روز تھا شرف مصافحہ بھی بخشا اور شرف معانقہ بھی۔ اور یہ غلام اپنی قسمت پر نازاں اپنے آقا کی شفقتوں کو سمیٹے پاکستان واپس آیا۔

حضور انور کی کس کس شفقت کو پیش کروں۔ یہ سعادت حاصل رہی کہ بچی کے نکاح اور رخصتی کی تقریب پر محترم امیر صاحب جماعت لاہور کو بطور نمائندہ مقرر فرمایا۔ 2013ء میں خاکسار نے بڑے بیٹے عزیزم سعید احمد نذیر کا نکاح حضور سے پڑھوانے کی خواہش کا اظہار کیا تو فرمایا پڑھا دوں گا۔ کب پڑھانا ہے۔ کاغذات مکمل کر کے بھجوا دیں۔ چنانچہ حضور انور نے از راہ شفقت اس نکاح کا اعلان بیت الفضل لندن میں خود فرمایا۔ اور شادی کے موقع پر ولیمہ کی تقریب میں محترم ملک طاہر احمد صاحب کو اپنا نمائندہ مقرر فرمایا۔ چھوٹے بیٹے عزیزم نوید احمد ظفر صاحب، مربی سلسلہ کے لئے بھی درخواست کی کہ حضور انور اگر مناسب خیال فرماویں تو اس بیٹے کا بھی نکاح کا اعلان فرماویں۔ جواب میں حضور نے تحریر فرمایا کہ چونکہ دونوں فریقین پاکستان میں ہیں اس لئے مناسب ہوگا کہ نکاح پاکستان میں ہی پڑھوا لیا جائے۔ لیکن دوران ملاقات بچے کی والدہ نے حضور انور کی خدمت میں دوبارہ درخواست کی۔ حضور انور کی خداداد یادداشت ملاحظہ ہو کہ فوراً فرمایا کہ کیا میں نے نہیں لکھا تھا کہ دونوں فریقین پاکستان میں ہیں۔ وہیں پڑھوا لیں۔ لیکن قربان جاؤں میں پیارے آقا کے کہ تھوڑی دیر بعد فرمایا کہ کل پڑھا دوں گا۔ اور اگلے دن بیت الفضل لندن میں عزیزم کے نکاح کا اعلان فرمایا۔

شفقتیں تو اس قدر ہیں کہ ان کا احاطہ ناممکن ہے۔ اس عاجز نے کوشش کر کے چند کا ذکر یہاں پر کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں خلافت کی برکات سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہونے کی توفیق عطا کرے۔ ہمیشہ خلافت سے وفا اور محبت میں بڑھاتا رہے اور اپنے فضلوں کا وارث بنائے۔ آمین

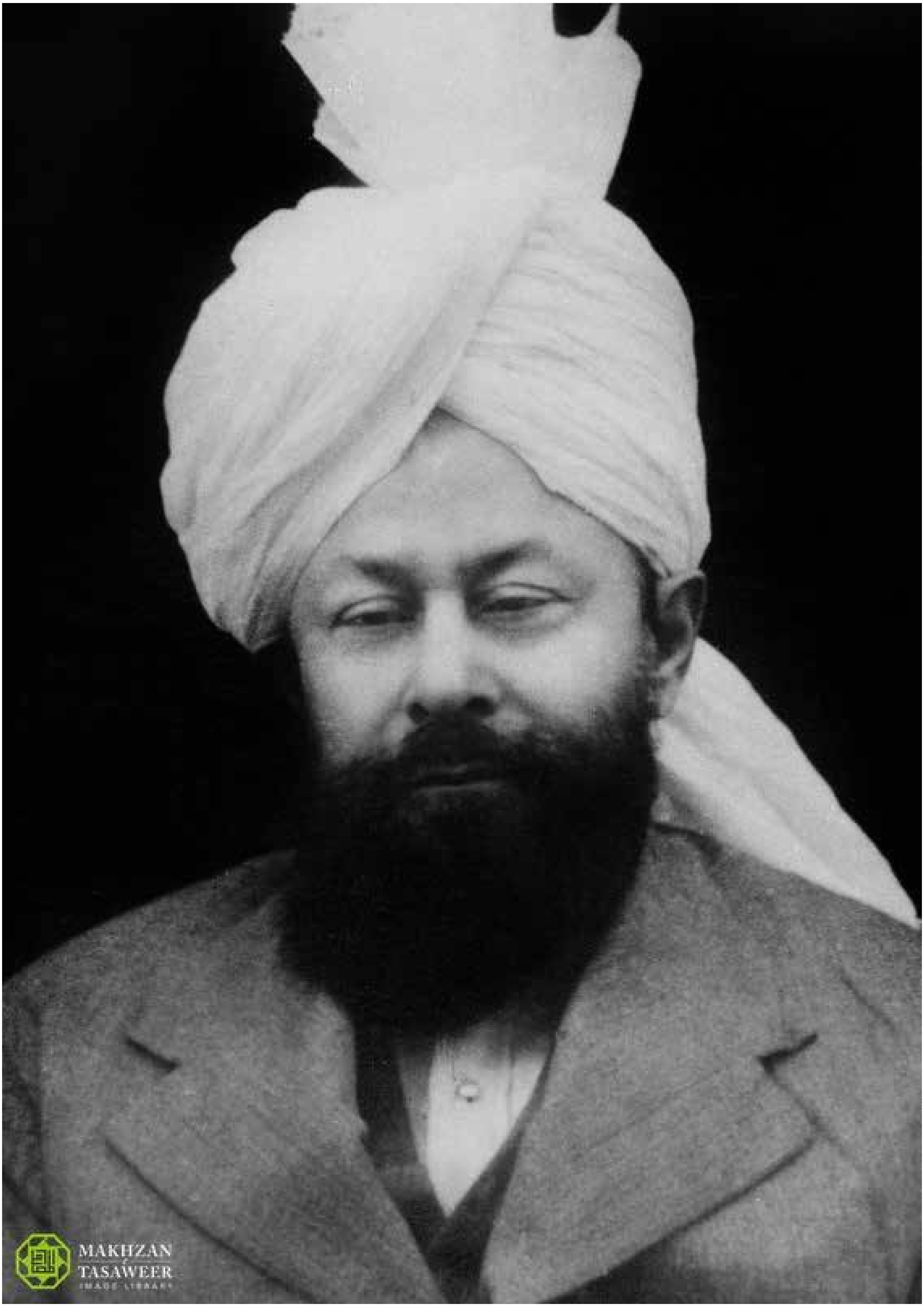

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

خلفائے سلسلہ احمدیہ کے ساتھ روح پرور اور پُرشفقت یادیں

(حیدر علی ظفر۔ مبلغ سلسلہ و نائب امیر جرمنی)

خلافتِ حقہ وہ شجرۂ طیبہ ہے جس کی شاخیں ایک طرف آسمان کی بلندیوں کو چھو رہی ہوتی ہیں تو دوسری طرف اس کی جڑیں زمین کی اتھا گہرائیوں میں پیوست ہوتی ہیں اور یہ وہ سدابہار درخت ہے جو ہر لحظ اور ہر آن اپنے رب سے تازہ بتازہ شیریں پھل لاکر مومنوں کی تسکین کے سامان پیدا کرتا ہے اور اسکی مہک اور خوشبو مومنوں کے دلوں کو ہمیشہ معطر رکھتی ہے اور انہیں نئی روحانی زندگی عطا کرتی ہے۔ یہ وہ حبل اللہ ہے جس کو مضبوطی سے تھامنے اور اس کی کامل اطاعت و فرمانبرداری کا حکم ہے۔ اس لئے خلافت کے ساتھ زندہ اور براہ راست تعلق رکھنا ہر احمدی کے لئے ضروری ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے خطبۂ جمعہ فرمودہ 17 جنوری 1930ء میں فرمایا:

''جب تک خلافت قائم ہے ہر ایک احمدی کا براہِ راست خلیفہ کے ساتھ تعلق ہے۔ جسے خدا تعالیٰ سے ہر ایک انسان کا براہِ راست تعلق ہے''

(خطباتِ محمود جلد 12۔ صفحہ 262)

ایک احمدی اور خلیفۂ وقت کا تعلق کیا ہے؟ اس بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ کو الہاماً ملنے والی بشارت، حضرت مسیح موعودؑ کے اپنے بیان اور پھر ان پر حضرت مصلح موعودؓ کے تبصرہ کو پڑھیں اور خلیفۂ وقت کے مقام کو سمجھیں اور اس تعلق، پیار اور محبت میں جتنا بڑھ سکتے ہیں، بڑھیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام کو الہاماً یہ بشارت دی تھی:

''میں تیری محبت لوگوں کے دلوں میں ڈالوں گا اور میں اپنی آنکھوں کے سامنے تیری پرورش کروں گا۔''

(روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 239)

نیز حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ:

''ہزارہا انسان خدا نے ایسے پیدا کئے کہ جن کے دلوں میں اس نے میری محبت بھر دی''

(روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 239)

حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کے ساتھ یہ الٰہی وعدہ نہ صرف آپ کی زندگی میں ہی بڑی شان سے پورا ہوا بلکہ آپ کے بعد قائم ہونے والی خلافت حقہ کے ذریعہ آج تک پورا ہوتا چلا آرہا ہے اور قیامت تک انشاءاللہ پورا ہوتا چلا جائے گا۔ احمدیوں کو اپنے پیارے امام سے جو للّٰہی محبت کا تعلق ہے اس کا بیان الفاظ میں ممکن نہیں۔ خلافت سے یہ زندہ تعلق ایک ایسا شاداب درخت ہے جسے ادب و احترام کے پانیوں سے سیراب کیا جاتا ہے۔ جو دعاؤں کے جلو میں پروان چڑھتا ہے اور اس پر اخلاص وعقیدت کے پھول اور محبتوں اور چاہتوں کے پھل لگتے ہیں۔ خلافت سے یہ محبت اُس خدا کی عطاء ہے جس نے فرمایا ہے کہ خلیفہ بنانا میرا کام ہے۔ اُسی نے اس خلافت کی بارش سے ہر قسم کی زمین کو سیراب فرمایا ہے اور ہر چھوٹے بڑے کو اس محبت سے حصہ عطا فرمایا ہے۔ لیکن صرف ہم احمدی ہی اپنے آقا سے محبت نہیں کرتے بلکہ ہماری محبت سے کہیں بڑھ کر خلیفۂ وقت کے دل میں ہمارے لئے محبت موجزن رہتی ہے۔ خلافت سے زندہ تعلق پیدا کرنے کے لئے اِس حبل اللہ، عروۂ وثقیٰ کو، اس کڑے کو بڑی مضبوطی کے ساتھ پکڑنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے ارشاد ''کُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ'' کے قرآنی حکم کے تحت پیارے امام کی صحبت اختیار کرنا اور خلیفۂ وقت کے ساتھ محبت وعقیدت اور فدائیت کا قریبی تعلق استوار کرنا بھی نہایت ضروری ہے۔ اس کے لئے ذاتی اور فیملی ملاقاتیں کرنا اور شرف مصافحہ حاصل کرکے خلیفۃ اللہ کے نور کو براہِ راست اپنے اندر جذب کرنا یقیناً اِس محبت کے حصول کا ایک ذریعہ ہے۔ بخدا یہی وہ چہرے ہیں جن کو پاکر اور انکے احکامات پر عمل پیرا ہو نار جہنم کو حرام کر دیا کرتا ہے اور ان نورانی وجودوں کو ایک بار دیکھ لینے سے جسم و روح کی قسما قسم کی جہنم ہمیشہ کے لئے ٹھنڈی پڑ جاتی ہے۔ پھر دعائیہ خطوط کے ذریعہ براہِ راست رابطہ رکھ کر بھی اس تعلق کو مزید بڑھایا اور زندہ رکھا جاسکتا ہے۔

جب تک ہم بار بار خلیفۃ المسیح سے دعائیں اور مشورے نہیں لیں گے ہمارے کاموں میں برکت نہیں پڑ سکتی۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

''جس پر خدا اپنے الہام نازل فرماتا ہے۔ جس کو خدا نے اس جماعت کا خلیفہ اور امام بنادیا ہے اس سے مشورہ اور ہدایت حاصل کرکے تم کام کر سکتے ہو۔ اس سے جتنا تعلق رکھو گے اسی قدر تمہارے کاموں میں برکت پیدا ہوگی جس طرح وہی شاخ پھل لاسکتی ہے جو درخت کے ساتھ ہو۔ وہ کٹی ہوئی شاخ پھل پیدا نہیں کرسکتی جو درخت سے جدا ہو''

(الفضل 20 نومبر 1946ء)

پس خلیفۂ وقت سے زندہ تعلق ایک احمدی کے لئے نہایت ضروری ہے۔ خلافت سے تعلق کے معنی میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ خلیفۂ وقت کی کامل اطاعت کی جائے اور اس کی طرف سے آنے والے ہر حکم کے سامنے سر تسلیم خم کیا جائے جس طرح کی اطاعت کا نمونہ حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پیش کیا۔ اسلئے چاہیئے کہ ہم خلیفۂ وقت کے مقام کا عرفان حاصل کریں اور اس سے وابستہ رہیں اور اسکی کامل اطاعت کو اختیار کریں کیونکہ تمام برکتیں خلیفۂ وقت سے تعلق کے نتیجہ میں مل سکتی ہیں۔ ایک بڑی برکت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اُس کی دعاؤں کی قبولیت کو بڑھادیتا ہے۔ خلیفۂ وقت کی دعاؤں کی قبولیت کے حوالے سے سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک پُرمعارف ارشاد اس طرح ہے:

''اسی طرح پر اللہ تعالیٰ جس کسی کو منصبِ خلافت پر سرفراز کرتا ہے۔ تو اس کی دعاؤں کی قبولیت بڑھادیتا ہے۔ کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے۔''

(منصبِ خلافت۔ انوار العلوم جلد 2۔ صفحہ 47)

اس لئے اخلاص و وفا کے ساتھ خلیفۂ وقت کی خدمت میں اپنے لئے اپنے بیوی بچوں کے لئے دعا کے لئے لکھتے رہنا چاہیئے۔ اور خلیفۂ وقت کے لئے بھی ہمیشہ اور بڑی باقاعدگی کے ساتھ دعائیں کرنی چاہیئں اور اس کے ارشادات کو توجہ سے سننا اور ان پر عمل کرنا لازم بنائیں۔

یاد رکھیں کہ جس قدر آپ کا خلیفۂ وقت سے ذاتی تعلق ہوگا اور ان کے مقاصد عالیہ کی تکمیل کے لئے ہر روز بڑی توجہ، انہماک اور الحاح سے بکثرت دعائیں کریں گے اور اس کے ساتھ سچی محبت رکھیں گے۔ تو اسی قدر آپ دینی ودنیاوی حسنات سے حصہ پائیں گے۔ خلفائے حضرت مسیح موعودؑ کی احباب جماعت سے محبت و شفقت کے نظارے تو ہم دن رات مشاہدہ کرتے ہیں۔ یقیناً قارئین الفضل نے بھی اس نعمت سے وافر حصہ پایا ہوگا۔ خلیفۂ وقت سے ذاتی اور فیملی ملاقات کی صورت آج ہر احمدی کو میسّر ہے خواہ وہ دنیا کے کسی ملک میں رہتا ہو۔ خلیفۂ وقت کے قدموں میں حاضر ہوکر وہ یہ شرف حاصل کرسکتا ہے۔ پھر خلیفۂ وقت کے عالمگیر دورہ جات کے دوران ان ممالک کے احمدیوں کو یہ سعادت اپنے ملک میں رہتے ہوئے مل جاتی ہے جس کی روح پرور یادوں سے نہ صرف وہ محظوظ ہوتے ہیں بلکہ اوروں کے دلوں میں بھی وہ خلیفۂ وقت کی محبت کی ایک لَو لگا دیتے ہیں۔ ذیل میں خاکسار خلفائے سلسلہ احمدیہ کے ساتھ اپنی چند روح پرور یادیں شیئر کر رہا ہے۔ وباللہ التوفیق۔

زیارت حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ناصر آباد اسٹیٹ (سندھ) میں 1950ء کی دہائی میں آمد، قیام، نمازیں پڑھانا اور خطبۂ جمعہ ارشاد فرمانا آج تک مجھے یاد ہے۔ چمن میں آتے وقت مصافحہ کا شرف حاصل ہوتا رہا۔ کنجے جی ریلوے سٹیشن پر حضورؓ کی آمد و الوداع کے مناظر بھی یاد ہیں۔ میرے والد محترم کو حضورؓ کے ناصر آباد اسٹیٹ میں بعض دوروں کے دوران اذان دینے کا شرف حاصل ہوتا رہا۔ ان کی آواز دور دور تک سنائی دیتی تھی اور وہ خوش الحان بھی تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ساتھ چند یادیں

جہاں تک حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ساتھ یادوں، ملاقاتوں اور حضورؒ کی شفقتوں کا تعلق ہے تو حضورؒ کے خلافت پر متمکن ہونے سے پہلے حضورؒ صدر، صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان، پرنسپل تعلیم الاسلام کالج اور صدر مجلس انصار اللہ پاکستان جیسے جلیل القدر عہدوں پر فائز تھے۔ اس لئے جماعت میں معروف ومشہور تھے۔ پھر جلسہ سالانہ کے موقع پر بھی حضور کی تقریر ہوتی تھی۔ اس لئے حضور کی شخصیت سے میں متعارف تھا۔ پھر جب حضورؒ خلیفہ منتخب ہوگئے تو اسی رات کو آپ کی بیعت کا شرف حاصل ہوگیا اور وہ جو سنا کرتے تھے کہ لوگوں نے خلافت ثانیہ کی بیعت کے وقت ایک دوسرے کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر مسجد نور قادیان میں بیعت کی تھی

وہ نظارہ ہم نے مسجد مبارک ربوہ میں نہ صرف دیکھا بلکہ اس کا حصہ بھی بننے کی توفیق ملی۔ پھر کیا تھا کہ ہوسٹل جامعہ احمدیہ کے طلباء صبح و شام ہوسٹل سے نکل کر پہاڑی دڑہ کو کراس کر کے گول بازار سے ہوتے ہوئے مسجد مبارک میں حضور کی اقتداء میں نمازیں پڑھنے جاتے اور حضور کے درس و ارشادات سے مستفید ہوتے۔ اب حضورؒ کی گفتگو کا رنگ ہی اور تھا اور حضورؒ کی زبانِ مبارک سے الٰہی حقائق و معارف بڑی تیزی کے ساتھ بیان ہو رہے ہوتے تھے جن کو سننے کے لئے لوگ جوق در جوق مختلف محلہ جات سے آتے تھے۔ اجتماعی بیعت کے بعد پھر انفرادی بیعت کے لئے بھی حضورؒ کی خدمت میں خط لکھے گئے۔ ابھی تھوڑے دن ہی گزرے تھے کہ ہمارے پرنسپل مکرم سیّد میر داؤد احمد صاحب غفر اللہ لہٗ نے حضور کو جامعہ کے طلباء سے خطاب کی دعوت دی۔ اس طرح ہم حضورؒ کی ہدایات و نصائح سے زیادہ قریب سے متمتع ہوئے۔ مجلس خدام الاحمدیہ کے بعض پروگراموں میں بھی حضورؒ کا قُرب نصیب ہوتا رہا۔ پھر مربی سلسلہ بننے کے بعد پاکستان میں ایک بار تقرری کے حوالہ سے حضورؒ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ اس کے بعد کی کچھ ملاقاتوں کا احوال درج کرتا ہوں:

جب 1971ء کی گرمیوں میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اسلام آباد تشریف لائے جہاں حضور رحمہ اللہ رہائش پذیر تھے وہاں پر احباب جماعت نمازوں کی ادائیگی اور ملاقات کیلئے حاضر ہوتے۔ ایک روز کھڑے کھڑے حضور آنے والوں کو شرفِ ملاقات بخش رہے تھے۔ جب میں نے السلام علیکم کہا اور مصافحہ کیلئے ہاتھ بڑھایا تو حضورؒ نے فرمایا:

Ich freue mich Sie zu sehen

ترجمہ: میں آپکو دیکھ کر خوش ہوا ہوں۔ میں نے فوری طور پر جواباً عرض کیا:

Ich freue mich auch Sie zu sehen

ترجمہ: ’’میں بھی آپکو مل کر خوش ہوا ہوں‘‘۔

اسی طرح میرے دونوں ساتھیوں مکرم ملک منصور عمر صاحب اور مکرم صالح محمد خان صاحب سے بھی حضورؒ نے جرمن اور فرنچ زبان میں ایک ایک جملہ ارشاد فرمایا۔ اس کے بعد نماز پڑھی اور ہم واپس راولپنڈی آ گئے۔ کچھ دنوں کیلئے حضورؒ کا وہاں پر قیام تھا۔ پھر حضورؒ واپس ربوہ تشریف لے گئے۔

اچانک ایک دن وکالت تعلیم ربوہ کی طرف سے ہمیں خط آیا کہ حضور انورؒ نے ہمیں نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ماڈرن لینگویجز کے ہوسٹل میں داخل ہونے کا ارشاد فرمایا ہے۔ سبحان اللہ! پیارے آقا کی اس شفقت اور رہائش کی مشکلات سے رہائی پر ہم نے خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ بعد میں پتا چلا کہ اسلام آباد سے واپس جانے کے بعد ایک روز حضور انورؒ نے حضرت سیّد میر داؤد احمد صاحبؒ سے فرمایا کہ آپکے شاگرد اچھا پڑھ رہے ہیں۔ مکرم سیّد میر داؤد احمد صاحب کو ہماری رہائش کی مشکلات کا علم تھا۔ ہم نے تو کسی سے کوئی ذکر نہیں کیا تھا۔ تاہم مسجد نور راولپنڈی میں مرکز سے

آنے جانے والے ہمیں دیکھتے تھے، کسی نے میر صاحب کو بتا دیا ہو گا۔ حضور انورؒ کے اس ارشاد پر کہ ’’آپکے شاگرد اچھا پڑھ رہے ہیں‘‘۔ حضرت میر صاحبؒ نے مناسب موقع سمجھ کر حضور انورؒ سے عرض کی کہ حضور! انکو رہائش کی مشکلات ہیں تو اس پر حضور انورؒ نے ہمیں ہوسٹل میں شفٹ ہو جانے کا ارشاد فرمایا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

تقریب سنگِ بنیاد مسجد گوتھن برگ میں شمولیت اور حضورؒ سے شرفِ ملاقات

جب 27 ستمبر 1975ء کو مسجد گوتھن برگ، سویڈن کا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے سنگِ بنیاد رکھا تو خاکسار کو جو ان دنوں مسجد فضل عمر ہمبرگ کا امام تھا اور مکرم فضل الٰہی انوری صاحب امیر ومشنری انچارج جرمنی کو اس تقریب میں شامل ہونے کی سعادت ملی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

28 ستمبر 1975ء کو حضور رحمہ اللہ نے گوتھن برگ کے (ہوٹل سکینڈے نیویا) میں یورپی ممالک کے مبلغین کی کانفرنس کی صدارت بھی فرمائی جس میں یورپ میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کو ترقی دینے پر غور کیا گیا۔

پھر 1976ء میں سکنڈے نیوین مشنز کے دورہ کے دوران 20 اگست 1976ء کو گوتھن برگ سویڈن میں حضورؒ نے مسجد کا افتتاح بھی فرمایا تھا۔ اس موقع پر جرمنی سے مکرم فضل الٰہی انوری صاحب نے متعلقہ افسران سے خصوصی کوشش کر کے اسائیلم پر موجود احباب جماعت کو اس تقریب میں شامل ہونے کی اجازت دلوائی۔ اور پھر فرینکفرٹ سے ایک بس لے کر گئے۔ خاکسار کو اس بس میں سوار ہونے کے لئے راستہ میں ایک سٹاپ پر شامل ہونے کی توفیق مل گئی۔ مسجد کے افتتاح کے بعد شام کو حضور رحمہ اللہ کی ایک ہوٹل میں قیام گاہ پر خاکسار اور مکرم انوری صاحب نے ملاقات بھی کی جس کے بعد حضور رحمہ اللہ نے ہمارے ساتھ ایک فوٹو بھی بنوائی۔

سکنڈے نیویا کے دورے کے بعد حضورؒ کا اگلا پروگرام جرمنی تشریف لانے کا تھا اس لئے ہدایت تھی کہ سرحد پر حضور رحمہ اللہ کا استقبال کیا جائے۔ ہمبرگ مشن کے پاس اُس وقت کوئی گاڑی نہیں تھی۔ Nord Deutschland اور West Deutschland میں صرف دو تین احباب جماعت کے پاس گاڑیاں تھیں۔ البتہ ہمارے لئے Kempen کی جماعت کے ایک دوست مکرم مسعود احمد خان صاحب کی گاڑی تھی جسے ہم دونوں لے کر بارڈر پر مقررہ وقت پر حاضر ہو گئے۔ استقبال کے بعد حضور رحمہ اللہ بمعہ قافلہ قریب ہی ایک ہوٹل میں تشریف لے گئے جہاں پر چائے/ کافی وغیرہ سے بمعہ قافلہ حضور رحمہ اللہ کی تواضع کی گئی۔ یہاں پر ایک اخباری نمائندہ بھی آیا اور اس نے حضور رحمہ اللہ کی تصاویر لیں اور میرا انٹرویو بھی لیا۔ اس انٹرویو میں حضور رحمہ اللہ کے تعارف کے علاوہ حضورؒ کے دورہ کی تفصیلات بھی بتائی گئی تھیں۔ حضور رحمہ اللہ کے دورے کے مقصد کا ذکر کرتے ہوئے اخبار نے لکھا کہ وہ اسلام کی اشاعت اور جماعت احمدیہ کے ممبران کی تربیت کے لئے ہے۔ اس خبر کو اس نے حضور رحمہ اللہ کے دو تصاویر سے مزّین کیا۔ اس کے بعد ہمبرگ کے لئے روانگی ہوئی۔ حضور رحمہ اللہ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ آپ آگے چلیں۔ کچھ دیر تک ہماری گاڑی آگے چلتی رہی مگر پھر ہماری گاڑی پیچھے رہ گئی اور قافلہ آگے چلا گیا۔ ہمبرگ میں داخل ہونے سے کچھ پہلے قافلے کی گاڑیاں رکی رہیں حتیٰ کہ ہم بھی آ ملے پھر یہ قافلہ اکٹھا ہو کر بخیر و عافیت مسجد فضلِ عمر ہمبرگ پہنچا۔ فالحمد للہ۔ مجھے وہ دن خوب یاد ہیں اور آج ہمبرگ میں نہ صرف مشن کے پاس بلکہ احباب جماعت کے پاس بھی کئی کئی اور نہایت عمدہ گاڑیاں ہیں۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہؒ ہمبرگ تشریف لائے تو حضورؒ کی رہائش مشن ہاؤس میں ہی تھی۔ مبلغ کی رہائش گاہ میں جو ایک بیڈ روم تھا اس میں دو نئے سنگل بیڈ خرید کر رکھے گئے تھے۔ اور بھی اس کمرے کی خاص طور پر آرائش کی گئی تھی۔ اُس روز رات کو ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی اور سکیورٹی کے نقطۂ نظر سے ایک خادم باہر چھتری لیکر ڈیوٹی پر کھڑا تھا۔ رات کو کسی وقت اس پر حضورؒ کی نظر پڑی کہ بارش ہو رہی ہے اور ایک خادم درخت کے نیچے کھڑا ہے تو حضورؒ مسجد کی طرف تشریف لائے جہاں ہم بیٹھے ہوئے تھے۔ حضورؒ نے از راہِ شفقت مجھے فرمایا:

’’اس خادم کو بلالو۔ بارش میں کھڑے ہونے کی ضرورت نہیں۔

تاہم ساتھ ہی یہ ہدایت بھی فرمائی کہ مشن ہاؤس کا باہر کا دروازہ کھلا رکھیں

اور کوئی جا گتا رہے۔''

جرمنی سے پاکستان واپسی پر حضورؒ سے ملاقات

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے اگلی ملاقات کا شرف اس وقت نصیب ہوا جب خاکسار کا تبادلہ پاکستان میں کر دیا گیا اور 16 مارچ 1978ء کو کراچی پہنچ گیا۔ پھر سندھ سے آئے ہوئے عزیز رشتہ داروں سے مل کر میں اپنی اہلیہ کو لے کر عازم ربوہ ہوا۔ ربوہ پہنچ کر دفتر میں حاضری دی۔ جلد ہی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ حضورؒ نے فرمایا کہ میں تو آپ کا انتظار کر رہا تھا اور فکرمند تھا کہ ربوہ کیوں نہیں پہنچے۔ دراصل کراچی پہنچ کر عزیزوں سے میل ملاقات اور ٹرین کی بکنگ میں کچھ وقت صرف ہو گیا تھا جس وجہ سے ربوہ پہنچنے میں قدرے تاخیر ہو گئی تھی۔

حضورؒ نے جرمنی کے بارے میں کچھ باتیں دریافت فرمائیں۔ پھر بچوں کے بارے میں دریافت فرمایا تو اس پر میں نے عرض کیا کہ جنوری 1974ء میں میری جرمنی روانگی کے چند دن بعد بیٹا پیدا ہوا تھا جو کہ پیدائش کے تیسرے دن بقضائے الٰہی وفات پا گیا۔ اس پر حضورؒ نے کچھ دیر خاموشی کے بعد میری اہلیہ کی طرف متوجہ ہوئے اور پھر مسکراتے ہوئے فرمایا کہ آپ کے تو بہت بچے ہونے ہیں۔ ہنستے کھیلتے اچھلتے کودتے۔ پھر تھوڑا رک کر فرمایا۔ مگر ایک شرط ہے کہ اگر آپ نے بچے کی وفات پر صبر کیا ہو گا تو پھر اللہ تعالیٰ آپ کو اولاد دے گا۔ ہمیں حضورؒ کی بات سن کر خوشی ہوئی کہ حضورؒ کی زبان مبارک سے اولاد کی بشارت عطا ہوئی۔ حضورؒ سے ملاقات کے بعد میری اہلیہ کو کچھ فکر لاحق ہوئی کہ میں نے صبر کیا بھی تھا کہ نہیں۔ کچھ عرصہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہمیں 1980ء میں بیٹی عزیزہ قرۃ العین سے نوازا۔ اس کے بعد 1981ء میں بیٹا عزیزم بلال احمد پیدا ہوا۔ اور پھر بیٹا عزیزم لقمان خالد 1985ء میں پیدا ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی دستی بیعت

جب 1982ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد پہلی مرتبہ یورپ کے دورہ پر جرمنی تشریف لائے تو خاکسار نے ڈنمارک اور جرمنی کی سرحد پر آپؒ کا استقبال کیا۔ ہمبرگ میں قیام کے بعد حضورؒ فرینکفرٹ تشریف لے آئے۔ یہاں پر دیگر پروگراموں کے علاوہ ایک سوال و جواب کی مجلس بھی منعقد ہوئی جس کے بعد حضورؒ نے اجتماعی بیعت کا شرف بخشا اور مجھے اور مکرم منصور احمد خان صاحب امیر و مبلغ انچارج جرمنی کو اپنا اپنا ہاتھ حضورؒ کے ہاتھ کے نیچے رکھنے کا ارشاد فرمایا۔ اور پھر حضورؒ نے بیعت کے الفاظ دہرائے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

1988ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے لائبیریا کا جب دورہ فرمایا تو خاکسار وہاں پر امیر و مبلغ انچارج کے فرائض انجام دے رہا تھا۔ یہ دورہ 31 جنوری سے 2 فروری تک تھا۔ حضورؒ جب تشریف لائے تو وہاں مجھے آپؒ کا استقبال کرنے کی توفیق ملی۔ بلکہ وہاں پر تو صدر مملکت کی طرف سے وزیر تعلیم نے بھی حضورِ انور رحمہ اللہ کا استقبال کیا۔ استقبال کے لئے ممبرانِ جماعت کے ہمراہ خاکسار ائرپورٹ منروویا Monrovia میں Roberts Field کھڑا تھا تو وزیر تعلیم نے مجھے کہا کہ ہم نے جہاز کے کپتان کو پیغام بھیج دیا ہے کہ His Holiness کو پیغام دے دیا جائے کہ جہاز کے اترنے کے بعد از خود باہر تشریف نہ لائیں بلکہ ہم جہاز کے اوپر آ کر ان کو Welcome کہیں گے۔ پھر آپ باہر تشریف لائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ خاکسار اور عزت مآب وزیر تعلیم لائبیریا جہاز کے لینڈ کرنے کے بعد جہاز کے اندر گئے اور حضورؒ کو Welcome کہا۔

یکم فروری کو لائبیریا کے صدر Dr. Samuel Kanneon Doe سے ملاقات کا پروگرام رکھا ہوا تھا جو کہ Executive Mansion میں ہونی تھی۔ حضورؒ Hotel Africa میں قیام پزیر تھے۔ ملاقات کا وقت گیارہ بجے تھا۔ چنانچہ خاکسار نے وہاں پہنچ کر حضورؒ کو اطلاع بھجوائی۔ تھوڑی دیر میں آپؒ باہر تشریف لے آئے۔ گاڑیاں تیار تھیں۔ روانگی سے قبل حضورؒ نے از راہ شفقت مجھے ارشاد فرمایا کہ میں حضورؒ کی گاڑی میں بیٹھ جاؤں۔ تعمیل ارشاد میں جب خاکسار گاڑی میں بیٹھ گیا اور قافلہ روانہ ہوا تو حضورؒ نے بعض جماعتی امور کے بارہ میں گفتگو شروع فرمائی اور بعض باتیں مجھ سے دریافت فرمائیں۔ گفتگو کے دوران خاکسار نے unjustice کا لفظ استعمال کیا۔ اس پر حضورؒ نے فرمایا unjustice نہیں injustice ہوتا ہے۔ چنانچہ اس امر کو یاد کر کے میں ہمیشہ خوش ہوتا ہوں کہ حضورؒ نے میری اصلاح فرمائی۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

حضورؒ کو چند مرتبہ جلسہ سالانہ کے موقع پر جرمنی آنے پر بھی خاکسار نے جرمنی کی سرحد یا پھر کسی اور مقررہ جگہ پر امیر صاحب کے ہمراہ Welcome کہا۔ ایسے ہی ایک موقع پر طے پایا کہ بجائے اس کے کہ ہم سرحد پر کسی جگہ استقبال کریں بہتر ہو گا کہ ہم بلجیم مشن ہاؤس سے ہی حضورؒ کی معیّت میں واپس آئیں۔ چنانچہ مکرم امیر صاحب جرمنی کے ساتھ ایک وفد وہاں پہنچ گیا۔ مشن کے وسیع وعریض احاطہ میں ایک Grill پارٹی ہو رہی تھی اس میں بھی ہم مدعو تھے۔ حضورؒ کے بائیں طرف مکرم امیر صاحب جرمنی تشریف فرما تھے اور ان کے ساتھ خاکسار بیٹھا ہوا تھا۔ اس سے چند روز قبل کنری سندھ میں میرے چچا کا انتقال ہو گیا تھا جس کی اطلاع میں نے حضورؒ کی خدمت میں بھجوائی تھی۔ چنانچہ اس موقع پر حضورؒ نے میرے چچا کی وفات پر تعزیت فرمائی اور مجھ سے پوچھا کہ ناصر آباد کی جو مسجد نئی بنی ہے وہ آپ نے دیکھی ہے؟

میں نے جواباً عرض کیا کہ ناصر آباد (سندھ ضلع تھرپارکر) گئے ہوئے کافی سال ہو گئے ہیں نئی مسجد میں نے نہیں دیکھی۔ اس پر حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اب کی بار جب وہاں جائیں تو ضرور مسجد دیکھنا۔ میں نے عرض کیا کہ انشاء اللہ العزیز۔ چنانچہ جب میں اوائل 2003ء میں پاکستان رخصت پر پاکستان گیا تو حضور انورؒ کے ارشاد کی تعمیل میں میں ناصر آباد بھی گیا اور یہ مسجد بھی دیکھنے کی توفیق ملی۔ اس کے بعد جب میں ربوہ آیا تو میں نے حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی سے شرف ملاقات حاصل کیا اور آپ کو بتایا کہ مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے یہ مسجد دیکھنے کا ارشاد فرمایا تھا سو الحمد للہ اس ارشاد کی تعمیل کر دی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی شفقتیں اور احباب جماعت سے پیار و محبت کی داستانیں تو ہر احمدی اپنے دل میں لئے ہوئے پھرتا ہو گا۔ میں بھی حضورؒ کی اس شفقت پر پھولے نہیں سماتا کہ حضورؒ نے مجھے اپنے ایک خط میں جبکہ میں دار الذکر لاہور میں بطور مربی سلسلہ خدمت بجالا رہا تھا، مجھے برادرم حیدر علی ظفر کہہ کر مخاطب فرمایا:

لندن، مؤرخہ 6 جون 1985ء

برادرم حیدر علی ظفر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ آپ کی خدماتِ دینیہ کو شرفِ قبولیت سے نوازے۔ رمضانِ المبارک میں سلسلہ کے لئے خاص دعاؤں پر زور دیں۔ اللہ آپ کے اہل و عیال کو سفر و حضر میں خیریت سے رکھے۔ سبھی کو آپ کے لئے قرۃ العین بنائے۔ تمام دوستوں کو محبت بھرا سلام اور عید مبارک پہنچا دیں۔

والسلام

خاکسار

مرزا طاہر احمد

خلیفۃ المسیح الرابع

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے وابستہ چند شفقتوں کا احوال

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ حضور کے مسندِ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد جو مصافحہ کیا تھا اُس کی یاد، اسکا سرور تو ساری عمر اُن خوشکن لمحات کی یاد دلاتا رہے گا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی وفات کے روز ہی خاکسار لندن پہنچ گیا تھا۔ یوکے کی جماعت نے خلافت کمیٹی کے ممبران کی رہائش اور ان کی مسجد فضل میں آمد و رفت کے لئے خاص انتظام کیا ہوا تھا۔ نمازوں کے لئے مسجد فضل جاتے تھے۔ باقی وقت ہوٹل میں دعاؤں میں گزرتا تھا۔ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ جو کہ ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ تھے جب وہ لندن پہنچ گئے تو ان

کے دستخطوں سے مجلس انتخاب خلافت میں شامل ہونے کی باقاعدہ تحریری اطلاع مل گئی اور گیسٹ ہاؤس کے لئے آتے جاتے وہ بھی نظر آتے تھے۔

پھر 22 اپریل 2003ء کو بعد نماز مغرب و عشاء انتخاب خلافت کمیٹی کی کاروائی منعقد ہوئی اور اس کے نتیجہ میں صدرِ مجلس مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید انجمن احمدیہ نے حضرت سیّد نا مرزا مسرور احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خلیفۃ المسیح الخامس منتخب ہونے کا اعلان فرمایا۔ اس کے بعد حضور انور صدر مجلس کی معیّت میں محراب میں تشریف لائے۔ پھر حضور نے منتخب ہونے والے خلیفہ کے لئے مقرر عہد دوہرایا۔ اس کے بعد سب ممبران کمیٹی سے بیعت لی۔ پھر سب کو فرداً فرداً شرف مصافحہ و معانقہ بخشا جس شفقت سے آپ نے ہر ایک ممبر کو گلے لگایا اس کا سُرور زندگی بھر آتا رہے گا۔ معانقہ کے وقت حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں میں یہی عرض کر سکا:

''اللہ تعالیٰ روح القدس سے آپ کی تائید فرمائے''۔ اس کے بعد سے تو یہ دعا کہ ''اللھم ایّد امامنا بروح القدس و بارک لنا فی عمرہ و امرہ''ہمیشہ وردِ زبان رہتی ہے۔

مجھے 2006ء میں حج بیت اللہ کی توفیق ملی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ حج پر روانگی سے پہلے اور اسی طرح حرمین شریفین میں قیام کے دوران میں حضور کی خدمت میں خط لکھتا رہا اور وہ اس طرح کہ میں فون پر برادرم مکرم منظور احمد صاحب شادؔ کو درخواست کر دیتا اور وہ خط بنا کر حضور کی خدمت میں بھجوا دیتے۔ جب حج سے واپس آیا تو ان خطوط کے جوابات بھی آئے ہوئے تھے۔ حج سے واپس آنے کے بعد میں حضور ایدہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور نے بڑی شفقت اور محبت سے مجھے فرمایا:

''اب تو آپ الحاج ہو گئے ہیں''۔

ملاقات کے دوران حضور نے حج کے دوران واقعات دریافت فرمائے۔ میں نے حضور کی خدمت میں یہ بھی عرض کیا کہ مجھے حضور ایدّہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی عمرہ کرنے کی توفیق ملی ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

امام وقت سے ملاقات اور مصافحہ

الحمد للہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے اکیلے بھی اور فیملی کے ساتھ بھی ملاقات کا شرف حاصل کرنے کی توفیق ملی۔ علاوہ ازیں متعدد بار صرف مصافحہ کرنے کی بھی سعادت ملی۔ خلیفۂ وقت سے جن کو معانقہ کا شرف حاصل ہو یہ اس کی بڑی خوش بختی ہے لیکن اگر صرف مصافحہ کا موقعہ ہی مل جائے تو یہ بھی بہت برکتوں کا موجب ہوتا ہے۔ امامِ وقت کے ساتھ مصافحہ کے سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا درج ذیل فرمان ہمیشہ میرے سامنے رہا:

''پہلی بات تو یہ ہے کہ خلفاء کی اپنی طرف سے بیعت نہیں ہوتی بلکہ رسول کی نیابت میں ہوتی ہے۔ ہمارے سلسلہ میں رسول کریم ﷺ کی نیابت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حاصل ہوئی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نیابت خلیفہ کو حاصل ہوتی ہے۔ ادھر رسول کریم ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ پر بیعت کرنا قرار دیا ہے۔ چونکہ خلیفہ کے ہاتھ کو رسول کی نیابت حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے امام وقت سے مصافحہ کرنا بھی برکت رکھتا ہے۔ ------ یہ مصافحہ ملاقات کے وقت کا مصافحہ ہوتا ہے۔ اس وقت اگرچہ مصافحہ کے لئے بہت تھوڑا وقت ہوتا ہے مگر یاد رکھنا چاہیے خدا تعالیٰ مامورین خلفاء کی برکات کو مختصر وقت میں پورا کر دیتا ہے۔ اگر یہ بات ان کو حاصل نہ ہو تو وہ اپنا کام پورا ہی نہ کر سکیں''

(انوار العلوم جلد 12 صفحہ 579)

الحمد للہ حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے جرمنی کے ہر دورے پر دو بار مصافحہ کا شرف حاصل ہوتا رہا۔ حضور اپنی تشریف آوری پر استقبال کے لئے گئی ہوئی پائلٹ کار کے ممبران اور اسی طرح روانگی کے وقت ان ممبران کو مصافحہ کا شرف بخشتے تھے۔ پورے دورے کے دوران حضور انور کی مجالس میں پروگراموں میں قریب بیٹھنے کی سعادت بھی ملتی رہی۔ آمین کی تقریب کے موقعہ پر گفتگو بھی ہو جاتی۔ اسی طرح جلسہ گاہ میں آمد پر بات چیت ہو جاتی مگر مصافحے صرف دو ہی ہوتے تھے۔

خلیفۂ وقت کی خدمت میں دعائیہ خطوط

خلیفۂ وقت سے زندہ تعلق کے لئے دعائیہ خطوط بہت اچھا ذریعہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے اس کی توفیق ملتی رہی اور مل رہی ہے اور اس طرح میرے پاس بیسیوں خطوط حضور کے اپنے دستخطوں کے موجود ہیں جن میں حضور نے مجھے اپنی دعاؤں سے نوازا ہے۔ اللہ کرے کہ حضور کی یہ دعائیں میرے حق میں قبول ہوں اور صراطِ مستقیم پر چلنا نصیب رہے اور میرا انجام بخیر ہو۔ حضور کی طرف سے آنے والے خطوط نہ صرف میرے لئے بلکہ میری اولاد کے لئے بہت بڑے قیمتی سرمایہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

ان خطوط میں سے ایک خط اس طرح ہے جس میں حضور نے لکھا:

لندن

11.07.2008

پیارے مکرم حیدر علی ظفر صاحب مبلغ سلسلہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا۔ اللہ وفا اور ایثار اور پیار میں بڑھائے اور بے لوث خدمت کی توفیق دے اور اپنے مقبول بندوں میں شمار کرے اور ہمیشہ فضلوں سے نوازتا رہے نیز آپ سب کا ہر آن حامی و ناصر اور نگہبان ہو۔ آمین

والسلام

خاکسار

(دستخط) مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

مورخہ 11 نومبر 2017ء کو خاکسار پر جرمنی میں فالج کا حملہ ہوا تھا جس سے صحت یابی کے بعد 2018ء میں فیملی کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ملاقات کے لئے لندن حاضر ہوا تو حضور انور نے

Reha میں قیام اور Physiotherapy کے متعلق گفتگو فرمائی۔ از راہِ شفقت کچھ ادویہ تجویز فرمائیں اور ہاتھ میں چھڑی رکھنے کے فوائد کا بھی ذکر فرمایا۔ ملاقات کے اختتام پر حضور انور کے ساتھ ایک فیملی گروپ فوٹو ہوا جس کے بعد الوداع ہوتے وقت حضور نے اپنے دفتر میں رکھی ہوئی اپنی ایک چھڑی مجھے عنایت فرمائی جو کہ گھر سے باہر نکلتے وقت میرے پاس ہوتی ہے۔ اس چھڑی پر کندہ کیا ہوا ہے

(AMEER-L-MU`MINEEN V)

خدا تعالیٰ کی ذات تو ہر وقت انسان کے ساتھ ہوتی ہے مگر اب میں حضور کی شفقت و محبت کو بھی ہر وقت اپنے پاس پاتا ہوں۔

نائب امیر مقرر ہونے کے بعد

1998ء میں جماعت احمدیہ جرمنی کا مبلغ انچارج مقرر کئے جانے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا جو بھی جرمنی کا دورہ ہوا اس میں حضور انورؒ کا بارڈر پر یا جہاں بھی حضور کا ارشاد ہوتا استقبال کرنے اور الوداع کہنے کے لئے محترم امیر صاحب جرمنی، مبلغ انچارج اور جنرل سیکرٹری صاحب پائلٹ کار میں سفر کرتے۔ یہی طریق خلافتِ خامسہ میں بھی جاری ہے۔

نائب امیر جرمنی بننے کے بعد حضور کے استقبال کرنے کے لئے ملکی بارڈر یا جہاں حضور ارشاد فرماتے، استقبال کے لئے میرا جانا نہیں بنتا تھا۔ اس لئے اس موقعہ پر مصافحہ نہ ہو سکنے پر محرومی کا احساس تھا اس لئے میں نے حضور انور کی خدمت میں درخواست کی کہ جب حضورِ انور جرمنی تشریف لائیں اور پھر مسجد بیت السبوح وُرود فرمائیں جہاں پر حضور انور کا شاندار استقبال ہوتا ہے وہاں پر لوکل امیر صاحب فرینکفرٹ حضور کو خوش آمدید کہتے ہیں اور مصافحہ کا شرف حاصل کرتے ہیں وہاں پر یہ عاجز بھی حضور کو خوش آمدید عرض کرے گا۔ چنانچہ اس کے بعد دو دوروں میں ایسا ہی ہوا۔ اور مجھے حضور نے مصافحہ کا شرف بخشا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

خلفاء مسیح موعودؑ کی شفقت و محبت کی چند جھلکیاں میں نے آپ کے سامنے پیش کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعا ہے کہ وہ اپنے فضل سے ہم سب کو خلافت کی کامل اطاعت کرتے ہوئے اس سے وابستہ رہنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

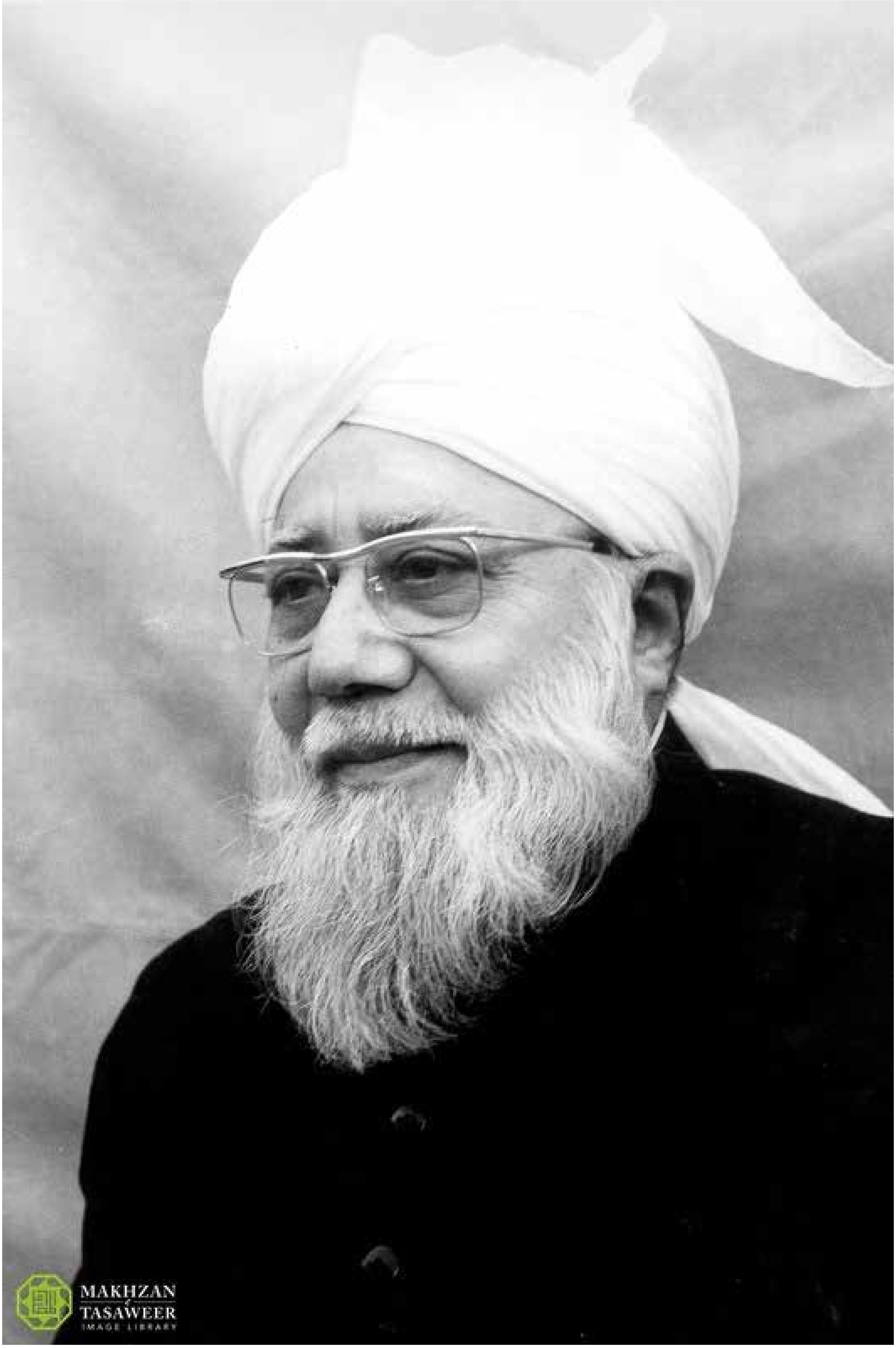

حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ

منور احمد خورشید مربی سلسلہ انگلستان

خلافت کی عنایات کی چند خوبصورت یادیں

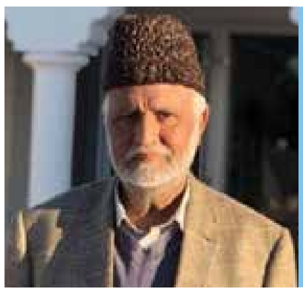

اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں یہ چیز ودیعت فرما رکھی ہے کہ وہ اپنی حیات گذشتہ کے نشیب وفراز میں تلخ وشیریں واقعات کو سوچ سوچ کر غمی اور مسرت کی کیفیت میں جا پہنچتا ہے۔

آج میں بھی خلافت کی عنایات، برکات اور شفقتوں میں سے چند ایک یادیں رقم کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ درحقیقت ایک احمدی تو ہر لحہ ہی خلافت کے روحانی، ظاہری اور باطنی چشمہ سے سیراب ہوتا رہتا ہے جس کے نتیجہ میں بہت سے ایمان افروز واقعات جنم لیتے رہتے ہیں۔ ان کا شمار ممکن نہیں ہے۔ انہی یادوں میں سے چند ایک واقعات قلمبند کر رہا ہوں۔ امید ہے یہ خوبصورت یادیں اور واقعات قارئین کرام کے لئے ازدیاد ایمان وایقان کا باعث ہونگے۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔

شجر اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے

ایک بہت ہی دلچسپ اور خوبصورت واقعہ پیش خدمت کرنا چاہتا ہوں۔ یہ واقعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مسند خلافت پر متمکن ہونے سے پہلے کا ہے۔ یہ واقعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اخلاق عالیہ اور سیرت طیبہ کا مظہر ہے۔ میں سینیگال سے پاکستان رخصت پر آیا ہوا تھا۔ سینیگال واپس جانے کے لئے دفتر وکالت تبشیر ربوہ نے میرے لئے فیصل آباد سے کراچی کا ٹکٹ خرید کر دیا۔ ان دنوں مبلغین کو کراچی سے بیرون پاکستان کا ائر ٹکٹ دیا جاتا تھا۔ اندرون ملک ٹرین پر سفر کی اجازت ہوا کرتی تھی۔ ربوہ سے وکالت تبشیر ربوہ کے زیر انتظام مرکزی گاڑی پر فیصل آباد پہنچا۔ میری سیٹ میری خواہش کے مطابق کھڑکی کی جانب اکیلی سیٹ بُک کرادی گئی تھی۔ ٹرین کی آمد پر میں اپنی ریزروسیٹ پر جاکر بیٹھ گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں ڈبے کے باقی مسافر بھی اپنی اپنی سیٹوں پر براجمان ہوگئے۔ اس دوران میں نے دیکھا کہ میری سیٹ کے قریب ہی ایک جانب خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کچھ احباب تشریف فرما ہیں جن میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب، مکرم میر قمر سلمان صاحب اور ان کے ساتھ ربوہ کے ایک اور احمدی دوست تھے۔ ان کے علاوہ ایک غیر شناسا آدمی بھی بیٹھا ہوا تھا۔ مجھے یہ تو معلوم تھا کہ یہ معزز ہستیاں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہیں۔ چونکہ میں ایک لمبے عرصہ سے بیرون ملک تھا اس لئے ان میں سے کسی کے ساتھ ذاتی واقفیت نہیں تھی۔ ابھی گاڑی سٹیشن پر ہی تھی کہ میں اپنے خیالات میں مگن گاڑی کی کھڑکی میں سے باہر کی جانب شہر کا نظارہ کر رہا تھا۔ اتنے میں کسی نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر مجھے اپنی طرف متوجہ کیا۔ میں نے جب مُڑ کر دیکھا تو یہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تھے۔ یہ میری زندگی میں پہلا موقعہ تھا کہ مجھے آپ سے ہمکلام ہونے کی سعادت ملی۔ علیک سلیک کے بعد فرمانے لگے کہ آپ ہمارے ساتھ والی سیٹ پر آجائیں۔ میں نے کہا کہ وہاں تو ایک آدمی بیٹھا ہوا ہے۔ فرمایا کہ ہم نے اس آدمی سے آپ کے ساتھ جگہ بدلنے کے لئے درخواست کی ہے جو اس نے قبول کر لی ہے۔ میرے لئے عجیب کشمکش کا عالم تھا۔ بہر حال آپ کی محبت اور اصرار پر میں ان کے بیچ پر آگیا۔ دوسرا آدمی میری جگہ پر منتقل ہوگیا۔ یہ رات کا سفر تھا۔ رستہ میں بڑے دوستانہ ماحول میں باتیں ہوتی رہیں۔ جیسے ہم عرصہ دراز سے دوست ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیدا کردہ احمدیت کا رشتہ سب رشتوں سے ارفع واعلیٰ ہے۔ ان سب بزرگوں نے مجھے مبلغ سلسلہ ہونے کے ناطے احترام دیا اور دوران سفر میری ضروریات کا خیال رکھا۔ سب بزرگ اپنا اپنا کھانا ساتھ لائے ہوئے تھے۔ سب نے اپنے ٹِفن کھولے اور مجھے بھی باصرار اس دعوت میں شرکت کی دعوت دی۔ آج بھی جب اس واقعہ پر غور کرتا تو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اخلاق عالیہ کا یہ حسین پہلو نگاہوں کے سامنے آجاتا ہے۔

نہیں محتاج زیور کا جسے خوبی خدا نے دی

میرے ایک عزیز دوست مکرم حمید ظفر صاحب گھانا میں مربی سلسلہ خدمت کی توفیق پارہے تھے۔ انہی ایام میں حضرت امیرالمؤمنین ایدہ اللہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بھی گھانا میں جماعتی خدمات پر مامور تھے۔ ایک دن مکرم حمید احمد ظفر صاحب کے ساتھ گھانا کے بارے میں باتیں ہو رہی تھیں۔ اسی دوران مکرم حمید احمد ظفر صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اخلاق حسنہ اور عاجزی وانکساری اور ہمدردی کے بارے میں ایسے کلمات کے ساتھ خراج تحسین پیش کیا جو کسی عام آدمی کے بارے میں بہت ہی کم بیان کیا جاسکتا ہے۔

مؤمن کی جان نماز میں ہوتی ہے

میرے ایک دوست نے ایک دفعہ بتایا کہ خلافت سے قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خدام الاحمدیہ کے دفتر میں کوئی خدمت بجا لایا کرتے تھے۔ ایک روز سب خدام دفاتر میں اپنے اپنے کاموں میں بہت مصروف تھے۔ نماز کا وقت ہوگیا۔ حضور اٹھ کر کھڑے ہوگئے۔ باقی احباب اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے۔ حضور کافی دیر کھڑے رہے۔ اس دوران ایک نوجوان نے کہا کہ آؤ! نماز پہلے نماز ادا کرلیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ میاں صاحب اس وقت تک گھر نہیں جائیں گے جب تک نماز ادا نہیں کرلیتے۔

آقا کی غلاموں کی دلجوئی

جامعہ احمدیہ انگلستان میں سالانہ کھیلوں کا آخری دن تھا۔ ہماری خوش نصیبی تھی کہ اس پروگرام میں ہمارے پیارے آقا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بنفس نفیس شریک تھے۔ اس روز اساتذہ جامعہ اور دیگر کارکنان جامعہ کے مابین رسہ کشی کا ایک میچ رکھا گیا تھا۔ سب اساتذہ کو اس میچ میں شامل ہونے کی ہدایت تھی۔

مجھے دل کا عارضہ ہے جس کی وجہ سے اس روز اتفاق سے میری طبیعت قدرے بوجھل سی ہو رہی تھی۔ لیکن تعمیل ارشاد میں انکار بھی نہ کرسکتا تھا۔ لیکن دل میں خواہش تھی کہ ناسازئ طبع کے پیش نظر میں اس رسہ کشی کے مقابلہ میں حصہ نہ لوں۔ اب میچ کے آغاز کا وقت آگیا۔ دونوں ٹیمیں آمنے سامنے آگئیں۔ اس دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز میری طرف لپکے اور مجھے ارشاد فرمایا کہ خورشید صاحب! آپ باہر آجائیں۔ میں تو پہلے ہی اس انتظار میں تھا۔ فوری طور پر رسہ چھوڑ کر باہر آگیا۔ خیر مقابلہ ہوا جس میں کارکنان جامعہ کی ٹیم فاتح قرار پائی۔ اس کے بعد پھر مجھے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسکراتے ہوئے فرمایا۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اگر آپ ٹیم میں شامل ہوتے تو آپ جیت جاتے۔

اور میں بے ہوش ہوگیا

کئی سال قبل کی بات ہے۔ ایک شب میں اپنے کمرہ میں سویا ہوا تھا۔ اچانک طبیعت خراب ہوگئی۔ میرے ادویات نچلے کمرہ میں تھیں۔ میں اٹھا اور نچلے کمرہ میں چلا گیا۔ اس دوران غالباً بلڈ پریشر کے کم ہونے کے باعث میں بے ہوش ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا۔ تھوڑی دیر کے بعد میرے اوسان بحال ہوگئے۔ اگلے روز میں نے اپنی بیماری سے صحت یابی کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں دعائیہ خط تحریر کیا۔

اس واقعہ کے کافی عرصہ بعد میں حضور انور کی خدمت میں فیملی ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ جیسے ہی ہم لوگ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے آفس میں داخل ہوئے تو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ

العزیز نے اپنی سدا بہار مسکراہٹ کے ساتھ استقبال فرمایا۔ پھر ساتھ ہی فرمایا کہ رات کو طبیعت خراب ہوجاتی ہے۔ دوائی کے لئے نیچے آتے ہیں اور پھر بے ہوش ہوجاتے ہیں۔ دوائی رات کو اپنے قریب کیوں نہیں رکھ لیتے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی یہ باتیں سن کر میں حیران وپریشان ہوگیا کہ کس طرح ممکن ہے کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نہ صرف میری درخواست دعا والی تحریر کو ازخود پڑھا ہے بلکہ اس کے مضمون کو اب تک مِن وعَن اپنے دل ودماغ میں مستحضر رکھا ہوا ہے۔ سبحان اللہ

روحانی بادشاہ کی غلاموں سے محبت

ایک دن میرا بیٹا عزیزم محمد احمد خورشید مربی سلسلہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ عزیز نے شیروانی پہن رکھی تھی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ شیروانی کہاں سے لی ہے؟ اس نے بتایا کہ یہ میرے والد صاحب کی ہے۔ چند ماہ کے بعد میری بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات تھی۔ میں نے بھی شیروانی پہن رکھی تھی۔ فرمایا کہ پچھلے دنوں محمد احمد نے بھی آپ کی شیروانی پہن رکھی تھی۔ میں نے عرض کی کہ حضور! یہ سب شیروانیاں آپ کی طرف سے مختلف عیدوں پر تحفہ ملی ہیں۔ فرمایا کہ یہ شیروانیاں میری نہیں ہوتیں۔ مجھے ملتی ہیں اور میں آپ لوگوں کو دے دیتا ہوں۔ پھر فرمایا کہ میں آپ کو اپنی شیروانی دوں گا۔

تھوڑی دیر باتیں ہوئیں۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز یکدم اپنی کرسی سے اٹھے اور تشریف لے گئے۔ میرے ساتھ میری اہلیہ بھی تھیں۔ کافی دیر ہوگئی آپ واپس تشریف نہیں لائے۔ ہم پریشان ہوگئے کہ کیا ہوگا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کہاں تشریف لے گئے ہیں۔ کیا ہم چلے جائیں یا بیٹھے رہیں۔ عجیب گومگو کی کیفیت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واپس تشریف لے آئے۔ آپ کے دست مبارک میں ایک شیروانی تھی۔ فرمایا کہ مولوی صاحب! اسے پہنیں۔ میں نے عرض کی کہ جی حضور۔ فرمایا کہ ابھی پہنیں۔ اب میں نے پہلے بھی شیروانی پہن رکھی تھی۔ اس کے بٹن کھولنا ایک کارِدارد تھا۔ اب تصور کریں۔ میرے سامنے بادشاہ کھڑے ہیں۔ ان کے دستِ مبارک میں شیروانی ہے۔ میں نے عرض کی کہ حضور! آپ تشریف رکھیں۔ میں پہن لیتا ہوں لیکن میرے آقا حضور بدستور کھڑے رہے جس کی وجہ سے میرے لئے اپنی شیروانی کے بٹن کھولنا دوبھر ہوگئے۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آرام سے بٹن کھولیں۔ خیر! میں نے بٹن کھولے، شیروانی اتاری۔ پھر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے دوسری شیروانی لے کر پہن لی۔ فرمایا کہ یہ شیروانی میری اپنی ہے۔ سبحان اللہ! اپنے غلاموں سے کیسی ذرہ نوازی ہے۔ ایسی محبتوں کو کوئی کیسے بھول سکتا ہے۔

کیا حضور ہمارے خط پڑھتے ہیں؟

میرے بزرگوار چچا مکرم منظور احمد شاد صاحب بتایا کرتے تھے کہ خلافت ثالثہ کے دور کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک بیٹی سے نوازا۔ میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں نومولودہ کے لئے دعا اور نام تجویز کرنے کی درخواست کی۔ حضورؒ نے عزیزہ کا نام طاہرہ نصرت تجویز فرمادیا۔ کراچی میں ہمارے ایک دوست مکرم فیضان رسول صاحب رہتے تھے۔ ان سے ملاقات ہوئی۔ میں نے عزیزہ کی پیدائش اور نام کے بارے میں انہیں بتایا۔ کہنے لگے کہ یہ تو ممکن ہے کہ حضور نے دعا فرمائی ہو۔ لیکن حضور کے لئے یہ کیسے ممکن ہے کہ اس قدر مصروف زندگی میں آپ کے پاس اتنا وقت کہاں ہے کہ آپ ہر خط کو پڑھ کر اس کا جواب دے سکیں۔ اتفاق سے چند روز بعد مجھے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کے دفتر میں جانے کا اتفاق ہوا۔ میں مکرم ظہور احمد باجوہ صاحب جو ان دنوں بطور پرائیویٹ سیکرٹری خدمت کی توفیق پارہے تھے، کی خدمت میں بچی والے خط کو دیکھنے کی درخواست کی۔ انہوں نے ازراہ شفقت وہ خط مجھے دکھا دیا جس پر حضور انورؒ نے اپنے دست مبارک سے لکھا تھا مبارک ہو۔ طاہرہ نصرت۔ بعد میں میں نے جب مکرم فیضان صاحب کو یہ سارا واقعہ سنایا تو وہ بہت زیادہ حیران وششدر رہ گئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی شفقت اور نگاہ کرم

سال 2016ء کی بات ہے۔ عید سعید کا دن تھا۔ ان دنوں میری رہائش مچم میں تھی۔ میں اپنی اہلیہ کے ساتھ اپنی گاڑی میں نماز عید کے لئے مسجد بیت الفتوح کے لئے روانہ ہوا۔ ہم نے گاڑی مسجد کے سامنے مارٹن پارک میں حسب انتظام پارک کرنی تھی۔ جب میں پارک کے عقبی گیٹ کی طرف جارہا تھا تو اچانک میں نے دیکھا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کار مخالف سمت سے آرہی ہے۔ کچھ ہی دیر بعد آپ کی کار میری گاڑی کے مخالف سمت سے گزر کر آگے نکل گئی۔ اس طرح اچانک زیارت سے عید کی خوشی دوبالا ہوئی۔

عید کے کافی دنوں کے بعد میرے بیٹے عزیزم محمد احمد خورشید کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ملاقات تھی۔ دوران ملاقات آپ نے میرے بیٹے سے فرمایا آپ کے ابو کے ڈیالیسز ہوتے ہیں؟ بیٹے نے اثبات میں جواب دیا۔ اس پر فرمایا کہ عید کے روز تو وہ ڈرائیو کررہے تھے۔ یہ بات بظاہر بہت معمولی ہے۔ مگر اس میں سوچنے والے کے لئے بڑا ہی گہرا سبق ہے کہ کس طرح ہمارے پیارے آقا ہم خادموں کی ادنیٰ ادنیٰ باتوں کا بھی خیال رکھتے ہیں۔ نہ صرف حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس غلام کو پہچان لیا بلکہ آپ کو میری بیماری کا بھی علم تھا۔ پھر بیماری کی حالت میں میرے اس طرح ڈرائیو کرنے پر فکرمندی کا اظہار فرمایا۔

دلجوئی اور چہرہ شناسائی

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی یادداشت اور چہرہ شناسائی کی صفت ناقابل یقین حد تک غیرمعمولی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بلا کا حافظہ عنایت فرمارکھا ہے۔ انگلستان میں میرے کافی عزیز رہتے ہیں۔ ان میں سے جب بھی کوئی عزیز یا عزیزہ ملاقات کے لئے حاضر ہوتے ہیں تو ہمیشہ ہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز انہیں دیکھ کر فرماتے ہیں کہ آپ خورشید صاحب کے کیا لگتے ہیں؟ ان عزیزان میں میرے بہن بھائیوں، میرے بچوں کے علاوہ میرے نواسے، بھانجیاں بھانجے، بھتیجے اور کزن بھی شامل ہیں۔ مجھے پیارے آقا کے اس حوالہ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے کمال کے حافظہ اور یادداشت پر حیرانگی کے علاوہ اس بات پر بہت زیادہ روحانی مسرت ہوتی ہے کہ کس طرح ایک آقا اپنے غلام کو یاد فرمالیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے امام ہمام کو ہمیشہ ہی اپنی حفظ وامان میں رکھے اور ہمیں بھی خلافت کے مقدس دامن سے ہمیشہ ہی وابستہ اور پیوستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ نے دریا کو کوزہ میں بند فرمادیا ہے

سال 2019ء میں مجھے مرکزی ارشاد پر سپین جاکر کچھ عرصہ خدمت دین کی توفیق ملی۔ الحمدللہ اس مشن کے سلسلہ میں چند ایک بار پیارے آقا سے سپین کے حوالہ سے ملاقات کی سعادت ملی جس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سپین ملک اور جماعت کے حوالہ سے کچھ اس رنگ میں تجزیہ فرمایا کہ میں تو ورطۂ حیرت میں ڈوب گیا۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ کو سپین کے جماعتی معاملات، مشکلات، ماحول، یہاں تک کہ احباب جماعت کے انفرادی مسائل سے بھی بخوبی آگاہی ہے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ اللہ کے فضل سے آپ دنیا بھر سے دوسو سے زائد ممالک میں احمدیت کی تبلیغ، تعلیم وتربیت کے علاوہ ہر شعبۂ حیات میں جو خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ کیا یہ سب کچھ کسی بھی عام انسان کے ممکن ہے؟ یہ سب کچھ خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ قوتوں کا ہی ثمر ہے۔ یہ سب کچھ اپنی ذات میں ایک معجزہ ہے۔ یہ اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔

امۃ الباری ناصر۔ امریکہ

حضرت خلیفۃ المسیح کی آغوش میں جلسہ سالانہ یوکے کی چند حسین یادیں

پیارے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ الودود کی احباب جماعت سے محبت۔ دعا کی قبولیت اور محیر العقول یادداشت کا ایک دلچسپ واقعہ

جلسہ سالانہ یوکے 2007ء منعقدہ حدیقۃ المہدی غیر معمولی بارشوں کی وجہ سے ایک تاریخی حیثیت اختیار کر گیا۔ ہم بھی ان خوش نصیبوں میں شامل تھے جو اس یادگار جلسے میں شامل ہوئے۔ اس جلسے پر ایک ایسا واقعہ ہوا جس کا سرور زندگی بھر تازہ رہے گا۔ ہم حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کی اپنے احباب سے یک جہتی اور قبولیتِ دعا کے ایک واقعہ کے گواہ بنے۔ خلیفہء وقت سے جڑے ایسے حسین واقعات ازدیاد ایمان کا ذریعہ ہوتے ہیں اظہار تشکر کے ساتھ کچھ روداد پیش کرتی ہوں۔ جسے آخر تک پڑھئے آپ کو پیارے حضور کی سحر انگیز یادداشت کا ایک واقعہ ملے گا۔

جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کا شوق ہم احمدیوں کی فطرت میں شامل ہوگیا ہے۔ جلسہ کا موسم آتا ہے تو احمدی حضرات غول در غول موسمی پرندوں کی طرح اُڑان بھرتے ہیں۔ قوت پرواز رکھنے والے ہوں یا پرشکستہ پیچھے رہنے والے، سب کا دھیان جلسے میں لگا رہتا ہے۔ ایم ٹی اے کے توسط سے جلسہ دیکھنے کا انتظام ہونے کی وجہ سے بہت سے شائقین کی حسرتیں پوری ہو جاتی ہیں۔ حدیقۃ المہدی میں پہلا جلسہ جو 2006ء میں ہوا تھا تو ایم ٹی اے پر دیکھا تھا۔ بے حد دلفریب نظارے تھے وسیع حسین سبزہ زار قدرت کا شاہکار نظر آتا تھا۔ اپنی چیزوں سے یوں بھی جذباتی وابستگی ہوتی ہے۔ سارا سال انتظار کے بعد 2007ء کے جلسے میں شمولیت کے لئے ناصر صاحب اور خاکسار جلسہ سے دو ہفتے پہلے ہی لندن پہنچ گئے۔ ہماری بیٹی امۃ الصبور عمر خان کا گھر مسجد بیت الفتوح کے قریب ہے اس لیے لندن پہنچتے ہی نمازوں میں حاضر ہونے اور جلسہ سالانہ کے انتظامات کی گہما گہمی قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا۔ گہما گہمی میں بتدریج اضافہ جذبات میں تموّج پیدا کرنے لگی۔ مسجد کے وسیع ہالوں میں مہمانوں کے بستر لگے دیکھ کر پھر ڈائننگ ہال اور ٹوائلٹس کا جدید انتظام دیکھ کر ربوہ کا جلسہ بہت یاد آیا۔ وہاں کی قیام گاہوں کا منظر اور یہاں جدید طریق دیکھ کر دل سے ان بزرگوں کے لیے دعائیں نکلیں جن کے تجربات اور دعاؤں نے خوب سے خوب تر اور ترقی کی راہیں کھولیں۔ ایسی روایات قائم اور مستحکم ہوئیں جن سے دنیا بھر کے مختلف حصوں سے آئے ہوئے مہمانوں کو عمدگی، وقار اور عزت سے ٹھہرانے کا انتظام ممکن ہوا۔ ہم نے گھر میں مہمانوں کے لئے کچھ زائد کھانے بنالیے۔ جلسے کے دنوں میں آنے جانے کے وقت کا ایک ایک گھنٹہ رکھ لیں تو گھر آکر کام کا وقت نہیں ہوتا اس لیے ہر طرح تیاری کر لی۔ وفور شوق کا اصرار تھا کہ وقت جلدی گزر جائے اور جلسہ شروع ہو۔ سکھیوں سہیلیوں سے معلوم ہو رہا تھا کہ بہت سی شخصیتیں جنہیں دیکھنے ملنے کی تمنا تھی جلسے پر آرہی ہیں۔ جلسے پر سب سے ملاقات کا تصور ہی خوش کر رہا تھا۔ ایک دن بیت الفتوح میں اعلان ہو رہا تھا کہ حدیقۃ المہدی کے لیے خصوصی بسوں کا انتظام کیا جارہا ہے ہم نے اس اعلان کو سرسری سا سُنا کیونکہ ہمیں ہر سال جلسے پر عُمر لے جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو جزائے کثیر سے نوازے۔ اس دفعہ بھی یہی اطِمنان تھا مگر اچانک اس نے یہ بتایا کہ اسے جلسے کے پہلے دن کے لیے چھٹی نہیں ملی ہے۔ تو کیا ہم جمعہ کو جلسہ پر نہ جا سکیں گے؟ یہ تصور ہی دردناک تھا۔ اور کسی صورت قابل قبول نہ تھا۔ اپنے پاس ایک ہی حربہ ہے خوب دعا کی کہ عمر کو چھٹی مل جائے

ناصر صاحب نے سمجھایا کہ ایم ٹی اے پر دیکھ لیں گے مگر دل نہ مانا۔ اسی سوچ بچار میں بیت الفتوح والا اعلان یاد آیا۔ اپنے بھتیجے رشید احمد سے مشورہ کیا۔ اس نے کہا کہ اس انتظام کے تحت جانا آپ کے لیے مشکل ہوگا خود اس کی وین میں دو افراد کی جگہ بن سکتی تھی۔ صبور اور خاکسار اس کے ساتھ جاسکتے تھے۔ مگر یہ پروگرام کچھ مناسب نہ لگا کہ عمر ڈیوٹی پر، ناصر صاحب اور بچے گھر پر اور ہم جلسے میں۔ ابھی سوچ ہی رہے تھے کہ کریں تو کیا کریں اتنے میں اللہ کے کرم سے عمر کو اپنے باس کا ٹیکسٹ ملا آپ چھٹی کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے ہوئے نئے حوصلے سے صبح صبح جلسے کے لیے جانے کی تیاری ہونے لگی۔ جلسہ گاہ میں بارش کا سن رہے تھے اس لیے اپنے جوڑوں کے ہم رنگ سینڈ لیس الماری میں رکھ کر سردیوں کے شوز نکال لیے۔ گھر سے حدیقۃ المہدی تک کا سفر اپنے نواسوں ثمر، نصر کو جلسہ سالانہ کی اہمیت، ثمرات، برکات اور روایات کے بارے میں بتاتی رہی۔ جلسہ گاہ قریب آئی تو سڑک پر راہ نمائی کے لیے لگے ہوئے بورڈز اور ڈیوٹی پر کھڑے خدام کو دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ ان کے لیے دعائیں کرتے ہوئے آگے بڑھے تو ایک خادم نے گاڑی کا رخ پارکنگ ایریا کی طرف موڑنے کا اشارہ کیا۔ یہ ایک وسیع وعریض پارکنگ لاٹ تھی جو جلسہ کے مہمانوں کی گاڑیوں کے لیے کرایہ پر لی گئی تھی۔ گاڑی کھڑی کی تو ایک خادم نے ہدایت دی کہ آپ قطاروں میں کھڑے ہوجائیں جلسہ گاہ پندرہ میل کی مسافت پر ہے شٹل سروس آپ کو جلسہ گاہ لے جائے گی اور واپسی پر پھر اس پارکنگ ایریا میں لے آئے گی۔ ہم قطار میں کھڑے ہو گئے ہم سے آگے بھی لمبی قطار تھی اور پیچھے تو دور تک بنتی چلی گئی۔ کافی وقت گزرنے پر ایک انگریز پولیس والے نے ہمیں سمجھایا کہ کچھ مسائل ہو گئے ہیں آپ صبر سے کام لیں۔ بہت جلد بسوں کا انتظام ہو جائے گا۔ ناکافی بسوں اور جوق در جوق آنے والے ریلے کو دیکھ کر اسے تشویش ہوئی ہوگی کہ کوئی بدمزگی نہ ہو۔ اسے اندازہ نہیں تھا کہ ہم صبر اور نظم وضبط کے تربیت یافتہ ہیں اطاعت کرنا جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں تکلیفوں کو خاطر میں نہیں لاتے۔ تاہم اس کے صبر کی تلقین سے یہ اندازہ ہوگیا کہ صبر کی غیر معمولی مقدار درکار ہوگی۔ خدا خدا کر کے ایک بس آئی ڈیوٹی والے خادم یہ اعلان کرتے رہ گئے کہ پہلے ضعیف لوگ اور بچوں والی خواتین بیٹھ جائیں مگر اس پر عمل نہ ہوسکا۔ بس کے اندر ایک سیٹ پر ایک خاتون کو بیٹھنے کی اجازت تھی اور کوئی کھڑی نہ ہوسکتی تھی۔ اس پابندی پر کراچی کی بسیں یاد آئیں جن کی سیٹوں پر سواریوں کی گودوں میں بھی سواریاں بیٹھ سکتی ہیں اور جتنے چاہیں کھڑے ہو جائیں، یہی نہیں، چھت پر اور دروازوں سے لٹک کر بھی سفر کر سکتے ہیں آزاد ملک ہے آزادی سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ بس چلی تو ہم نے پیچھے لگی لمبی قطاروں پر فاتحانہ نظر ڈالی۔ اب ہماری منزل حدیقۃ المہدی تھا ہماری بس پُرپیچ الف لیلوی گلیوں کے کچے پکے راستوں پر بڑی شان دلربائی سے رینگنے لگی۔

بس میں موجود خادم جو ٹریفک کے کوئی ذمہ دار عہدے دار تھے بیک وقت رواں انگلش اور ٹھیٹھ پنجابی میں احکامات صادر کر رہے تھے۔ بہت وقت لگا پھر بس نے ہمیں ایک وسیع کیچڑ زار میں یہ کہہ کر اُتار دیا

''یہاں صبر کے امتحاں اور بھی ہیں''

ہم حدیقۃ المہدی پہنچ گئے تھے۔ سرسبز درخت، ابر آلود آسمان اور بڑی بڑی مارکیز نظر آرہی تھیں۔ مگر مارکیز تک پہنچیں کیسے؟ ہر طرف کیچڑ ہی کیچڑ تھا۔ رجسٹریشن کاؤنٹرز پر خواتین مستعدی سے کام میں مصروف تھیں۔ کارکنات نے لمبے لمبے بوٹ پہن رکھے تھے وہیں یہ علم ہوا کہ ان کو ولنگٹن کہتے ہیں (وجہ تسمیہ پر غور نہیں کیا) باقی خواتین اپنے معمول کے جوتوں میں چھپ چھپ کیچڑ میں چلتے ہوئے سب کام کر رہی تھیں۔ کیچڑ سے بچانے اور راستہ بنانے کے لیے پلاسٹک اور ربڑ کے میٹس سے جو پگڈنڈیاں بنائی گئی تھیں وہ بھی کیچڑ میں ڈوب گئی تھیں۔ کئی جگہ توازن قائم رکھنا مشکل ہوگیا تو صبور کا ہاتھ پکڑا۔ اس کا بھی میرے والا ہی حال تھا ہاتھ زور سے پکڑ لیا

''اے مری ہم رقص مجھ کو تھام لے''

کئی جگہ چپلیں اور سینڈلیں کیچڑ میں لاوارث پڑی نظر آئیں یقیناً ان کو ساتھ لے کر چلنا اتنا مشکل ہوگیا ہوگا کہ تعلق توڑنا بہتر لگا ہوگا۔ ایک خاتون اپنی بیٹی سے کہہ رہی تھی یہ اپنا تھیلا سنبھالو میں گر گئی تو کہوگی میری شال گندی کر دی ہے

''تھیلے کو مرے ہاتھ سے لینا کہ چلی میں''

اور اس کے ساتھ ہی وہ پھسل گئیں مگر بیٹی کی شال بچ گئی۔

اس دن ایک اور نئی چیز کا تعارف ہوا وہ رکشے نما ایک گاڑی تھی جسے بگھی کہا جارہا تھا اسے لڑکیاں چلا رہی تھیں اور جہاں کوئی عمر رسیدہ یا مشکل سے چلتی ہوئی خاتون نظر آتیں وہ اسے بگھی میں بٹھا لیتیں۔ اور منزل پر پہنچا دیتیں۔ عام حالات میں تو کوئی خاتون کم ہی یہ تسلیم کرتی ہے کہ عمر زیادہ ہوگئی مگر اس دن تو یہ حال تھا کہ کم عمر بھی یہ سوچ رہی تھیں کہ کاش ہم اس میں بیٹھ سکتے۔ زیادہ مشکل میں پُش چیئر والی مائیں تھیں بچوں کے ساتھ ان کے بیگ اور پرس وغیرہ سنبھال کر چلنا مشکل ہو رہا تھا۔ جوں توں جلسہ کی مارکی تک پہنچے یہاں یہ اچھا انتظام تھا کہ جوتوں کے لیے پولیتھین کے بیگ تھمادیے گئے۔ جلسہ گاہ پر نظر پڑتے ہی دل خوش ہوگیا اسی منظر کے لیے تو آنکھیں ترستی تھیں شناسا مسکراتے چہرے، کھلی باہیں، السلام علیکم کے تحفے سب کچھ موجود تھا۔ فوراً ہی اذان ہوگئی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی روح پرور امامت میں نماز جمعہ ادا کی اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا۔ وقفہ ہوا تو زوروں کی بھوک لگ چکی تھی۔ کھانے کی مارکی کچھ فاصلے پر تھی اور حال وہی تھا۔

؎ اک اور دریا کا سامنا تھا منیر مجھ کو
میں ایک دریا کے پار اترا تو میں نے دیکھا

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے لنگر خانہ کی دال روٹی کی خوشبو آرہی تھی۔ یہ کھانا ساری عمر بڑے شوق سے کھایا ہے مگر کیچڑ میں کھڑے ہو کر پہلی دفعہ کھایا آنے جانے والی خواتین کے جوتوں سے اُڑنے والا کیچڑ کپڑوں کے نقش ونگار میں اضافہ کر رہا تھا۔ اس کے بعد ہاتھ دھونے گئے تو دیکھا کہ واش بیسن مٹی سے بھرے ہوئے تھے۔ لگتا تھا کہ خواتین نے ان میں جوتے دھوئے ہیں۔ ہم نے لاہور اور فیصل آباد میں بارش کے بعد کے مناظر دیکھے ہوئے ہیں اس لیے یہ غنیمت لگا کہ یہ کیچڑ کالا اور بدبودار نہ تھا بلکہ اپنے حدیقہ کی مٹی تھی۔ ہم خوش نصیب تھے کہ اس مٹی میں لت پت تھے۔

جلسہ کی کاروائی کے بعد یہ طے تھا کہ ہم بس سٹینڈ پر آجائیں ناصر صاحب، عمر اور بچے بھی وہیں ملیں گے۔ چلتے چلتے ایک نظر سٹالز پر ڈالی سامان تو چمک رہا تھا مگر اس کو خریدنے والے یہاں پہنچ نہ سکتے تھے۔ پتہ نہیں خاطر خواہ خرید وفروخت بھی ہوئی ہوگی یا نہیں۔ راستے میں گرتے پڑتے بہت سی خواتین سے ملاقات ہوئی بس سٹاپ پر بھی ایک جم غفیر تھا۔ بسیں بھی کافی تھیں انتظامیہ مصروف عمل تھی یہاں بھی خواتین کو پہلے سوار کرنے کا انتظام

تھا۔ جلدی ہی ایک بس میں صبور کا ہاتھ پکڑے سوار ہونے میں کامیاب ہو گئی۔ خیال تھا کہ ہم پارکنگ لاٹ میں پہلے پہنچ کر اپنی گاڑی تلاش کریں گے اتنے میں مرد حضرات بھی آجائیں گے مگر بعد کے واقعات ان توقعات سے بہت مختلف تھے۔ ایک غلطی جس کا خمیازہ بھگتنا پڑا یہ ہوئی کہ گاڑی کی چابی لینے کا خیال نہ آیا۔ اگر ہمارے پاس چابی ہوتی تو ہم گاڑی کھول کر بیٹھ جاتے مگر اب تو غلطی ہو چکی تھی۔ اب سنئے پارکنگ لاٹ میں کیا گزری۔ گاڑی کے پاس کھڑے کھڑے بارش شروع ہوگئی بھیگنے لگے تو درختوں کے نیچے کھڑے ہو گئے۔ آہستہ آہستہ بارش تیز ہوگئی۔ بچپن میں بارش میں نہانے کا بڑا مزا آتا تھا مگر پکی عمر میں پھر لندن کی ہلکی ہلکی خنکی میں بارش میں بھیگنے کا تجربہ بالکل اچھا نہیں تھا۔ نظریں اس طرف لگی ہوئی تھیں جہاں بسوں کو رُک کر سواریوں کو اتارا جاتا تھا۔ کئی گھنٹے گزر گئے۔ کھڑے کھڑے بھیگتے بھیگتے تھک گئے۔ شام کا ملگجی اندھیرا گہرا ہونے لگا۔ رات نے اپنی زلفیں کھول دیں۔ بھیگے موسم میں پیا کا انتظار، انتظار، انتظار یہ سب باتیں شاعری میں اچھی لگتی ہیں مگر ہوتی بہت دشوار ہیں۔ رابطہ کرنے کے لیے فون کرتے تو جواب میں ٹیپ چلتی کہ لائینیں مصروف ہیں۔ ساری پارکنگ لاٹ میں کبھی کبھار کوئی نظر آتا۔ وہاں روشنی کا کوئی انتظام نہ تھا اور وہ جو ایک مشغلہ تھا کہ بس کھڑی ہو تو اپنا جیون ساتھی تلاش کریں وہ بھی ہاتھ سے گیا۔ ناصر صاحب کے لیے اس قدر بے چینی سے انتظار کرنے کا اتفاق کم ہی ہوا تھا وہ بھی دیکھ لیتے تو خوش ہوتے۔ ہمیں یہ بھی خبر نہ تھی کہ دیر ہونے کی وجہ کیا ہے، خیر تو ہے؟ وہاں کوئی مسئلہ تو نہیں ہوا۔ بارش نے برقع اور لباس کی حدوں کو پھلانگ لیا تو ہلکی سی کپکپی مسلسل ساتھ لگ گئی۔ چاند تارے بادلوں کی اوٹ میں بے بس تھے۔ ایک اچھی بات یہ ہوئی کہ ٹیکسٹ میسج ملنے لگے۔ پتہ چلا کہ ادھر بھی وہی حال ہے۔ بسوں کی کمی کی وجہ سے باری باری سوار کروا رہے ہیں۔ میں نے اپنے بھتیجے رشید کو پوچھا کہ آپ کہاں ہیں اس نے بتایا کہ گرم کمرے میں ایم ٹی اے لگا کر سارا منظر دیکھ رہے ہیں اور کھانا کھا رہے ہیں اور یہ کہ وہ جلسہ گاہ پہنچ ہی نہیں سکے تھے۔ پارکنگ لاٹ تک پہنچنے میں اتنا وقت لگ گیا تھا کہ وہ وہاں سے واپسی پر گاڑی نکالنے کا حشر سوچ کر واپس چلا گیا تھا۔ میں نے اس بات کا شکر کیا کہ اس کا مشورہ مان کر بیت الفتوح والی بسوں میں نہیں آئی اور اس پر بھی کہ اس کے ساتھ نہیں آئی پھر اتنا جلسہ بھی نہ دیکھ سکتے تھے۔ اس کے کھانا کھانے کے ذکر سے اپنی بھوک چمک اُٹھی مگر اس وقت ماہ رمضان کی مشق یاد آگئی۔ ہم نے دیکھا کہ اندھیرے میں کچھ بچے ہر گاڑی کے قریب جا کر اپنے امی ابو کو تلاش کر رہے تھے اسی طرح ایک ماں زور زور سے اپنے بچوں کو آوازیں دے رہی تھی۔ اتنے میں دیکھا تو دو اجنبی مرد ہماری طرف چلتے ہوئے آرہے تھے ہم کراچی والوں کو بڑا ڈر لگا مگر وہ بچارے ہماری خیریت پوچھنے آئے تھے۔ اُن کا بھی ہمارے والا حال تھا پہلے آگئے تھے اور اب اپنی خواتین کے انتظار میں کھڑے تھے۔ جب اچھا خاصا بھیگ گئے تو خیال آیا کہ ہم نے صرف ایک غلطی نہیں کی کہ چابی نہیں لائے چھتریاں بھی گاڑی میں تھیں۔

صبور اشاروں کی زبان سے بات سمجھاتی ہے بار بار اپنے بچوں کو ٹھنڈ لگ جانے کا فکر کر رہی تھی کیونکہ ان کی جیکٹیں بھی گاڑی میں تھیں۔ یہ سب فکر کیا کم تھے کہ جنگل سے عجیب عجیب آوازیں آنے لگیں ہمیں وہاں کھڑے پانچ گھنٹے ہو گئے ہوں گے۔ قریب ہی ایک گاڑی کی لائٹیں آن ہوئیں۔ اس میں دو خواتین آ کر بیٹھیں اور اپنے مردوں کا انتظار کرنے لگیں۔ اُن پر بہت رشک آیا۔ تھوڑی دیر جھجکنے کے بعد میں نے اُن سے پوچھا کیا ہم کچھ دیر آپ کی گاڑی میں بیٹھ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کا بھلا کرے ہمیں بیٹھنے کی اجازت دے دی۔ اُس وقت گرم گاڑی میں بیٹھنا بہت نعمت لگا۔

دل سے ایک بے ساختہ دعا نکلی کہ ناصر اور عمران کے مردوں سے پہلے آجائیں تا کہ ایک دفعہ پھر ہمیں بارش میں نہ کھڑا ہونا پڑے اور یہ دعا فوراً قبول ہوگئی ہماری گاڑی کی بتیاں روشن ہوگئیں ہم نے اُن خواتین کا شکریہ ادا کیا اور تیزی سے اپنی گاڑی میں آگئے۔ بچے بری طرح بھیگے ہوئے تھے بلکہ کانپ رہے تھے خیال تھا کہ بیٹھتے ہی تھکن، بوریت، کوفت، موسم اور انتظام میں خامیوں کا شکوہ شروع ہو جائے گا۔ مگر یہ تو سب بہت خوش تھے اور خوشی کی وجہ جو بتائی وہ ساری عمر خوش رہنے کے قابل تھی۔ ناصر صاحب نے بتایا کہ جب وہ سر پر رومال رکھے بارش میں کھڑے تھے تو پیارے حضور کیچڑ میں چلتے ہوئے تشریف لے آئے۔ اُن کو اپنے درمیان دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ آپ نے سب کو تسلّی دی اور ناصر صاحب کی طرف دیکھا کہ سر پر رومال رکھ کر بارش سے بچنے کی کوشش میں ہیں فرمایا

آپ چھتری کیوں نہیں لائے تھے۔

انہوں نے عرض کیا صبح فورکاسٹ میں بارش نہیں تھی

حضور نے فرمایا:

یہاں کا موسم بہت بے اعتبار ہے۔

پیارے حضور کو جب علم ہوا ہوگا کہ لوگ بارش میں بھیگ رہے ہیں تو اپنا آرام چھوڑ کر باہر آگئے سب کا حوصلہ بڑھایا خود بھی بارش میں کھڑے رہے۔ حضور انور کو اپنے درمیان پا کر ساری توجہ آپ کی طرف ہوگئی پھر تو بسیں لیٹ ہونے کی کسے پرواہ تھی۔

گھر پہنچ کر ایم ٹی اے آن کیا تو اعلان ہو رہا تھا کہ لندن میں رہنے والے کل جلسہ اپنے گھر یا مساجد میں دیکھیں۔ بہت بڑے طوفان کی پیشگوئی ہے۔ ہم نے ہفتے کا جلسہ گھر پہ اور اتوار کا بیت الفتوح میں سُنا۔ اس کے بعد جہاں بھی گئے جس سے بھی ملے جلسہ کی باتیں ہوتی رہیں۔ سب کی کہانی الگ تھی۔ وہ بھی تھے جو سارا دن گاڑیوں میں ٹریفک میں پھنسے رہے آدھی رات کو واپس آئے جلسہ گاہ تک پہنچ بھی نہ سکے۔ خیر ہماری کہانی ابھی ختم نہیں ہوئی۔ بے حد اہم بات یہ ہے کہ ہم حضرت صاحب کی دعا کی قبولیت کے چشم دید گواہ بن گئے۔ وہ اس طرح کہ ہمارے گھر کے افراد کی عمریں آٹھ سے ستر سال تک تھیں اور ہم گھنٹوں بارش میں بھیگتے اور سردی میں ٹھٹھرتے رہے تھے، ڈر تھا کہ سب بیمار پڑیں گے مگر کسی کو ایک چھینک بھی نہ آئی کیونکہ جب ہم گھر آ کر گرم کمروں میں سو گئے تھے ہمارے آقا اللہ تعالیٰ سے ہماری صحت و عافیت کی بھیک مانگ رہے تھے۔ ہماری سلامتی کی دعائیں کر رہے تھے۔

بے خبر نہیں تھا وہ چاہتوں کی شدت سے
چاند نے بھی ساری رات جاگ کر گزاری ہے

یہ ہیں خلافت کی برکات۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس برکت سے متمتع ہونے اور ان نعماء پر اللہ تعالیٰ کے شکر گزار رہنے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین

اگست ۲۰۰۷ء کے خطبہ جمعہ میں پیارے آقا نے بھیگنے والوں کو یاد فرمایا:۔

”عورتیں بچے بسوں کے انتظار میں کئی کئی گھنٹے بارش میں بھیگتے رہے اور بڑے آرام سے کھڑے رہے معمولی سا کہیں کوئی واقعہ پیش آیا ہوگا لیکن عمومی طور پر بڑے آرام سے کھڑے رہے بعض چار پانچ گھنٹے تک کھڑے رہے بلکہ اکثر نے شاید رات کا کھانا بھی نہیں کھایا تو ان کو یوں کھڑا دیکھ کر کچھ دیر کے لئے میں بھی ان کے پاس گیا تو یوں کھڑے ہنس رہے تھے اور خوش تھے جیسے انتہائی آرام دہ موسم میں کھڑے ہوں حالانکہ اس وقت بارش ہو رہی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ جماعت بھی عجیب جماعت ہے پیار آتا ہے اس جماعت پر۔ بچوں کو، بوڑھوں کو، عورتوں کو بھیگتے دیکھ کر مجھے بے چینی شروع ہوگئی تھی بلکہ پوری رات ہی بے چینی رہی میں استغفار بھی کرتا رہا، اللہ تعالیٰ سے ان کی صحت و سلامتی کی بھیک بھی مانگتا رہا کہ اس موسم کی وجہ سے ان کو کوئی تکلیف نہ ہو“

(الفضل انٹرنیشنل ۲۴۔ اگست ۲۰۰۷ تا ۳۰۔ اگست ۲۰۰۷)

قارئین کرام! آپ نے پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے جماعت سے پیار کا یہ واقعہ پڑھا۔ اب جو بات لکھ رہی ہوں وہ آپ کی طلسماتی یادداشت اور حاضر دماغی کا محیر العقول واقعہ ہے۔

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہئے

ذہن میں یہ رکھ کر پڑھئے کہ بارش میں بھیگنے والا واقعہ جولائی 2007ء کا ہے۔ اور اب بات ہوگی جولائی 2015ء کی۔ یعنی دونوں باتوں میں آٹھ سال کا فاصلہ ہے۔

جلسہ سالانہ یوکے ۲۰۱۵ء میں شمولیت کی سعادت پانے والوں میں خاکسار کا بڑا بیٹا، بہو اور بچے بھی شامل تھے۔

جلسے کے بعد ۲۷ ؍اگست کو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی نعمت میسر آئی۔ ملاقات کے دوران ڈیوٹی دینے والوں کی حسن کارکردگی کا ذکر ہؤا تو بہو مکرمہ فوزیہ منصور صاحبہ نے انتظامات کے عمدہ ہونے کے ذکر میں اپنا ایک اچھا تجربہ عرض کیا کہ ’حضور میں ابھی گیٹ سے کچھ فاصلے پر تھی کہ بارش شروع ہوگئی ایک ڈیوٹی دینے والے لڑکے نے جو مجھے جانتا بھی نہیں تھا اپنی چھتری مجھے تھما دی اور کہا کہ آپ گیٹ تک پہنچیں گی تو میں بھاگ کر آپ سے چھتری لے لوں گا۔ اس طرح میرا بارش سے بچاؤ ہوگیا اور اس نے گیٹ پر آ کر اپنی چھتری لے لی، حضور نے مسکرا کر فرمایا:

اس نے سوچا ہوگا آپ کے سسر بارش میں بھیگے تھے آپ بھی نہ بھیگیں

ملاقات کے بعد وہ بہت حیران ہوئے کہ حضور نے یہ کیا فرمایا۔ ایسا کیا ہوا تھا اور کب کی بات ہے؟ پھر مجھے بھی ساری بات بتا کر پوچھا کہ یہ حضور نے کیا ارشاد فرمایا تھا؟

بات تو مجھے فوراً یاد آگئی مگر حیرت کے سمندر میں ڈوبی کہ بولا ہی نہ جا رہا تھا۔ سچ ہے۔ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ اور پھر حضرت مسرور کے ساتھ تو انی معک یا مسرور کا وعدہ بھی ہے۔ ناصر صاحب بھی حیران ہو کر بار بار کہہ رہے تھے۔ ہم جیسے حقیر فقیر بھی حضور کو یاد رہے۔ تھا تو یہ ایک چھوٹا سا جملہ مگر اس ایک جملے میں شکر کے کئی پہلو ہیں۔ جو ہمارے خاندان کے لئے نعمت عظمیٰ ہیں۔

اگر ہر بال ہوجائے سخن ور
تو پھر بھی شکر ہے امکاں سے باہر

آپ کی دعا کی قبولیت، تبحر علمی، یادداشت، قیافہ شناسی، ذرہ نوازی اور حسن سلوک کے نادر و نایاب واقعات زبان زدِ عام ہیں۔ جنہیں سن کر دل حمد و ثنا سے بھر جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے حضور کو خیر و عافیت کے ساتھ بابرکت بامراد طویل زندگی سے نوازے اور ہم پہلے سے بڑھ کر آپ سے فیض پاتے رہیں آمین اللھم آمین

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

سید شمشاد احمد ناصر۔ امریکہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ وابستہ چند یادیں

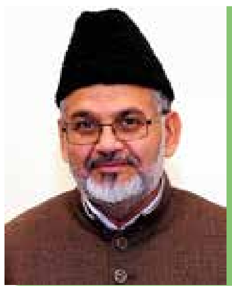

گھانا میں تربیت کا ایک واقعہ

میں گھانا میں خدمت بجالا رہا تھا ایک دفعہ اکرا سے واپسی پر کوفوریڈوا جانا تھا تو میں نے اکرا سے سویڈرو کی بس لی۔ وہاں پر احمدیہ ہسپتال تھا جس کے انچارج ڈاکٹر طارق احمد صاحب تھے جو آجکل قادیان میں احمدیہ ہسپتال میں خدمت بجالا رہے ہیں۔ سویڈرو کے ساتھ ہی وہ جگہ تھی جہاں پر اس وقت سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد صاحب ایک سیکنڈری سکول میں خدمات بجا لا رہے تھے۔ میں سویڈرو سے سیدنا مسرور احمد صاحب کو ملنے کے لئے چلا گیا۔ ہم باہر مکان کے صحن میں بیٹھے تھے کہ اچانک صاحبزادہ مرزا وقاص احمد صاحب (جو اس وقت شاید سال ڈیڑھ سال کے ہوں گے) ہماری طرف چل کر آنے لگے لیکن راستہ ہی میں کنکریوں کی وجہ سے گر گئے۔ میں اپنی کرسی سے اٹھا ہی تھا کہ انہیں اٹھاؤں آپ نے مجھے فوراً بٹھا دیا کہ اسے خود اٹھنے دو۔ میں نے کہا: میاں صاحب وہ بچہ ہے گر گیا ہے۔ آپ نے فرمایا اسی طرح گر کر خود اٹھنے سے ہمت پیدا ہوتی ہے۔ زندگی میں تو انسان کو کئی دفعہ اس قسم کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ انسان کو گر کر خود سنبھلنا چاہئے۔ دوسروں کا انتظار نہیں کرنا چاہئے اور یہی سبق اسے (مرزا وقاص احمد صاحب) دینا ہے کہ اگر کبھی گر جاؤ تو خود سنبھلو۔ الفاظ تو میرے ہیں لیکن مفہوم بعینہٖ وہی ہے جو آپ نے ارشاد فرمایا تھا۔

ہر شخص اس بات سے اندازہ لگا سکتا ہے کہ اس نصیحت میں کتنا بڑا وزن ہے اور کتنا بڑا وزن ہے۔ زندگی مشکلات سے بھری پڑی ہے لیکن اگر انسان خدا پر توکل کر کے خود ہی اس سے نکلے تو اس کا مزا کچھ اور ہے اور اس طرح دوسروں سے شکوہ بھی کبھی پیدا نہ ہوگا کہ فلاں وقت میری مشکل میں کوئی کام نہ آیا۔

اللہ تعالیٰ حضور انور کو ہمیشہ ہر قسم کی مشکلات اور پریشانیوں سے محفوظ رکھے۔

اب بات چل پڑی ہے ڈائری سے اور پھر حضور انور کے ساتھ بیتے ہوئے کچھ لمحات کی یاد کو تازہ کرنے کی۔

خاکسار ابھی گھانا میں آیا ہی تھا تو کچھ ماہ اکرا میں رہ کر کام کرنے کا موقع ملا۔ اس کے بعد جب میری تقرری محترم امیر عبدالوہاب بن آدم صاحب مرحوم نے کوفوریڈوا میں کی تو جلد ہی وہاں پر ریجنل جلسہ کرنا تھا۔ خاکسار نے مکرم امیر صاحب گھانا کی خدمت میں لکھا کہ وہ اس ریجنل جلسہ کی صدارت کے لئے تشریف لائیں جو آپ نے منظور کر لیا۔ ساتھ ہی خاکسار نے چند اور دوستوں کو بھی دعوت دی اور سیدنا مرزا مسرور احمد سلمہ اللہ تعالیٰ کو بھی دعوت دی۔ آپ نے بھی ارشاد فرمایا کہ ٹھیک ہے میں آؤں گا۔

اس زمانے میں گھانا کے معاشی حالات بڑے خراب تھے۔ چیزوں کا ملنا بہت ہی مشکل تھا خصوصاً خورد و نوش کی اشیاء حتی کہ صابن، ٹوتھ پیسٹ، دودھ وغیرہ کا حصول بھی بہت مشکل ہوتا تھا۔ اور مہنگائی بھی بہت زیادہ تھی۔ جب سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد صاحب تشریف لائے تو دو باتیں اس وقت کی بہت اچھی طرح یاد ہیں۔ ایک تو یہ کہ جب ہمارا ریجنل جلسہ ختم ہوا تو آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ گھانا کیسا لگا؟ اور دوسرے کام میں کچھ مشکلات تو نہیں؟

خاکسار نے عرض کی کہ کام تو بہت ٹھیک جا رہا ہے خدا تعالیٰ کے فضل سے اس میں کوئی مشکلات نہیں۔ البتہ کھانے سے متعلق ایک دقت ہے۔ آپ نے پوچھا وہ کیا؟ عرض کی یہاں ایک تو مہنگائی بہت ہے دوسرے گوشت بہت مہنگا اور تیسرے یہاں پر گوشت کھال سمیت ملتا ہے اور جب گوشت سے کھال اتار کر پھینک دو تو گوشت کی مقدار نصف سے بھی کم رہ جاتی ہے۔ آپ نے فوراً فرمایا کہ کھال سمیت پکایا کرو اور کھا لیا کرو۔ میں نے کہا لاحول ولا قوۃ۔ اس پر آپ نے فوراً میری راہنمائی فرمائی کہ یہ کھال گھٹنہ سے اوپر حرام کیسے ہے جبکہ گھٹنہ سے نیچے حلال ہو جاتی ہے۔ یعنی جب پائے پکائے جاتے ہیں کھال سمیت پکاتے ہیں اور وہ لذیذ بنتے ہیں۔ میں نے تو اپنی ناسمجھی میں اس وقت لاحول ولا قوۃ کہہ دیا۔ لیکن اس کے بعد سے گوشت کو کھال سمیت پکایا اور اس کا مزہ دوبالا ہو گیا اور پھر افریقہ میں بقیہ سال کھال سمیت ہی گوشت کو پکا کر کھاتے رہے اور لذت اٹھاتے رہے۔

یہ واقعہ نئے مربیان کے لئے بھی فائدہ مند ہو سکتا ہے جو افریقہ میں جاتے ہیں کیونکہ شروع شروع میں جب وہ ان چیزوں کو دیکھتے ہیں تو دل میں کچھ تنگی محسوس کرتے ہیں۔ لیکن یہ بات بہت ہی فائدہ مند ثابت ہوئی اور آپ نے مسئلہ کا حل فوراً نکال دیا۔ افریقن ممالک میں اکثر جگہ گوشت (خواہ بکرے، بھیڑ یا گائے کا ہو) کھال سمیت پکاتے ہیں اور مارکیٹ میں بھی کھال سمیت ہی فروخت ہوتا ہے۔

کینیڈا میں دلنشیں یادیں

تین چار سال پہلے حضور انور جب کینیڈا تشریف لے گئے تھے تو امریکہ سے بھی عشاق خلافت وہاں پہنچے۔ ہمیں بھی اجازت اور سعادت ملی کہ ہم وہاں چلے جائیں اور حضور کی معیت سے برکات اور استفادہ کریں۔

کینیڈا میں بھی ملاقتیں ہو رہی تھیں۔ مکرم پرائیویٹ سیکرٹری منیر احمد جاوید صاحب سے ہم ملے کہ ہم نے بھی ملاقات کرنی ہے۔ وہ کہنے لگے کہ کینیڈا کے لوگوں کی ہی ملاقات ہو گی۔ ہم بھی دو تین دن اپنی عرضی پیش کرتے رہے اور ہمیں مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کی طرف سے یہی جواب ملتا کہ کینیڈا کے لوگوں کو ترجیح ہے۔ ہم جواب سن کر خاموش ہو جاتے۔ ملاقاتوں کا آخری دن تھا مکرم ظہیر احمد باجوہ صاحب اور خاکسار نے مل کر درخواست دی کہ ہمیں سب سے آخر میں بس زیارت کروا دیں۔ عین نوازش ہو گی۔

چنانچہ اس آخری دن کی ملاقاتوں میں سب سے آخر پر ہمارا دونوں کا نام اس طرح درج تھا۔

سید شمشاد احمد مبلغ امریکہ مع ظہیر احمد باجوہ صاحب۔

جب ہماری باری آئی تو حضور انور سے ملاقات کے کمرے میں داخل ہوئے حضور نے شفقت سے کھڑے ہو کر ہمارا استقبال کیا اور پھر کرسیوں پر بیٹھتے ہی ازراہ مذاق فرمایا کہ باجوہ صاحب آپ شمشاد صاحب کے ”مع“ کب سے بنے ہیں۔ اس کے بعد ہم نے اپنی اپنی باتیں کیں۔ اس دوران حضور انور نے خاکسار سے پوچھا کہ آپ کہاں ٹھہرے ہوئے ہو۔ میں نے عرض کی کہ یہاں نزدیک ہی گیسٹ ہاؤس ہے، اس میں۔ آپ نے فرمایا وہاں ”شیشہ“ نہیں لگا ہوا کہیں پر۔ میں نے فوراً اپنے منہ اور داڑھی پر ہاتھ پھیرا کہ شاید میں نے کوئی چیز کھائی ہے جو منہ پر یا داڑھی پر لگی رہ گئی ہے۔ حضور نے جب دیکھا کہ میں اپنی داڑھی اور منہ پر جلدی سے ہاتھ مار رہا ہوں تو فرمانے لگے نہیں۔ تم نے خط نہیں بنایا ہوا۔ میں نے عرض کی جی حضور ہفتہ میں دو بار بناتا ہوں کل بنانا تھا۔

یہ بظاہر بہت معمولی بات ہو گی لیکن حضور انور نے اس میں مجھے پیغام دیا کہ مربی کا چہرہ، لباس، اٹھنا بیٹھنا ہر وقت خوبصورت ہونا چاہئے۔ اس کے بعد سے خاکسار نے اب ہفتہ میں 3 بار خط بنانا شروع کر دیا ہے تا حضور کی بات پر عمل ہوتا رہے۔

اسی دوران آپ نے باجوہ صاحب کو فرمایا کہ شمشاد صاحب جب گھانا میں تھے تو ان کو گوشت کھانے کی عادت تھی اور گوشت ملتا نہیں تھا۔ تو شمشاد تھوڑا سا گوشت لے کر اس میں کبھی دال اور کبھی کوئی سبزی ڈال لیتے تھے اور جب وہ ختم ہونے لگتا اور پانی ڈال لیتے تھے۔ حضور نے اتنا ہی فرمایا تھا کہ باجوہ صاحب کہنے لگے کہ حضور ”اسی وجہ سے میں شاہ صاحب کا مرید ہوں۔“ اس پر حضور نے فرمایا کہ ”نہیں۔ مرید تم نے ایک ہی کا رہنا ہے شاہ صاحب سے تم کام کرنا سیکھو کہ کس طرح کام کیا جاتا ہے۔ مرید تم نے ایک ہی کا رہنا ہے۔“

اسی طرح حضور نے فرمایا کہ شمشاد صاحب گھانا میں ڈبل روٹی بھی نہیں کھاتے تھے۔ میں نے عرض کی حضور! ڈبل روٹی تو میں اب بھی نہیں کھاتا۔ حضور نے فرمایا: کبھی کبھی کھا لینی چاہئے۔ میٹنگ کے اختتام پر خاکسار گیسٹ ہاؤس گیا اور جاتے ہی سب سے پہلے ڈبل روٹی کھائی تا حضور کی بات پر عمل ہو جائے۔ اور اب اس کے بعد کبھی کبھی روٹی کی موجودگی میں بھی ڈبل روٹی ہی کھا لیتا ہوں تا نصیحت پر عمل ہو جائے اور ثواب ہو۔

امریکہ میں تربیت کا ایک واقعہ

اب میں ایک ایسا واقعہ لکھنے لگا ہوں جس میں حضور انور کی ناراضگی اور میرے لئے سزا کا پہلو ہے۔ لیکن اس بات کے لکھنے کا مقصد صرف اور صرف تربیت کا پہلو مدنظر ہے۔ خلیفہ وقت ہر معاملہ میں نظام جماعت کی برتری چاہتے ہیں۔ جس میں کسی چھوٹے بڑے کا سوال نہیں ہے۔ نظام جماعت اور تعلیم و تربیت ہر لحاظ سے اولیت رکھتے ہیں، شخصیت نہیں۔ ہوا یوں کہ خاکسار 2005ء میں لاس اینجلس میں متعین تھا۔ ہمارے ایک مربی

صاحب کے بیٹے کی شادی تھی۔ مجھے مربی صاحب کی طرف سے بھی ولیمہ میں شامل ہونے کی دعوت تھی۔ اور دوسری طرف میرے دوست تھے جن کی بیٹی کی ان مربی صاحب کے بیٹے کے ساتھ شادی تھی اور خاکسار رخصتی اور ولیمہ دونوں میں شامل ہوا۔ ایک اور مربی صاحب بھی اس میں شامل تھے جو یہاں بطور مربی متعین تھے۔

جس دن ولیمہ تھا جو کہ ایک ریستوران میں ہوا تھا۔ وہاں پر بیک گراؤنڈ میں میوزک چل رہا تھا میں نے اس کی طرف بالکل دھیان نہیں دیا اور دوستوں کو ملنے اور ملاقات میں مصروف رہا۔ کیونکہ خاکسار یہاں پر 4 سال سے زائد مربی سلسلہ کی خدمات بجالا چکا تھا سب سے واقفیت تھی اور وہی ایک موقعہ تھا جس سے سب دوستوں سے ملاقات ہو رہی تھی۔ خیر ولیمہ کی دعوت ختم ہوئی سب چلے گئے۔

کسی دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں اطلاع دی کہ مربی صاحب کے بیٹے کا ولیمہ تھا اور دیگر مربیان بھی تھے اور ولیمہ کے موقع پر میوزک چل رہا تھا۔ جس پر حضور انور نے ہم سے استفسار فرمایا کہ کیا ہوا ہے؟ ہم نے اپنی اپنی وضاحت لکھ کر بھیج دی جس پر مکرم عبدالماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن کی طرف سے 8 اگست 2005ء کا لکھا ہوا خط مکرم امیر صاحب امریکہ کے نام آیا اس وقت امیر مکرم ڈاکٹر احسان اللہ ظفر صاحب تھے۔ اس میں حضور کی طرف سے ہدایت تھی کہ .... کو واپس پاکستان بھجوا دیں۔ حضور نے فرمایا ہے ”دف بجانے کی اجازت سے میوزک اور فلمی گانوں کا جائز ہونا کہاں سے نکال لیا ہے۔ یہ لوگ تاویلیں نہ گھڑا کریں۔ دف تو صرف اس لئے بجائی جاتی تھی کہ نکاح کا اعلان ہو، نہ کہ فخریہ اظہار کے لئے۔ دف بجانے کے تعلق میں حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے:

”فقہاء نے اعلان بالدف کو نکاح کے وقت جائز رکھا ہے اور یہ اس لئے کہ پیچھے جو مقدمات ہوتے ہیں تو اس سے گویا ایک قسم کی شہادت ہو جاتی ہے۔ ہم کو مقصود بالذات لینا چاہئے۔ اعلان کے لئے یہ کام کیا جاتا ہے یا اپنی کوئی شیخی اور تعلّی کا اظہار مقصود ہے۔

فرمایا: باجا بجانا اس صورت میں جائز ہے جبکہ یہ غرض ہو کہ اس نکاح کا عام اعلان ہو جائے اور نسبت محفوظ رہے۔...... البتہ ریاکاری فسق و فجور کے لئے یا صلاح و تقویٰ کے خلاف کوئی منشاء ہو تو منع ہے۔“

حضور انور نے فرمایا ہے دونوں مبلغین مکرم سید شمشاد احمد ناصر صاحب اور جو اس تقریب میں شامل ہوئے ہیں وہ جلسہ سالانہ یو ایس اے کے موقع پر کھڑے ہو کر اعلان کریں کہ اس ولیمہ کی تقریب میں جو میوزک اور فلمی گانوں کا پروگرام ہوا ہے یہ انتہائی غلط ہوا ہے اور ہم جو اس میں شامل ہوئے تھے ہم سے غلطی ہوئی تھی۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے تھا ہم جماعت کو بتانا چاہتے ہیں جو ہوا ہے وہ غلط ہوا ہے اور اس کو ہرگز روایت نہیں بنانا چاہئے۔“

حضور انور نے فرمایا ہے۔ دونوں مربیان ایک لاکھ مرتبہ استغفار کریں۔

مکرم امیر صاحب کی طرف سے جب یہ خط ملا تو استغفار شروع کر دیا اور اس کے ساتھ ساتھ صدقہ بھی دیتا رہا۔ اب جلسہ سالانہ پر اعلان کرنا تھا چنانچہ جلسہ کا پہلا دن تھا اور اجلاس کی صدارت امیر صاحب امریکہ ڈاکٹر احسان اللہ ظفر صاحب فرما رہے تھے۔ جلسہ کے سیشن کے اختتام پر آپ نے ہم دونوں مبلغین کو سٹیج پر بلایا جہاں سے سب لوگ ہمیں بھی دیکھ سکتے تھے۔ پوڈیم سے تھوڑا الگ ہو کر ہم دونوں مبلغین سب کے سامنے کھڑے تھے۔ محترم امیر صاحب نے چند ابتدائی کلمات کہے کہ ہمیں کیوں سٹیج پر بلایا گیا ہے اور حضور کی ہدایت سنائی۔ مجھ سے پہلے دوسرے مبلغ بھائی نے اسی طرح الفاظ پڑھ دیئے جس طرح کہ خط میں ہدایت تھی اس کے بعد امیر صاحب نے خاکسار کو بلایا۔ خاکسار نے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم اور اہدنا الصراط المستقیم۔ صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین پڑھا۔ اور پھر یہ کہا کہ:

اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ پر خاص فضل اور احسان کیا ہوا ہے کہ ہمیں خلافت کی نعمت سے نوازا ہے۔ ہم میں سے جب بھی کسی بڑے یا چھوٹے یا کسی سے بھی کوئی غلطی ہوتی ہے تو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہمیں نصیحت فرماتے اور ہدایت فرماتے ہیں تا وہ غلطی درست ہو جائے اور تقویٰ پر ہم چل پڑیں اور خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کریں۔

خلافت کی راہنمائی میں جو ہدایات ہم (احمدی) لیتے ہیں وہ کسی اور کو نہیں ملتیں۔ ہم اس نعمت پر خدا تعالیٰ کے شکر گزار ہیں۔ اس لئے ہم میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح کی ہدایات کی پوری طرح اور خوشدلی کے ساتھ مکمل اطاعت کریں۔

آج اس وقت میں آپ کے سامنے کھڑا ہوں اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے ساتھ کہ یہ اعلان کروں کہ وہ شادی جس میں مَیں اور میرے دوسرے مربی بھائی شامل ہوئے تھے، میں بھی اس میں شامل تھا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں فرمایا ہے کہ جلسہ سالانہ کے موقع پر کھڑے ہو کر ہم یہ اعلان کریں کہ اس ولیمہ کی تقریب میں جو میوزک اور فلمی گانوں کا پروگرام ہوا ہے یہ انتہائی غلط ہوا ہے مجھے اس میں قطعاً شرکت نہیں کرنی چاہئے تھی۔ اس لئے میں اپنی غلطی کا اعتراف کرتا ہوں اور آئندہ میں اس قسم کی کسی مجلس میں شریک نہیں ہوں گا۔ میرے شامل ہونے سے جماعت یہ نہ سمجھے کہ چونکہ اس قسم کی مجلس میں مربی شامل تھا اس لئے ہم بھی شامل ہو سکتے ہیں۔

میں دلی طور پر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں اور اس بات سے مجھے شرم محسوس ہوئی ہے کہ میں کیوں اس میں شامل ہوا۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے تھا۔ اور میں پیارے حضور سے بھی معافی کا خواستگار ہوں کہ آئندہ کوشش کروں گا کہ حضور کی توقعات کے مطابق کام کروں۔ ان شاء اللہ

رب انی ظلمت نفسی واعترفت بذنبی فاغفرلی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت۔ اس دعا کا ترجمہ انگریزی پڑھنے کے بعد خاکسار نے تین دفعہ خلافت احمدیہ زندہ باد کے نعرے لگائے۔

حضور انور کے ارشاد پر جلسہ کے اس سیشن پر ہم نے یہ اعلان کر دیا۔ اعلان کرنے کے بعد جوں ہی سٹیج سے میں نیچے اترا جلسہ میں شامل ہونے والوں کا ایک جم غفیر خاکسار کی طرف بڑھا۔ سب سے پہلے مجھے یاد ہے کہ مکرم شیخ فضل احمد صاحب مرحوم آف لاہور (برادر اصغر مولانا شیخ مبارک احمد صاحب مرحوم) خاکسار کی طرف تیزی سے بڑھے۔ انہوں نے مجھے اپنے سینے کے ساتھ چمٹا لیا اور بہت پیار کیا اور ساتھ ہی کہنے لگے کہ آج حضرت مصلح موعودؓ کا زمانہ یاد آ گیا ہے۔ کہنے لگے کہ ایک موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے حضرت مولانا درد صاحب کو بھی اسی قسم کا جلسہ پر اعلان کرنے کے لئے ارشاد فرمایا تھا۔

ان کے بعد باری باری لوگ مجھے اپنی بانہوں میں لے رہے تھے اور اکثر دوستوں نے اس وقت یہ کہا کہ ہمیں آپ پر رشک آ رہا ہے آپ نے حضرت امیر المومنین کی ہدایت کی پوری پوری اطاعت کی ہے۔ آج کے بعد آپ کی عزت ہماری نظروں میں پہلے سے بہت زیادہ ہو گئی ہے۔ کئی لوگ دعا بھی دے رہے تھے، کئی لوگوں نے میرے گردن پر، کسی نے میرے ماتھے پر بوسہ دیا کہ آپ نے طاعتِ امام کا زندہ ثبوت فراہم کیا۔ کئی ہمارے لئے دعائیں کر رہے تھے اس موقعہ پر میری جو کیفیت اور حالت تھی وہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور میں دل ہی دل میں بس۔ الحمد للہ۔ الحمد للہ۔ الحمد للہ پڑھتا جا رہا تھا۔ اور استغفار کا سلسلہ اس کے بعد بھی جاری رکھا۔

1۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور انور کی ہدایت پر عمل کرنے سے خاکسار کو مزید عزت ملی اور نہ صرف عزت بلکہ لوگوں نے جس محبت اور اخلاص کا مظاہرہ کیا اس کا میں ذکر کر چکا ہوں۔ اس پر میں اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر گزار ہوں۔

2۔ بادی النظر میں ہزاروں کے مجمع کے سامنے یہ کہنا کہ میں نے بھی غلط کام کیا ہے بڑا مشکل معلوم ہوتا ہے لیکن اس کے پیچھے بھی ایک طاقت جس نے یہ سارا کام آسان کر دیا اور وہ طاقت بھی حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعا تھی۔ مجھے 100 فی صد کامل یقین ہے کہ جب پیارے حضور نے ہمارے لئے یہ ہدایات بھیجیں تو ہمارے لئے دعائیں بھی کیں۔ بس ان دعاؤں سے یہ سارا کام آسان ہوا۔

3۔ پھر میرے ذہن میں حضرت مصلح موعودؓ کی دو باتیں تھیں ایک یہ جس میں آپؓ نے فرمایا:

”خلافت کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ جس وقت خلیفہ وقت کے منہ سے کوئی لفظ نکلے اس وقت سب سکیموں، سب تجویزوں اور سب تدبیروں کو پھینک کر رکھ دیا جائے اور سمجھ لیا جائے کہ اب وہی سکیم وہی تجویز اور وہی تدبیر مفید ہے جس کا خلیفہ وقت کی طرف سے حکم ملا ہے۔ جب تک یہ روح جماعت میں پیدا نہ ہو اس وقت تک سب خطابات رائیگاں، تمام سکیمیں باطل اور تمام تدبیریں ناکام ہیں۔“

دوسری چیز جو خاکسار کے مدنظر تھی وہ یہ کہ آپؓ نے فرمایا تھا:

”مبلغین اور واعظین کے ذریعہ بار بار جماعتوں کے کانوں میں یہ آواز پڑتی رہے کہ پانچ روپے کیا، پانچ ہزار روپیہ کیا، پانچ لاکھ روپیہ کیا، پانچ ارب روپیہ کیا، اگر ساری دنیا کی جانیں بھی خلیفہ کے ایک حکم کے آگے قربان کر دی جاتی ہیں تو وہ بے حقیقت اور ناقابل ذکر چیز ہیں۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 10 جولائی 1936ء خطبات محمود جلد 17 صفحہ 457)

4۔ چوتھے خاکسار نے یہ واقعہ اس لئے بھی لکھا ہے کہ تا ہم میں سے ہر ایک احمدی مرد و عورت بچہ اس واقعہ کو پڑھ کر نصیحت حاصل کرے کہ اسلام کے احکامات پر عمل کرنے کے لئے ہی اس جماعت کا قیام عمل میں آیا ہے۔ دوسرے خلیفۃ المسیح کی ہر حال میں اطاعت و فرمانبرداری کرنی ہے، تیسرے یہ کبھی نہیں سوچنا کہ اس میں ہماری بے عزتی ہے۔ عزتیں تو ساری اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں لوگوں کے پاس نہیں اور جو خدا کی خاطر احکامات پر عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ خود اس کی عزت کے سامان پیدا کر دیتا ہے۔

اس سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول والی بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ ہمارا جسم خلیفہ کے ہاتھ میں میت کی طرح ہونا چاہئے جب یہ کیفیت ہو گی تو پھر انسان عزت یا بے عزتی کا تصور نہیں کر سکتا۔

لاس اینجلس میں حضور انور کی دلداری

یہ 2013ء کا واقعہ ہے جب حضور انور کیلیفورنیا تشریف لائے۔ غالباً 14-13 دن کا دورہ تھا۔ مسجد بیت الحمید میں آپ کا قیام تھا۔ ہر دن بہت مصروف گزر رہا تھا، جماعت نے ایک دن پروگرام بنایا کہ حضور انور کو مسجد بیت الحمید سے غالباً 30-35 میل دور ایک جگہ Big Bear Lake جھیل تھی وہاں لے جائیں۔ چنانچہ آپ کے ساتھ ہمیں بھی جانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ نے ایک درخت کے نیچے سب خدام کے ساتھ بیٹھ کر چند لمحات گزارے۔ جب واپس آ رہے تھے تو بڑی بوٹ (Boat) تھی اس میں سب خدام ہی تھے، حضور انور کی خدمت میں خاکسار نے عرض کی کہ حضور! آپ کو جھیل اور جگہ پسند آئی۔ حضور انور نے فرمایا۔ میں نے تو اس سے بھی بہت عمدہ عمدہ، خوبصورت اور بڑی جھیلیں دیکھی ہیں۔ میں تو آپ کی دلداری کی خاطر آ گیا ہوں۔

یہ بات واقعی درست تھی۔ حضور انور نے تو ضرور عمدہ، خوبصورت اور بڑی جھیلیں دیکھی تھیں۔ لیکن آپ کی وجہ سے ہمیں بھی یہاں سیر کرنے اور اس علاقہ اور جھیل کو دیکھنے کا موقع مل گیا۔ میں یہاں مسجد بیت الحمید میں دس سال رہا ہوں اور یہ جگہ مسجد سے کوئی 35 میل دور ہو گی لیکن اس سے قبل وہاں کبھی جانے کا موقع نہ نکالا تھا۔ یہ حضور انور کی شفقت اور دلداری تھی کہ آپ کی برکت سے ہم وہاں گئے اور آپ کے ساتھ چند یادگار لمحات گزارنے کی سعادت مل گئی۔ جس کی لذت اب تک محسوس ہوتی ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک

یہاں پر جب ظہر وعصر کی نمازیں پڑھیں تو نماز کے بعد خاکسار اپنے جوتے پہننے لگا۔ مکرم منیر احمد جاوید صاحب بیٹھ کر اپنے جوتے پہن رہے تھے۔ میں نے اپنے جوتے پہننے کے لئے مکرم منیر جاوید صاحب کے کندھے پر ہاتھ رکھ لیا تا سہارا مل جائے۔ حضور انور نے دیکھ کر فرمایا کہ شمشاد یہ کیا؟ آپ کی کتنی عمر ہے۔ منیر جاوید صاحب بولے حضور! یہ مجھ سے جامعہ میں سینئر تھے۔ حضور انور نے فرمایا: عمر کیا ہے؟ میں نے اپنی عمر بتائی۔ آپ نے فرمایا یہ تو کوئی ایسی عمر نہیں کہ سہارا لے کر جوتا پہنو۔ حضور انور نے چند سیکنڈوں ہی میں خاکسار کے ذہن میں یہ بات ڈال دی کہ خود ہمت کرنی چاہئے سہارا نہیں لینا چاہئے اور یوں مجھے جوان بنا دیا۔

ایک مضمون پر تبصرہ

ایک دفعہ خاکسار نے ''سیرت داؤد'' کے متعلق اپنا ایک مضمون لکھا۔ مضمون میں حضرت سید میر داؤدؒ کے ساتھ گزرے ہوئے واقعات، لمحات، آپ کی شفقتوں اور تعلیم و تربیت کا طریق کار بیان کیا تھا۔

خاکسار نے مضمون اس لئے لکھا کہ الفضل میں شائع کراؤں گا لیکن ساتھ یہ خیال بھی آیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھ سے کسی یادداشت میں غلطی ہو گئی ہو یا کوئی واقعہ نامناسب ہو اور بعد میں اس کی تصحیح ہو۔ بہتر اور بابرکت ہو گا کہ پہلے حضور انور کی خدمت میں پیش کر دوں۔ اس میں بھی ڈر تھا کہ شاید حضور انور کی خدمت میں بھی پیش کرنے کے لائق بھی ہے کہ نہیں۔ میں نے مضمون پر ایک نوٹ مکرم منیر احمد جاوید صاحب کی خدمت میں لکھا کہ یہ مضمون ارسال ہے پہلے آپ پڑھ لیں اگر مناسب ہو تو حضور انور کی خدمت میں پیش کریں ورنہ نہیں۔ مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے مجھے بتایا کہ میں نے ابتدائی چند صفحات پڑھے تھے اور حضور کی خدمت میں پیش کر دیا۔

خاکسار نے اس کے چند دن بعد ہی حضور انور کے ارشاد پر سیرالیون جلسہ سالانہ پر نمائندہ کے طور پر جانا تھا اس لئے ملاقات بھی ہونی تھی۔ خاکسار کے ذہن میں اس مضمون کے بارے میں کوئی خیال نہ تھا۔ سیرالیون جانے اور ہدایات لینے کے بارے میں ذہن میں سوالات تھے جن کے بارے میں حضور انور سے راہنمائی لینی تھی۔

خاکسار جب ملاقات کے لئے اندر داخل ہوا تو حضور انور نے کھڑے ہو کر عاجز کو مصافحہ کا شرف عنایت فرمایا۔ اور فرمایا کہ تمہارا مضمون سیرت داؤد والا پڑھا۔ تمہارا پتا لگ گیا ہے کہ تم کتنے لائق ہو؟

خاکسار نے عرض کی حضور! میں تو پہلے بھی نالائق تھا۔ اب بھی نالائق ہوں۔ یہ تو حضور انور کی شفقت اور مہربانی ہے کہ پردہ پوشی فرما رہے ہیں اور اللہ کا احسان ہے کہ خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔ پھر حضور انور نے فرمایا میں نے اس پر نوٹ لکھ دیا ہے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب سے لے لیں۔

جب خاکسار ملاقات کے بعد پرائیویٹ سیکرٹری صاحب سے ملا تو انہوں نے فرمایا کہ مسودہ مضمون کا دکھایا جس پر حضور نے اپنے دست مبارک سے تحریر فرمایا تھا:

''اس مضمون کو شائع کروائیں۔ یہ صرف آپ سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ آج جامعہ کے اساتذہ، طلباء، مربیان، واقفین زندگی سب کے لئے لائحہ عمل ہے اللہ تعالیٰ میر صاحب کے درجات بلند فرماتا چلا جائے۔ آمین۔''

بعد میں یہ مضمون الفضل انٹرنیشنل، روزنامہ الفضل ربوہ، انصار الدین یوکے اور احمدیہ گزٹ امریکہ میں بھی شائع ہوا۔

خاکسار نے مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب سے درخواست کی کہ اس مسودہ پر جو حضور انور نے اپنے دست مبارک سے لکھا ہے تبرک کے طور پر اس کی کاپی مجھے دے دیں۔ جو میرے پاس محفوظ ہے۔ الحمدللہ

بنگلہ دیش سے واپسی پر ملاقات

خاکسار کو بنگلہ دیش میں بھی ان کے جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کے لئے بطور نمائندہ جانے کی سعادت ملی۔ خاکسار نے درخواست کی کہ بنگلہ دیش سے واپسی پر حضور انور کی ملاقات کے لئے بھی آنا چاہتا ہوں۔ حضور انور نے از راہ نوازش یہ درخواست منظور فرمائی۔

جلسہ کے بعد بنگلہ دیش سے واپسی پر خاکسار کی طبیعت خراب ہو گئی اور جب لندن پہنچا بخار اور کھانسی بہت زیادہ تھی۔ حضور انور سے ملاقات میں عرض کی حضور! شدید کھانسی ہے۔ آپ نے فرمایا ہاتھ کرو۔ میں نے دایاں ہاتھ آگے بڑھایا آپ نے دعا کے ساتھ اپنے دراز سے ایک شیشی نکالی اور ہومیو پیتھی کی ایک خوراک عنایت فرمائی اور خاکسار نے لے لی۔ لندن میں 3-4 دن کا قیام رکھوایا تھا تا کہ حضور انور کے پیچھے نمازیں پڑھنے کی سعادت بھی مل جائے۔ آخری دن واپسی کے لئے اجازت بھی لینی تھی اور دفتری ملاقات کی درخواست کی جو حضور انور نے از راہ شفقت منظور فرمائی۔

خاکسار ایک لسٹ بنا کر لے گیا تھا کہ یہ یہ باتیں حضور انور کے ساتھ کرنے والی ہیں اور ہدایات لینی ہیں اور شاید 20-25 منٹ لگیں گے۔ حضور انور نے پہلا سوال کیا کہ کھانسی کا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کی بہت معمولی افاقہ ہے۔ آپ نے فرمایا میں نے کون سی دوا دی تھی۔ عرض کی حضور! میں نے تو پوچھا ہی نہیں تھا کہ یہ کون سی دوا ہے۔ آپ نے پھر ایک اور شیشی نکالی اور دوائی دی۔ ساتھ ہی فرمایا کہ آپ ''چاکلیٹ کھایا کریں'' اس سے بھی اس قسم کی کھانسی میں فرق پڑتا ہے۔

پھر آپ نے پوچھا کہ کیا پروگرام ہے؟ خاکسار نے بتایا کہ کل روانگی ہے امریکہ کے لئے۔ فرمایا تو اور کیا ہے تمہارے پاس۔ میں نے ایک ایک سوال کر کے سب کچھ بتایا۔ آپ خطوط پر دستخط بھی فرما رہے تھے اور اگلے 3-4 منٹ میں سب سوالوں کے جواب اور راہنمائی عطا فرما دی، جو کہ زیادہ تر بنگلہ دیش کے حالات کے بارے میں تھے۔

ساری باتیں سن کر حضور انور نے فرمایا کہ یہ سب کچھ لکھ کر تبشیر کے دفتر میں دے دیں۔ جو کہ خاکسار نے دے دیا۔ جب 3-4 منٹ میں سب کچھ ہو گیا تو آپ نے فرمایا ''اور'' جب کچھ نہ تھا تو عرض کی ایک دو باتیں ویسے ہی عرض کر دوں۔ آپ نے فرمایا کرو۔ خاکسار نے عرض کی کہ جماعت میں خدا تعالیٰ کے فضل سے الیکشن ہوتے ہیں لیکن ایک بات جس پر عمل کرنا ضروری ہے اس میں کمی ہے آپ نے فرمایا وہ کون سی؟ خاکسار نے عرض کی کہ حضور! الیکشن کے باوجود جو جس شخص کے ووٹ زیادہ ہوں اسے کبھی وہ عہدہ نہ بھی دیا جائے تا کہ پتہ چلے کہ جماعت میں یہ قانون بھی ہے کہ ضروری نہیں جس کے ووٹ زیادہ ہوں اسے ہی عہدہ دیا جائے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں یہ بات ٹھیک ہے اور میں نے اس سال کئی جگہ پر ایسا کیا ہے۔

اگلے دن خاکسار کی فلائٹ تھی اور طبیعت بھی بہت خراب تھی۔ بخار، کھانسی کے علاوہ شدید متلی تھی۔ خاکسار جب ایئرپورٹ پر پہنچا تو حضور کی ہدایت یاد آئی کہ چاکلیٹ کھاؤں۔ خاکسار نے ایئرپورٹ سے ہی چاکلیٹ خریدی اور استعمال کی۔ الحمدللہ۔ اب جب بھی کھانسی شدت اختیار کرے تو خاکسار حضور انور کے دو نسخے استعمال کرتا ہے اور فائدہ ہوتا ہے۔ گلے اور کھانسی کے لئے آپ نے خاکسار کو فرمایا تھا کہ ایکونائٹ کی ایک ہزار میں خوراک شروع میں لے لیا کروں جب بیماری کی علامات ظاہر ہونے لگیں۔ دوسرے چاکلیٹ کا استعمال کرتا ہوں۔ الحمدللہ

حضور انور کی ایک ہدایت

خاکسار کا تبادلہ ایک جماعت میں ہوا تو وہاں پر جلسہ سالانہ یوکے کے

موقعہ پر عالمی بیعت میں شرکت ہونی تھی۔ خاکسار نے ساری جماعت کو آگاہ کیا کہ وہ اس وقت مسجد میں پہنچیں اور عالمی بیعت میں شامل ہوں۔ جب سب دوست آگئے اور عالمی بیعت ہونے لگی تو میں نے محسوس کیا کہ لوگ آگے آگے سرکتے جارہے ہیں جہاں ٹی وی رکھا ہوا ہے تا کہ بیعت کے وقت وہ ٹی وی پر ہاتھ رکھیں۔ میں نے احباب سے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ اتنے میں لوگوں نے ایک دوسرے کے کندھوں پر بھی ہاتھ رکھ لئے اور ٹی وی کے نزدیک والے ٹی وی پر ہاتھ رکھنے لگے۔ خاکسار نے بتایا کہ یہ طریق غلط ہے۔ لوگ کہنے لگے کہ ہم تو ایسا ہی کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ نہیں ایسا ٹھیک اور مناسب نہیں ہے۔ نہ ہی ٹی وی پر اور نہ ہی کندھوں پر ہاتھ رکھنے ہیں۔صرف حضور کے ساتھ بیعت کے الفاظ دہرائیں اور دعا میں شامل ہوں۔ کچھ لوگوں کو یہ بات اچھی نہ لگی۔

خاکسار نے حضور انور کی خدمت میں خط لکھ کر ہدایت لینا چاہی اور خط میں دو باتیں لکھ دیں ایک یہ کہ عالمی بیعت کے وقت ٹی وی پر اور ایک دوسرے کے کندھوں پر ہاتھ رکھا جائے یا نہ رکھا جائے۔ دوسرے حضور کی خدمت میں یہ بھی عرض کر دی کہ حضور جب خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہیں اور بعض حوالہ جات حضرت مسیح موعودؑ کی کتب سے پڑھتے ہیں تو ساتھ ہی حوالہ بھی بتادیا کریں تا کہ ہم جب خطبہ دیں تو وہ حوالہ تلاش کر کے تو خطبہ جمعہ میں سنا دیا کریں۔ اس پر حضور انور نے جو ہدایت بھجوائی وہ یہ تھی۔

”آپ کا خط ملا۔ عالمی بیعت کی تقریب میں جو لوگ ٹیلیویژن کے ذریعہ شامل ہوتے ہیں انہیں بتائیں کہ کندھوں پر یا ٹیلیویژن پر ہاتھ رکھنا غلط طریق ہے۔ کندھوں پر ہاتھ صرف اس وقت رکھے جاتے ہیں جب خلیفۂ وقت بیعت لینے کے وقت خود موجود ہوں۔ باقی جہاں تک خطبہ میں پڑھے جانے والے اقتباسات وغیرہ کے حوالوں کے بیان کرنے کا تعلق ہے اس سلسلہ میں آپ خود کوشش کر کے حوالے تلاش کرلیا کریں۔ اللہ آپ کو اپنی جناب سے ہر خیر کا وارث بنائے اور دین و دنیا کی سعادتیں عطا فرمائے۔ آمین“

یہ دونوں ہدایات حضور انور کی ہم سب مبلغین کرام کے لئے خصوصی توجہ کے لائق ہیں۔ یہ کہ مطالعہ کی عادت اور خود حوالہ جات کی تلاش کرنی چاہئے۔

قریبی رشتہ داروں کے ساتھ حسنِ سلوک کی نصیحت

یوکے جلسہ 2019ء میں خاکسار مع اہلیہ گیا۔ یہ میری اہلیہ کا پہلا موقعہ تھا لندن کے جلسہ میں شمولیت کا۔ ہم دو تین دن پہلے چلے گئے تھے اور ملاقات کے لئے نام لکھوا دیا تھا جلسہ سے دو دن پہلے بدھ کے دن ہماری ملاقات تھی۔ حضور انور نے جاتے ہی پہلے مجھ سے پوچھا کہ کہاں ٹھہرے ہو؟ میں نے بتایا کہ میرے ماموں کی بیٹی میری کزن ہیں (حسن طاہر بخاری مربی سلسلہ) کی بہن ان کے گھر۔ آپ نے فرمایا فضل الرحمٰن کے گھر کیوں نہیں ٹھہرے یہ میری اہلیہ کے بھائی ہیں۔ میری اہلیہ نے جواب دیا حضور وہ تو جلسہ کی ڈیوٹی کی وجہ سے مصروف تھے۔ آپ نے فرمایا کہ ان کی بیگم تو تھیں۔ میری اہلیہ نے جواب دیا کہ حضور وہ بھی جلسہ کی ڈیوٹی کی وجہ سے مصروف تھیں۔ آپ نے فرمایا:

شمشاد کو سنبھالنا کوئی آسان کام تو نہیں ہے۔ پھر اہلیہ نے شہد کی بوتل دی تبرک کرنے کے لئے جو انہوں نے اپنے والد صاحب کے لئے ربوہ بھجوانا تھا۔ وہ ان دنوں بیمار تھے۔ حضور انور نے شہد کو تبرک کیا اور پھر ہم نے بچوں کے لئے دعا کی درخواست کی۔ حضور انور نے ملاقات میں نزدیکی اور قریبی رشتہ داروں (بہن بھائیوں) کے ساتھ تعلق بڑھانے کی طرف توجہ دلائی۔ خاکسار نے جلسہ کے بعد فضل الرحمن صاحب جو جامعہ میں استاد ہیں کے گھر جا کر بقیہ ایام گزارے تا حضور انور کی ہدایت پر عمل ہو۔

میرے بیٹے کے ساتھ

ایک دفعہ جب سیرالیون کے جلسہ سے واپس آیا تو میں نے اپنے بڑے بیٹے ممتاز کو کہا جو امریکہ میں تھے کہ میں فلاں دن لندن پہنچوں گا آپ بھی ٹکٹ کرواؤ اور لندن پہنچو تا حضور انور کے ساتھ ہم دونوں ملاقات کریں۔ چنانچہ پسرم ممتاز احمد نے اپنی جہاز کی ٹکٹ بک کرائی اور لندن پہنچ گیا۔

حضور انور نے خاکسار کے بیٹے کے ساتھ بڑے بے تکلفی اور دوستانہ ماحول میں اس کی شادی اور دیگر امور کے بارے میں تفصیل سے گفتگو کی۔ جس سے خاکسار کو اندازہ ہوا کہ اپنی اولاد کے ساتھ بھی کس طرح مسائل سے نپٹنا چاہئے وہ میرے لئے بھی ایک سبق تھا۔

میری بیٹی کا نکاح

اکتوبر 2009ء میں حضور انور نے میری بیٹی عزیزہ سیدہ صبیحہ بشریٰ کے نکاح کا اعلان مسجد فضل لندن میں فرمایا۔ خاکسار نے حضور انور کی خدمت میں اجازت کے لئے لکھا کہ حضور نکاح پڑھادیں اور اس کے لئے چھٹی کی درخواست کی۔ جب حضور انور میری سے ملاقات ہوئی تو حضور انور نے فرمایا کہ بس نکاح پڑھوانے کے لئے اب آئے ہو۔ عرض کی کہ جی حضور۔ آپ نے فرمایا کہ جلسہ پر کیوں نہیں بتایا میں جلسہ پر نکاح پڑھ دیتا۔ (نکاح 31 اکتوبر 2009ء میں ہوا تھا اور خاکسار اسی سال کچھ عرصہ قبل جلسہ میں بھی شامل ہوا تھا)

خطبہ نکاح میں حضور انور نے فرمایا: ”دوسرا نکاح مکرمہ سیدہ صبیحہ بشریٰ صاحبہ بنت مکرم سید شمشاد احمد ناصر صاحب (مبلغ سلسلہ کیلیفورنیا۔ امریکہ) کا مکرم عطاء المومن بھٹی صاحب ابن مکرم نوید احمد بھٹی صاحب (ہیرس برگ، امریکہ) کے ساتھ مبلغ دس ہزار ڈالرحق مہر پر طے پایا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مکرمہ سیدہ صبیحہ بشریٰ صاحبہ کے متعلق بتایا کہ ان کے والد سید شمشاد احمد ناصر اللہ تعالیٰ کے فضل سے مبلغ سلسلہ ہیں۔ گھانا میں بھی رہے ہیں اور جب میں گھانا میں تھا اس وقت بطور مبلغ رہے اور اچھے مبلغین میں سے تھے اور اب بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھا کام کر رہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ ان کے خاندان میں احمدیت 1932 ء میں ان کے دادا سید امیر احمد شاہ صاحب کے ذریعہ سے آئی تھی۔ ان کی شرقپور روجی ضلع انبالہ میں کوئی گدی تھی۔ احمدیت قبول کرنے کی وجہ سے ان کے دادا کو وہاں سے نکلنا پڑا اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا لیکن بہرحال اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا کہ احمدیت کی برکت ہے کہ آگے ان کی نسلیں پڑھی لکھی بھی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں...... حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے بعد یہ گدیاں تو ختم ہو چکی ہیں۔ کوئی پیری مریدی نہیں رہی۔ بلکہ حضرت مسیح موعودؑ نے تو آکر اپنے ماننے والوں کو یہ کہا ہے کہ

”تم ولی بنو ولی پرست نہ بنو اور پیر بنو پیر پرست نہ بنو۔“

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”ہر احمدی کو ان روایتی پیروں کے پیچھے چلنے کی بجائے خود اللہ تعالیٰ سے ایک تعلق جوڑنا چاہئے جو ایک خاص تعلق ہو اور جو تقویٰ کے اعلیٰ معیاروں کی طرف لے جانے والا ہو۔“

(الفضل انٹرنیشنل 11 تا 17 دسمبر 2009ء صفحہ 8)

حضور انور کے ساتھ سیر

ایک دفعہ خاکسار لندن آیا موقعہ تو یاد نہیں رہا سردیوں کا موسم تھا۔ مجھے پتہ چلا کہ حضور انور صبح نماز فجر کے بعد سیر کرنے تشریف لے جاتے ہیں۔ خاکسار نے میجر محمود صاحب سے کہا کہ وہ میرے لئے حضور انور سے ایک دن کے لئے اجازت لے لیں میں بھی سیر میں ساتھ جانا چاہتا ہوں۔ حضور انور نے از راہ شفقت اجازت مرحمت فرمائی۔ اگلے دن نماز فجر کے بعد میں بھی تیار ہو کر ساتھ گیا۔ 15، 20 منٹ کی واک کے بعد اچانک حضور انور واپس تشریف لے آئے۔ ہم جب مسجد فضل واپس آئے تو گاڑی سے نکل کر میں پھر اسی علاقہ میں واک کرنے کے لئے نکل گیا۔ شام کو حضور انور سے ملاقات تھی اور اگلے دن میری واپسی تھی۔ شام کو جب ملاقات ہوئی تو حضور نے ”واک“ کے متعلق پوچھا کہ ٹھیک ہوگئی میں نے عرض کی کہ حضور اتنی چھوٹی واک سے میرا تو کچھ نہیں بنا۔ میں تو پھر دوبارہ واک کرنے چلا گیا تھا۔ حضور صرف مسکرائے اور کچھ نہیں فرمایا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد پھر لندن جانا ہوا اور خاکسار نے پھر درخواست کی سیر کے لئے ساتھ جانے کی۔ چنانچہ اجازت مل گئی۔ اس دفعہ حضور انور نے 45 منٹ سے ایک گھنٹہ کے درمیان واک کی۔ تو بعد میں حضور انور نے ازراہِ مذاق فرمایا کیوں اس دفعہ تمہاری واک ٹھیک ہوگئی ہے۔ عرض کی جی حضور۔ حضور انور کو وہ بات یاد تھی کہ میں نے کہا تھا کہ 15-20 منٹ کی واک سے میرا تو کچھ نہیں بنا میں تو دوبارہ واک کرنے گیا تھا۔

ان ساری باتوں کے لکھنے کا مقصد صرف یہی ہے کہ ہمیں چاہئے ہم خلیفہ وقت کی بات کو سنیں اور اس پر عمل کریں۔ جس طرف خلیفہ وقت لے کر جائیں اسی طرف چل پڑیں، اپنی طرف سے کوئی کام نہ کریں یا اگر کوئی ذہن میں بات آ بھی جائے تو جیسا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک دفعہ جرمنی میں فرمایا تھا کہ پھر خلیفہ وقت موجود ہے اس سے پوچھ لیں اور راہنمائی لے لیں یہ ایک ایسا نسخہ ہے جو ساری بیماریوں، کوتاہیوں اور غفلتوں کا علاج ہے۔

خلیفہ وقت سے پوچھ لینا زیادہ بہتر ہے بجائے اس کے کہ آدمی اپنی عقل لڑائے اور غلط کام کر بیٹھے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو احسن رنگ میں خلیفہ وقت کا جاں نثار اور سلطان نصیر بنائے اور بہتر رنگ میں خدمت سلسلہ کی توفیق دے۔

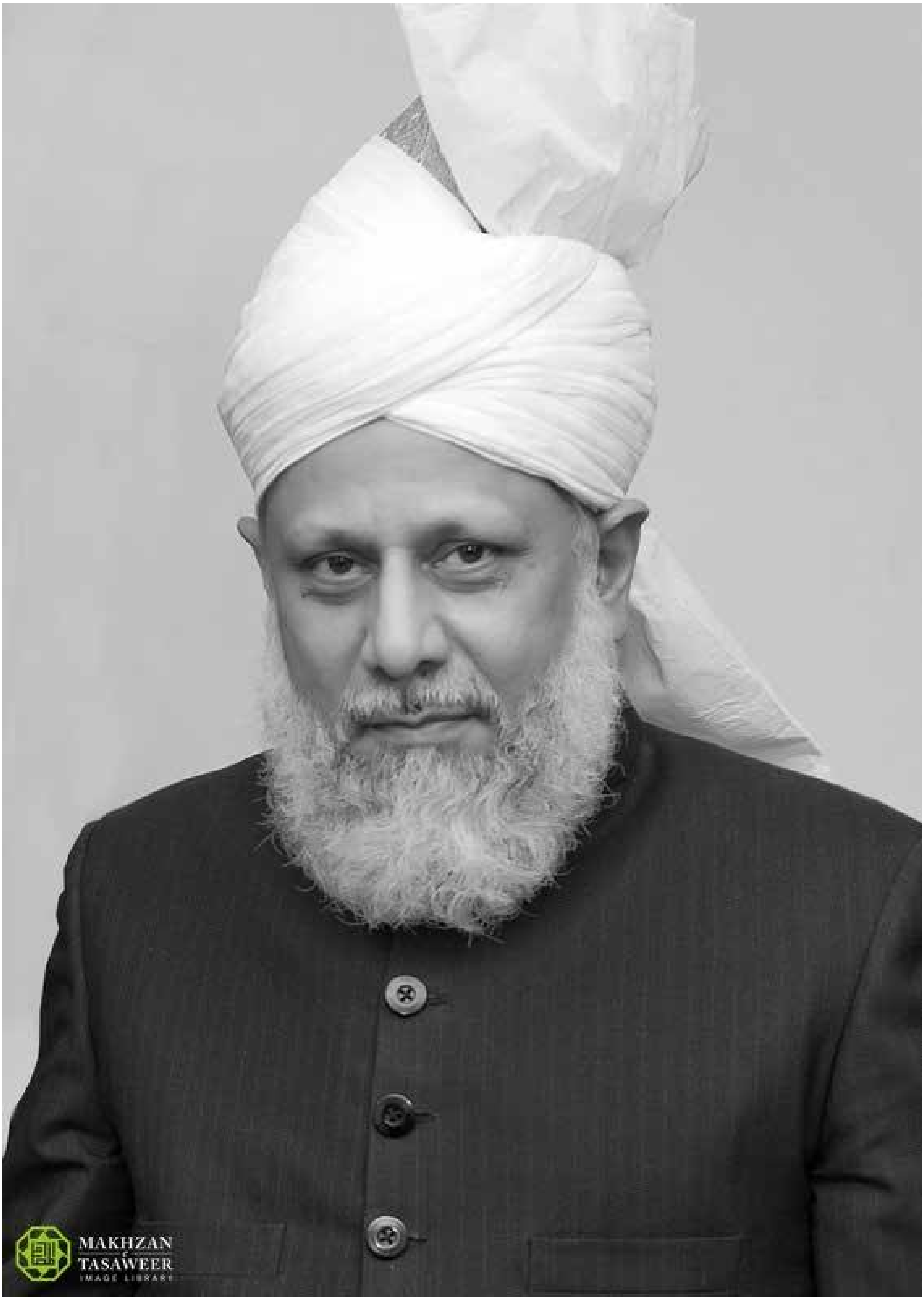

حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

خلافت

خُدا ظاہر ہوا پھر سے لگی بجنے وہ شہنائی
سجا کر رَتھ محمد کی مسیح کی ہے برات آئی
خلافت پھر ہوئی تازہ بڑھی گُلشن کی رَعنائی
خِزاں رُخصت ہوئی اسلام پر پھر سے بہار آئی
بڑا احسان ہے ربّ کا ہوئی جاری خلافت پھر
چھٹے ہیں خوف کے بادل جواں رُت اَمن کی آئی
بُہت اب ہو رہے باہم یہاں اِک ہاتھ پر دیکھو
جو تھی بے چین جاں پہلے ہے اُس کی جاں میں جاں آئی
رہا نا گورا یا کالا نہ دیسی یا نہ پردیسی
مِٹا ہے فرقِ غیر اِن میں بنیں ہیں سب کے سب بھائی
جہاں ہم ہوں خلیفہ بھی ہمارے پاس ہوتا ہے
بنایا کام یہ ڈِش نے اُمیدِ وَصل بَر آئی
ہوئے سو سال سے اوپر خلافت پر سُنو طارقؔ
خداکی حمدمیں گائیں خلافت جُوبلی پائی

کلام۔ طارق بشیر ملک۔سڈنی آسٹریلیا 15 دسمبر 2007 صد سالہ جوبلی کے موقع پر

حضور انور کے خطبات جمعہ سے متاثر ہو کر

اک حسیں ہوتا جب بھی شان سے جلوہ نما
سینہ میں قرآں سجاے لب پہ مولیٰ کی ثنا
اس کی پر تاثیر باتیں دل کو دیتی ہیں سکوں
اس کا خطبہ ہے سبھی کے واسطے آب بقا
کرتا ہے انذار اور تبشیر وہ حکمت کے ساتھ
سنتے ہیں سب لوگ اس کا یہ پیام جاں فزا
نیکی و تقویٰ محبت پیار کی تلقین بھی
کرتا ہے وعظ و نصیحت ہر گھڑی سب کو سدا
میرا آقا تو خدائی نور سے بھرپور ہے
اس کو مولیٰ سے ملی ہے ایک نورانی قبا
بادشاہ پایں گے برکت حضرت مسرور سے
قومیں اسکے امن کے پرچم میں ڈھونڈیں گی پناہ
شکر کرتا ہے یہ مومن اپنے مولیٰ کے حضور
جس نے بخشا ہے ہمیں مسرور جیسا رہنما

(خواجہ عبد المومن۔ ناروے)

حضرتِ مسرور کے ہمراہ رہتا ہے خدا

غیر ممکن ہے کریں بارش کے قطروں کو شمار
ہیں جماعت پر خدا کے فضل اس سے بھی سِوا
وہ جو آنحضرتؐ نے دی تھی اِک مسیحاؑ کی خبر
قادیاں دارالاماں سے اک جری اللہ اُٹھا
پھر کیا قرآن کی دائم شریعت کا قیام
سربراہ اسلام کا ہے اب خلیفہ پانچواں
کارناموں کی ہمہ جہتی سے روشن تر ہوا
ہے مسیحائے زماں کے نام سب فتح وظفر
ہو رہا ہے آج مغرب سے طلوعِ آفتاب
مجلسیں بین المذاہب ہو رہی ہیں جابجا
امن کے سمپوزیم ہیں امن کے انعام ہیں
مقتدر لوگوں کو خط لکھے ہدایت کے لئے
اپنے آقا کی یہ خواہش پوری کرتا ہے غلام
شش جہت میں امن کا اب ایک ہی پیغام ہے
اپنے خالق کی طرف آؤ ملے گی عافیت
کیا سیاست دان دے پائے ہیں انساں کو اماں؟
اس تباہی سے بچا سکتا وہ قادر خدا
رعب سے نصرت ملی اتنی کہ سب پر چھا گئے
جس طرف دیکھیں ہے تازہ ولولہ ہر سو رواں
افتتاح ہے اور مساجد کی کہیں بنیاد ہے
مشنری کا گھر 'سرائے' گیسٹ ہاؤس 'ہسپتال'
اب پریس اپنے ہیں چھپتی ہیں کتابیں بے شمار
ہر صورتِ ابلاغ ہے اب خادمِ دین متیں
سات دن چوبیس گھنٹے ساری دنیا کو پیام
اک نئی دنیا بنادی عربی چینل کھول کر
کرتے ہیں تلقین ہر لحہ دعا کرتے رہیں
وہ زمیں جس پر گرا ہے احمدی لوگوں کا خوں
خالی ہے اب قرب کا میداں چلو آگے بڑھیں
ہر گھڑی ہر وقت اپنے جائزے لیتے رہیں
جو بھی اس آغوش میں آئے گا راحت پائے گا
کر عطا ہر خیر آقا کو الٰہ العالمیں

آسماں کے تاروں اور مٹی کے ذروں کو شمار
ہم پہ رب کی رحمتوں کا مستقل دَر ہے کھلا
جس کی خاطر دیکھتے تھے راہ سب اہلِ نظر
اس مسیحؑ و مہدیؑ نے اسلام کا اِحیا کیا
احمدیت میں ہوا جاری خلافت کا نظام
برق رفتاری سے شہراہِ ترقی پر رواں
حضرت مسرور کے ہمراہ رہتاہے خدا
ساتھ رہتی ہے سدا تائید خدائے مقتدر
ہر طرف ہے امن کی دعوت سے برپا انقلاب
اونچے ایوانوں میں گونجا ہے پیامِ مصطفیٰؐ
بے غرض سب خدمتیں انسانیت کے نام ہیں
درد مند دل سے بنی نوع کی محبت کے لئے
دوسروں سے جاکے انگریزی میں کرتا ہے کلام
پانچوں براعظموں میں یہ صدائے عام ہے
ایک حل ہے سب مسائل کا فقط وحدانیت
ایٹمی ٹکراؤ کی جانب ہے سب دنیا رواں
جس نے ہے اسلام کا سچا صحیح رستہ دیا
آپ کے افکار سارے میڈیا پر آگئے
اب تو گھر گھر میں پہنچتی ہے صدائے قادیاں
ہر خدا کا گھر خدا کے ذکر سے آباد ہے
ہر طرف پھیلا دیا ہے کالج سکولوں کا جال
ساری دنیا کھا رہی ہے باغِ احمدؑ کے ثمار
بٹ رہے ہیں خوب روحانی خزائن بالیقیں
خوب پھل لایا ہے ایم ٹی اے کا بابرکت نظام
ہورہی ہے خوب ہی تبلیغ عربی بول کر
عرش کے پائے ہلادیں فضل و رحمت مانگ لیں
اس کی خاطر بھی دعا کرتے ہیں باصبر و سکوں
اور مسیحائے زماںؑ کی دعا کے ہم وارث بنیں
ہر قدم ہم نیکیوں میں آگے بڑھاتے رہیں
یہ خدا کے ہاتھ کا پودا ہے بڑھتا جائے گا
اپنے فضلوں سے بچا ہر شر سے رب عالمیں

(امۃ الباری ناصر۔ امریکہ)

درثمین احمد۔ جرمنی

خلفائے سلسلہ سے وابستہ روح پرور اور پُرشفقت یادیں

ہمارے سید و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : تمہارے بہترین ائمہ وہ ہیں جن سے تم محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت کرتے ہیں۔تم ان کے لیے دعا کرتے ہو، وہ تمہارے لیے دعائیں کرتے ہیں۔ (مسلم کتاب الامارۃ)

نظام خلافت کی بے شمار برکات میں سے ایک برکت خلیفہٴ وقت کی ہستی میں جماعت مومنین کو ایک درد مند اور دعا گو وجود کا نصیب ہونا ہے ۔خلیفہٴ وقت سنتِ نبویؐ کی اقتداء میں جماعت مومنین کے لئے ایک ایسے باپ کی مانند ہے جس کی آغوش میں محبت کی گرمی، تحفظ کا احساس اور دعاؤں کے خزانوں سے تمام افراد جماعت جھولیاں بھرتے ہیں۔ یہ ایک ایسی نعمت ہے جو سوائے جماعت احمدیہ کے کل عالم میں کسی کو میسر نہیں ۔ اس بارے میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تمہارے لئے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا، تمہاری محبت رکھنے والا، تمہارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا، تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا، تمہارے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا ہے۔ مگر ان کے لئے نہیں ہے۔تمہارا اسے فکر ہے، درد ہے اور وہ تمہارے لئے اپنے مولا کے حضور تڑپتا رہتا ہے لیکن ان کے لئے ایسا کوئی نہیں ہے ۔ کسی کا اگر ایک بیمار ہو تو اسکو چین نہیں آتا ۔لیکن کیا تم ایسے انسان کی حالت کا اندازہ کر سکتے ہو جس کہ ہزاروں نہیں لاکھوں بیمار ہوں ۔ (انوار العلوم جلد 2 صفحہ 156)

آج خلفائے احمدیت اس حدیث مبارکہ اور حضرت مصلح موعودؓ کے اس فرمان کی عملی تصویر ہیں۔خلفائے احمدیت کی افراد جماعت سے محبت و شفقت کی اس طویل داستان کے نظارے گزشتہ ایک صدی کی تاریخ میں سنہرے حروف میں رقم ہیں۔ اس بحر بے کنار میں سے ذاتی تعلق کی چند بوندیں قارئین کے پیش خدمت ہیں ۔

خلافت رابعہ کے دور میں خاکسار کو صرف ایک بار حضرت خلیفة المسیح الرابعؒ سے جرمنی میں شرف ملاقات حاصل ہوا جو کہ ہماری شادی کے بعد پہلی ملاقات تھی۔ اس ملاقات کی کچھ دھندلی یادوں میں میرے حافظے میں خلیفة المسیح الرابعؒ کا پرنور چہرہ اور آپکے الفاظ جو آپؒ نے ہم دونوں میاں بیوی کو مخاطب کر کے فرمائے تھے کہ ”دل مل گئے ہیں ناں“ محفوظ ہیں اور یہ الفاظ دل و دماغ میں ایسے نقش ہو گئے کہ آج تک محو نہیں ہو سکے اور انکی دعا اور ان الفاظ کی تاثیر ہے کہ ہم دونوں میاں بیوی میں محبت و انسیت کے تعلق کو قائم ہوئے پچیس سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ہماری پہلی فیملی ملاقات سن 2003 میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے مسند خلافت پہ متمکن ہونے کے بعد جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر ہوئی۔ اس دن انتظار کی گھڑیاں بہت طویل ہو گئی تھیں۔ جیسے جیسے وقت گزرتا جاتا تھا دل کی حالت عجیب سی ہوتی جاتی تھی۔ جب ملاقات کا عندیہ موصول ہوا تو ہم بچوں کو لے کے حضور انور کے دفتر میں داخل ہو گئے۔ اس وقت خاکسار کا بیٹا عزیزم ماہد احمد بمشکل سال/ سوا سال کا تھا اور وہ انتظار کرتے کرتے سو گیا تھا۔ اسے ہم نے بمشکل جگایا جسکی وجہ سے وہ کچھ بے چین ہو کے رونے لگ گیا تھا۔ بہر حال اندر جاتے ہی جب حضور انور نے فرمایا یہ کیوں رو رہا ہے؟ تو آپ کی آواز سن کر عزیزم ماہد چند لمحوں میں خاموش ہو گیا۔ ہم پیارے حضور انور کے لئے پھولوں کا گلدستہ بنوا کے لے گئے تھے جو کہ میرے بیٹے عزیزم کاشف محمود (جو اس وقت چھ سال کا تھا) نے پیش کیا۔ دو تین منٹ کی یہ ملاقات جو رسمی تعارف اور تصویر پہ محیط تھی ہماری کل متاع تھی ۔مگر اس ملاقات کی خاص بات خلافت کا نور، خلیفہ وقت کا عزت و احترام جسمیں محبت کے ساتھ فدائیت کا بھی الگ ہی رنگ غالب تھا جو الفاظ میں بیان کرنا قدرے مشکل ہے کیونکہ زندگی میں کسی خلیفہ وقت سے یہ میری دوسری ملاقات تھی اس لئے آپ ایدہ اللہ تعالیٰ کی عزت و احترام دل میں اسقدر جاں گزیں تھا کہ میں خود سے بات کرنے کا حوصلہ اپنے اندر نہ پا سکی ۔ آپ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے چہرے پہ نور اتنا تھا کہ نگاہ نہیں اٹھتی تھی اور میں نظر بھر کے دیکھنے کی حسرت دل میں دبائے واپس آگئی ۔ بس اتنا یاد ہے کہ حضور انور نے میرے میاں سے کچھ تعارفی سوال کئے تھے جس کے انہوں نے جواب دیے تھے۔ میں تو خاموش نگاہیں جھکائے اس محسن کو سن رہی تھی۔ دو/ تین منٹ کی ملاقات دو/ تین سیکنڈ کی سی تیز رفتاری سے گزر گئی۔ باہر جانے سے پہلے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت میرے بیٹوں (عزیزم کاشف محمود اور عزیزم ماہد احمد) کو ازراہ شفقت ایک ایک چاکلیٹ دی تھی ۔بس یہ تھی ہماری پہلی ملاقات ۔اسکے بعد خلافت خامسہ سے ہمارا اصل و مضبوط تعلق حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں لکھے گئے خطوط سے بڑھا جو کہ بدستور اب تک قائم و دائم ہے، الحمد للہ ۔

مجھے یاد پڑتا ہے اسی سال جلسہ سالانہ کے موقع پہ جماعت جرمنی کے واقفین نو کو یہ سعادت نصیب ہوئی تھی کہ وہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے مصافحے کا شرف حاصل کر سکیں ۔ انہیں خوش نصیب بچوں میں عزیزم کاشف محمود بھی شامل تھا جس کو مصافحے کے دوران لمحہ بھر کو روک کر حضور انور نے گال پہ پیار سے تھپکی دی تھی وہی ایک پیار کی نظر اس بچے کا مقدر سنوار گئی اور الحمد للہ آج عزیزم کاشف محمود جامعہ احمدیہ جرمنی میں درجہ ثالثہ کا طالب علم ہے ۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ خدا تعالیٰ اسے خلیفہ وقت کا سلطان نصیر بنائے، آمین ثم آمین ۔

یوں تو ہر احمدی کا ہی خلیفہ وقت سے ذاتی تعلق ہے اور سبھی اخلاص و محبت سے آپ کی خدمت میں خطوط بھی ارسال کرتے ہیں اور پیارے حضور انور کی جانب سے بھی جواباً جس شفقت و محبت کا اظہار ہوتا ہے اس کیفیت کو وہی بہتر طور سے سمجھ سکتے ہیں جنہوں نے اسکے نظارے خود اپنی زندگیوں میں مشاہدہ کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس تعلق اور محبت و اخلاص کو مزید بڑھاتا جائے اور ہماری نسلوں کو بھی خلافت احمدیہ سے جوڑ کے رکھے آمین ۔ یہ تو تھا ہماری پہلی ملاقات کا احوال ۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دستِ شفقت :اب خاکسار مزید چند واقعات آپکے ساتھ شئیر کرنا چاہے گی جس میں خلیفہ وقت کی قربت کا احساس اور انکی شفقت کا اظہار ہوتا ہے۔ قصہ کچھ یوں ہے کہ سن 2012 میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا پروگرام بنا کہ اس مرتبہ برطانیہ جا کر ملاقات کا شرف حاصل کیا جائے ۔ بس پھر کیا تھا فوری انتظامات کئے جسمیں بنیادی کام ملاقات کی درخواست بھیجنا اور وقت لینا تھا۔ جس دن ہماری ملاقات تھی اتفاق سے اس روز محمود ہال میں ملاقات کرنے والوں کی تعداد زیادہ تھی یا ہمیں محسوس ہو رہی تھی ۔ لوگ اپنی باری کے منتظر تھے اور خلیفہ وقت سے ملاقات کی خواہش اور بے تابی انکے چہروں سے عیاں تھی۔ انہی پروانوں کی فہرست میں ہم بھی شامل ہو گئے ۔ ملاقات کا وقت اگرچہ شام پانچ بجے دیا گیا تھا مگر ہماری بے تابی کا یہ عالم تھا کہ ظہر کی نماز کی ادائیگی کے بعد ہی محمود ہال میں براجمان ہو چکے تھے ۔ دل کی دھڑکن گھڑی کی سوئیوں سے زیادہ تیز رفتاری سے چل رہی تھی مگر وقت جیسے ٹھہر گیا تھا یا ہمیں محسوس ہو رہا تھا۔ حسن اتفاق ایسا کہ جو وقت دیا گیا تھا اسمیں ملاقات نہ ہو سکی اسی دوران مغرب و عشاء کی نماز کا وقت ہو گیا اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نماز کی ادائیگی کے لئے مسجد فضل تشریف لے گئے ۔ ہماری یہ حالت تھی کہ جیسے پیاسا دریا کے کنارے پر بیٹھا ہو اور سیرابی اسکا نصیب نہ ہو ۔سخت پریشانی کے عالم میں دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں رابطہ کیا کہ اب ہمارا کیا ہو گا؟ کیا تشنہ لبی ہمارا مقدر ٹھہرے گی؟ مگر انکے امید افزاء جواب سے تن مردہ میں جان پڑ گئی اور ہم سب اہل خانہ بھی نماز کی ادائیگی کے لئے محمود ہال چلے گئے ۔ نماز کے فوراً بعد دوبارہ محمود ہال کا رخ کیا کہ اب ایک لمحہ کی تاخیر بھی جان لیوا محسوس ہو رہی تھی ۔بالآخر وہ مبارک گھڑی آن پہنچی جب ہمیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دفتر میں جانے کا پروانہ مل گیا ۔ الحمد للہ ۔ اب اندر کا احوال ایک الگ داستان ہے ۔ دفتر میں داخل ہوتے ہی خاکسار کے اہل خانہ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے مصافحہ کیا اور دست بوسی کا شرف بھی حاصل کیا مگر میں اس سعادت سے محروم تھی۔ لیکن یہ ملال بھی اس وقت جاتا رہا جب میں نے پیارے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے آگے اپنا سر کیا (جیسے عموماً پاکستان میں دست شفقت کے لئے چھوٹی بچیاں اور خواتین بڑے بزگوں کے آگے کرتیں ہیں) بس یہ میری خوش نصیبی سمجھیے کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تبسم فرماتے ہوئے دست شفقت میرے سر پہ پھیرا تو گویا مجھے ہفت اقلیم مل گئی۔ساتھ میں چھوٹے بیٹے عزیزم ذیشان احمد سے گلدستہ وصول کرتے ہوئے ازراہ شفقت فرمایا ”کس کی ٹوپی پہنی ہے؟ ابا کی کہ دادا کی؟ اس سوال پہ سخت خفت محسوس ہوئی کیونکہ ملاقات کے اشتیاق میں ٹوپیاں گھر سے لانا ہی بھول گئے تھے اور اس وقت یہ ٹوپیاں کسی سے مستعار لی گئیں تھیں ۔خیر اس بات کی وضاحت پیش کی کہ ہماری نالائقی تھی کہ ہم سب بھول گئے۔ اس کے بعد حضور انور نے فرداً فرداً تینوں بچوں اور میاں صاحب سے بات چیت شروع کی ۔ بچوں سے انکی تعلیم کے بارے میں دریافت کیا جس کا دونوں بڑے بیٹوں نے تو جواب دے دیا مگر عزیزم ذیشان احمد جو اس وقت کافی چھوٹا تھا اور اسکی زبان صاف نہیں تھیں جسکی وجہ سے اسکی بات سمجھ نہیں آتی تھی آپ نے ازراہ شفقت اسکی لینگویج تھراپی کے بارے میں دریافت کیا اور کہا کہ اسے مستقل زبان کی تھراپی کروائیں ۔ الحمد للہ عزیزم ذیشان احمد اس وقت ساتویں جماعت کا طالب علم ہے اور اسکی زبان بھی اب بہت صاف ہے ۔ یہ بچہ بھی میرے نزدیک تو خلیفہ وقت کی دعا کا ہی معجزہ ہے کیونکہ اسکے بارے میں یہاں کے لوکل ڈاکٹرز اور سائیکالوجسٹ نے کئی قسم خدشات کا اظہار کیا تھا جو کہ اللہ کے فضل سے تمام غلط ثابت ہو رہے ہیں ۔ الحمد للہ ۔ میاں صاحب سے انکے کام اور گھر کی بابت پوچھا جس کی خریداری کے سلسلے میں حضور انور کی خدمت میں اکثر تحریر کرتے تھے، اور یہ جان کر کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں اپنے فضل اور خلیفہ وقت کی دعاؤں کی بدولت وہ گھر عطا کیا ہے تو آپ نے خوشی کا اظہار فرمایا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ ۔ لیکن مجھے اس دوران بھی کوئی بات کرنے کا موقع نہ مل سکا کہ وقت رخصت آن پہنچا۔ پیارے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ فیملی فوٹو بنوا کر جب باہر جانے والی راہداری میں پہنچے تو چونکہ میں سب سے آخر پہ تھی کچھ یاد آنے پر دوبارہ الٹے پاؤں دفتر کی جانب چل پڑی ۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا ”اب کیا ہے؟“ میں نے گھبرا کر بے ساختہ کہا ”پیارے حضور ہمیشہ آپ سے تبرک لینے کی ہمیشہ سے خواہش رہی ہے مگر آج بروقت یاد آ گیا تو سوچا آج یہ موقع نہیں گنوا سکتی۔“ یہ سن کر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مسکرانے لگے اور ساتھ ہی فرمایا کہ ”کرتی کراتی تو کچھ ہو نہیں تبرک چاہیے“ گھبراہٹ کے عالم میں میری زبان سے بے ساختہ پھسلا ”نہیں حضور تھوڑا بہت کر لیتی ہوں“ حضور انور نے فرمایا ”اچھا کیا کر لیتی ہو؟ میں نے جواب میں بتایا کہ خدا تعالیٰ مجھے شعبہ اشاعت اور رسالہ خدیجہ جرمنی میں قلمی معاونت کا موقع دے رہا ہے (اس وقت خاکسار صرف انہی شعبہ جات میں خدمت کی توفیق پا رہی تھی مگر خلیفہ وقت کی زبان مبارک سے نکلے الفاظ اس طرح خدا تعالیٰ کے حضور شرف قبولیت پا گئے کہ اب مجھے کئی شعبہ جات میں خدمت کی توفیق مل رہی ہے،

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

الحمد للہ ثم الحمد للہ)۔ یہ سن کر حضور انور کے تاثرات سے خوشی کا اظہار ہوا اور آپ ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ’’اچھا! ماشاء اللہ پھر تو کافی کچھ کر لیتی ہو۔ (اس دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک رومال اپنے دست مبارک میں پکڑ رکھا تھا جسے آپ اپنی انگوٹھیوں سے رگڑ رہے تھے) فرمایا چلو یوں کرو‘‘ رومال کے ساتھ یہ پین بھی لے لو تمہیں اسکی ضرورت ہو گی ’’یوں مجھے آپ نے اپنی بے پایاں شفقت سے مالا مال کر دیا۔ میں نہال نہال جب باہر آئی تو میاں اور بچوں نے پوچھا تم کہاں رہ گئی تھیں؟ اور میں دل ہی دل میں مسرور ہو رہی تھی کہ خدا تعالیٰ نے کیسے میرے دل کی مراد سن لی اور مجھے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مزید محبت و شفقت سمیٹنے کا موقع فراہم کر دیا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

ہر سال جلسہ سالانہ کے موقع پہ بہت سے بچوں اور بچیوں کی آمین خلیفہ وقت کے مبارک ہاتھوں سے انجام پاتیں ہیں جس پہ نہ صرف وہ بچے اور بچیاں اپنی اس خوش بختی پہ مسرور و شاداں و فرحاں نظر آتے ہیں بلکہ انکے والدین بھی اس نعمت پہ خدا کے حضور شکر گزار ہوتے ہیں۔ اس سے بڑھ کے سعادت اور خوش بختی کی بات کیا ہوسکتی ہے کہ کوئی بچی یا بچہ خلیفہ وقت کے پہلو میں بیٹھ کے انکی قربت سے سرفراز ہو اور آپ ان سے کلام الٰہی سنیں سو یہ خوش بختی عزیزم ماہد احمد کے حصے میں بھی آئی اور سن 2013 کے جلسہ سالانہ کے موقع پہ اسکی آمین حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں ہوئی جو کہ ہم سب کے لیے باعث سعادت اور موجب برکت ہے، الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

ایک واقعہ 2014ء کا ہے۔ اس سال خاکسار کے والد پاکستان سے لندن برطانیہ کے جلسہ سالانہ میں شامل ہوئے اور ہم لوگ جرمنی سے برطانیہ گئے تھے۔ یوں اُن سے ملاقات کا ذریعہ بھی ہو گیا اور اُن کے طفیل ہماری حضور انور سے ملاقات بھی ہو گئی۔ قصہ کچھ یوں ہے کہ ابو جان کی ملاقات تھی حضور انور کے ساتھ تو ہم نے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب سے بات کی کہ ہمیں بھی اجازت دی جائے کہ ہم بھی ان کے ساتھ حضور انور سے ملاقات کر لیں تو انہوں نے کوئی واضح جواب نہیں دیا یعنی نہ ہاں میں اور نہ ہی واضح انکار میں۔ سو ہم ملاقات کے دن دعائیں پڑھتے ہوئے مسجد فضل پہنچ گئے، بلکہ ٹریفک میں پھنس جانے کی وجہ سے آدھا گھنٹہ سے زائد کی تاخیر سے پہنچے۔ یوں لگ رہا تھا کہ اب تو ملاقات نہیں ہو پائے گی۔ مگر خوش قسمتی کہ ابھی ہماری باری نہیں آئی تھی کیونکہ محمود ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ بہر حال جب ملاقات کے لئے بلایا گیا تو جن صاحب کی حضور انور کے دفتر کے باہر بلانے کی ڈیوٹی ہوتی تھی انہوں نے ہمیں اندر جانے سے منع کر دیا کہ یہاں پر تو صرف ایک آدمی کا نام لکھا ہے آپ لوگ کہاں اندر جا رہے ہیں۔ ہم نے اصرار کیا تو کہنے لگے آپ اندر جا کر حضور انور سے پوچھ لیں اگر وہ اجازت دیتے ہیں تو باقی افراد بھی اندر جا سکیں گے ورنہ نہیں۔ اس پر والد صاحب جلدی سے اندر گئے اور حضور انور سے درخواست کی کہ میری بیٹی، داماد اور بچے باہر انتظار کر رہے ہیں اگر اجازت ہو تو میں انہیں بھی اندر بلا لوں تو اس پر حضور نے ازراہِ شفقت ہمیں بھی ملاقات کی اجازت مرحمت فرما دی۔ یہ جلسہ سے ایک دو روز پہلے کا واقعہ ہے۔ اسی جلسہ سالانہ پر میری چھوٹی بہن (جو کہ مسقط میں مقیم ہے) کو اپنی یونیورسٹی میں اوّل پوزیشن حاصل کرنے پر عورتوں والے اجلاس میں حضور انور سے سونے کا تمغہ ملنا تھا۔ مگر وہ چند ذاتی وجوہات کی بناء پر خود نہیں پہنچ پائی اور یہ سعادت بھی میرے حصے میں آئی کہ میں اس کا تمغہ حضور انور کے دستِ مبارک سے وصول کروں۔ چنانچہ جب ہفتہ کے روز میں اس کا تمغہ وصول کرنے اسٹیج پر گئی تو حضور انور نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا آج پھر آ گئی ہو؟ یہ الفاظ سن کر میری خوشی کی انتہا نہ رہی کہ حضور انور نے مجھے پہچان لیا کہ دو تین دن قبل ملاقات ہوئی تھی۔ پھر پوچھنے لگے ’’اپنا ہے؟‘‘ میں نے کہا کہ نہیں حضور بہن کا ہے تو فرمانے لگے کہ ’’اچھا تو چلو لے لو‘‘۔ یہ بات اور یہ واقعہ اتنا پیارا ہے کہ جب بھی میں آنکھیں موندتی ہوں تو چشمِ تصور میں وہ منظر میری نگاہوں کے سامنے آجاتا ہے اور ہر بار مجھے ایک نئی لذت سے ہمکنار کرتا ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

اسی طرح سن 2017 میں خاکسار کے بیٹے عزیزم کاشف محمود نے جامعہ احمدیہ جرمنی میں داخلے کی درخواست اور امتحان دیا اور حسن اتفاق کہ امتحان سے تیسرے دن بروز منگل ہماری حضور انور سے برطانیہ میں ملاقات تھی۔ جب ملاقات کے لئے حضور انور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حسب معمول پیارے حضور نے بچوں سے بات چیت کا آغاز فرمایا اور عزیزم کاشف محمود کے بتانے پہ کہ میں نے Abitur کیا ہے اور اب جامعہ احمدیہ میں داخلے کا خواہش مند ہوں، حضور انور نے پوچھا ’’کہیں اور بھی اپلائی کیا ہے‘‘ اس نے جواب دیا ’’نہیں حضور میں نے کہیں اور اپلائی کرنے کے بارے میں تو سوچا ہی نہیں‘‘ اس پہ حضور انور نے مزید استفسار فرماتے ہوئے فرمایا ’’ٹیسٹ کیسا ہوا ہے؟‘‘ اس نے بتایا کہ بہت اچھا تو نہیں ہوا بس ٹھیک ہی ہو گیا ہے۔ سکول کی پڑھائی کی وجہ سے تیاری کا مناسب موقع نہیں مل سکا۔ حضور انور نے فرمایا اچھا کیا نام ہے تمہارا میں لسٹ میں چیک کرتا ہوں۔ (اس دوران آپ بچوں کو پین عنایت کر رہے تھے) پھر اچانک عزیزم کاشف سے پوچھا ’’سورۃ فاتحہ آتی ہے تمہیں؟‘‘ تو عزیزم کاشف نے جواب دیا ’’جی حضور آتی ہے‘‘ فرمانے لگے ’’تو پھر کیا پریشانی ہے تم ٹیسٹ میں پاس ہو۔‘‘ یہ مبارک الفاظ ہی اسکی کامیابی کا پیش خیمہ ثابت ہوئے ہم سب نے اسے باہر آ کر مبارک باد دی کہ اب تو حضور انور نے فرما دیا ہے تو فکر کی بات نہیں تم ان شاء اللہ کامیاب ہو جاؤ گے۔ چند دن بعد ہی جامعہ احمدیہ جرمنی سے خط موصول ہوا کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اسے جامعہ میں داخلہ مل چکا تھا اور اب وہ ماشاء اللہ درجہ ثالثہ کا طالب علم ہے۔ الحمد للہ علی ذالک۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تمام احباب جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’کون سا ڈکٹیٹر ہے جو اپنے ملک کی رعایا سے ذاتی تعلق بھی رکھتا ہو۔ خلیفۂ وقت کا تو دنیا میں پھیلے ہوئے ہر قوم اور ہر نسل کے احمدی سے ذاتی تعلق ہے۔ ان کے ذاتی خطوط آتے ہیں جن میں ان کے ذاتی معاملات کا ذکر ہوتا ہے۔ ان روزانہ کے خطوط کو ہی اگر دیکھیں تو دنیا والوں کے لئے ایک یہ ناقابل یقین بات ہے۔ یہ خلافت ہی ہے جو دنیا میں بسنے والے ہر احمدی کی تکلیف پر توجہ دیتی ہے۔ ان کے لئے خلیفۂ وقت دعا کرتا ہے۔

کون سا دنیاوی لیڈر ہے جو بیماروں کے لئے دعائیں بھی کرتا ہو۔ کون سا لیڈر ہے جو اپنی قوم کی بچیوں کے رشتوں کے لئے بے چین اور ان کے لئے دعا کرتا ہو۔ کون سا لیڈر ہے جس کو بچوں کی تعلیم کی فکر ہو۔ حکومت بیشک تعلیمی ادارے بھی کھولتی ہے۔ صحت کے ادارے بھی کھولتی ہے۔ تعلیم تو مہیا کرتی ہے لیکن بچوں کی تعلیم جو اس دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں ان کی فکر صرف آج خلیفۂ وقت کو ہے۔ جماعت احمدیہ کے افراد ہی وہ خوش قسمت ہیں جن کی فکر خلیفۂ وقت کو رہتی ہے کہ وہ تعلیم حاصل کریں۔ ان کی صحت کی فکر خلیفۂ وقت کو رہتی ہے۔ رشتے کے مسائل ہیں۔ غرض کہ کوئی مسئلہ بھی دنیا میں پھیلے ہوئے احمدیوں کا چاہے وہ ذاتی ہو یا جماعتی ایسا نہیں جس پر خلیفۂ وقت کی نظر نہ ہو اور اس کے حل کے لئے وہ عملی کوشش کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتا نہ ہو۔ اس سے دعائیں نہ مانگتا ہو۔ مَیں بھی اور میرے سے پہلے خلفاء بھی یہی کچھ کرتے رہے۔

مَیں نے ایک خاکہ کھینچا ہے بے شمار کاموں کا جو خلیفہ وقت کے سپرد خدا تعالیٰ نے کئے ہیں اور انہیں اس نے کرنا ہے۔ دنیا کا کوئی ملک نہیں جہاں رات سونے سے پہلے چشم تصور میں مَیں نہ پہنچتا ہوں اور ان کے لئے سوتے وقت بھی اور جاگتے وقت بھی دعا نہ ہو۔‘‘ (خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 06/ جون 2014ء بمقام فرانکفرٹ۔ جرمنی)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 11 مئی 2003ء کو احباب جماعت کے نام ایک خصوصی پیغام میں فرمایا:۔

’’...پس اس قدرت کے ساتھ کامل اخلاص و محبت اور وفا اور عقیدت کا تعلق رکھیں اور خلافت کی اطاعت کے جذبہ کو دائمی بنائیں اور اس کے ساتھ محبت کے جذبہ کو اس قدر بڑھائیں کہ اس محبت کے بالمقابل دوسرے تمام رشتے کمتر نظر آئیں امام سے وابستگی میں ہی سب برکتیں ہیں اور وہی آپ کے لئے ہر قسم کے فتنوں اور ابتلاؤں کے مقابلہ کے لئے ایک ڈھال ہے۔‘‘ (الفضل انٹرنیشنل 23 تا 30/ مئی 2003ء)

الحمد للہ۔ آج ہم ان خوش نصیبوں میں شامل ہیں جنہیں امامِ وقت کا قرب نصیب ہوا جو خلافت کے گھنے شجر سے وابستہ ہیں۔ اس کی برکتوں کے نظارے ہم دن رات دیکھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ خلافت سے ہمارا اور ہماری اولاد کا پختہ تعلق قائم فرمائے اور اسے مزید بڑھاتا چلا جائے۔ آمین ثم آمین۔

27 مئی 2021ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:13	18:57
مدینہ منورہ	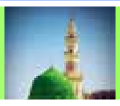	04:05	19:04
قادیان	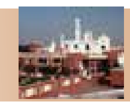	03:49	19:26
ربوہ		03:29	19:06
اسلام آباد ٹلفورڈ	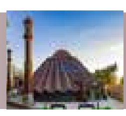	03:28	21:04